صوبائی کونسل پنجاب

مباحثات

23 اکتوبر 1984ء

(27 محرم الحرام 1405ھ)

جلد 3 شمارہ 2

مندرجات

منگل 23 اکتوبر 1984ء

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1 -	تلاوت قران حکیم اور اس کا اردو ترجمہ — —	263
2 -	سوالات اور انکے جوابات — — —	264
3 -	وزیر تعلیم کی جانب سے پرائمیری اور ثانوی تعلیم کا عمومی جائزہ — — — —	413
4 -	تعلیم پر بحث — — — —	424
5 -	وزیر تعلیم کے اختتامی کلمات — — —	505

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا تیسرا اجلاس

منگل 23 اکتوبر 1984ء (27 محرم الحرام 1405ھ)

جناب قائم مقام چیئرمین وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی 9 بجے کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے۔

اناؤنسر صوبائی کونسل پنجاب کے چار روزہ اجلاس کا آج دوسرا دن ہے اجلاس کی کارروائی کا آغاز اللہ تبارک و تعالیٰ کے بابرکت کلام سے ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن مجید فرمائیں گے جناب قاری علی حسین صدیقی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۝ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۝

(س علق ۹۶ - ۳ - ۵ ، س زمر ۳۹ - ۹ ، س فاطر ۳۵ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ ، س بقرہ ۲ - ۲۶۹ ، س آل عمران ۳ - ۱۹۰ - ۱۹۱ ، س لقمان ۳۱ - ۲۰)

پڑھو! تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ پڑھنا لکھنا سکھایا۔ اور انسان کو وہ کچھ سکھایا پڑھایا جس کا اس کو بالکل علم نہ تھا۔ کیا پڑھے لکھے دانشور اور اَن پڑھ جاہل برابر ہیں (ہرگز نہیں) اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں۔ اور نہ تاریکی و روشنی برابر ہے۔ اور نہ سایہ اور دھوپ برابر ہو سکتی ہے۔ وہ اللہ جس کو چاہتا ہے علم و دانائی عطا کرتا ہے اور جس کو دانائی و فراست مل گئی اس کو زبردست نعمت مل گئی۔ اور اس سے اثر تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل و خرد رکھتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اللہ نے تمہارے مسخر کر دیا تابع بنا دیا اور اپنی تمام ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم پر مکمل کر دی ہیں پھر بھی بعض آدمی اللہ کے بارے میں بحث کرتا ہے بغیر کسی علم و ہدایت اور بغیر کسی روشن دستاویز کے۔ بلاشبہ آسمانوں و زمین کی تخلیق اور اختلاف لیل و نہار میں پڑھے لکھے اہل عقل کے لیے نشانیاں ہیں، جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے کر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں و زمین کی تمام تخلیق پر غور و فکر کرتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے یہ تمام چیزیں بے فائدہ و بیکار نہیں پیدا کیا۔

وما علینا الا البلاغ

شیخ غلام حسین۔ جناب چیئرمین میں یہ وضاحت چاہوں گا کیا اجلاس کے لئے کورم کی بھی کوئی پابندی ہے ۔ اگر ہے تو ذرا چیک کر لیا جائے کہ کیا کورم درست ہے ؟

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ میرا خیال ہے کورم ٹھیک ہے ۔

شیخ غلام حسین کیا کوئی پابندی ہے ؟

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ ایسی سختی سے تو پابندی نہیں کی جا رہی ہے ۔ کورم پورا نظر آ رہا ہے ۔

سوالات اور ان کے جوابات

مصالحتی عدالتوں کو مقدمات کی منتقلی ۔

86 الحاج محمد اسلم بٹ۔ (ممبر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ)

کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے بلدیاتی اداروں کے سربراہوں کو مصالحتی عدالتی نظام کے تحت روپے پیسے کے لین دین ، چوری ۔ توہین عدالت اور دیگر معمولی لڑائی جھگڑے کی سماعت کے اختیارات تفویض کئے ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مصالحتی نوعیت کے مقدمات پولیس کی جانب سے مصالحتی عدالتوں کو منتقل نہیں کئے جاتے ۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت متذکرہ مقدمات کو متعلقہ کونسلر کو بھجوانے کے لئے پولیس کو احکام جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)

(الف) جی ہاں ۔

(ب) محکمہ بلدیات کو اس بارے میں کسی مصالحتی عدالت کے سربراہ کی جانب سے ایسی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی کہ پولیس کی جانب سے متعلقہ مصالحتی عدالتوں کو منتقل نہیں کئے جا رہے محکمہ نے قبل ازیں جملہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ہدایت کر رکھی ہے کہ وہ اس بات کا

اطمینان کریں کہ ایسے مقدمات جو مصالحتی عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں وہ فوری طور پر ان عدالتوں کو منتقل کر دئیے جائیں -

(ج) محکمہ مقامی حکومت نے اب ڈویژنل کمشنر صاحبان کو بھی تحریر کیا ہے کہ ایسے مقدمات جو مصالحتی عدالت کے دائرہ سماعت میں آتے ہیں وہ فوری طور پر ان عدالتوں کو بھجوائے جائیں - امید ہے کہ اس ہدایات کا خاطر خواہ نیتجہ نکلے گا ۔

سیکرٹری یونین کونسلوں کے لئے پنشن و دیگر مراعات

96۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی - (وائس چیئرمین پنجاب رورل کواپریٹو کارپوریشن) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا صوبہ میں سیکرٹریز یونین کونسلز کی مدت ملازمت (از یکم جولائی 1961ء تا 31 اکتوبر 1973ء لوکل کونسل سروس میں شمار ہوتی ہے یا گورنمنٹ سروس میں

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سیکرٹری صاحبان میں سے اکثر ریٹائرمنٹ کی عمر کو پہنچ چکے ہیں مگر انہیں پوری پنشن کے حقوق نہیں دیے جا رہے ہیں -

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈز اور دیگر محکمہ جات مثلاً وٹرنری اور زراعت کے ملازمین کو آغاز ملازمت کی مدت سے ہی پنشن و دیگر سہولیات دی جا رہی ہیں -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو متذکرہ ملازمین کو پنشن دیگر بنیادی سہولیات سے محروم کئے جانے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خاں)

(الف) محکمہ دیہات سدھار 30/6/61 کے ختم ہونے پر ان دیہی کارکنان کی ملازمتیں ختم کردی گئیں اور پھر بعد میں 1/7/61 کو بنیادی جمہوریت کے وجود میں آنے پر اس

تنظیم میں ان کو بطور سیکرٹری یونین کونسل شامل کر لیا گیا اور انہیں اس گرانٹ سے تنخواہیں دی جاتی تھیں جو کہ حکومت بطور مالی اعانت کے یونین کونسل کو دیتی تھی لہذا یہ عرصہ ملازمت سرکاری ملازمت کے زمرہ میں نہ آتا ہے کیونکہ دیہی کارکنان کو سرکاری خزانے سے تنخواہیں ادا نہیں کی جاتی تھیں چونکہ ویسٹ پاکستان لوکل کونسلز (پنشن) رولز 1964ء یونین کونسل کی سطح پر لاگو نہ کئے گئے اور نہ ہی یونین کونسلوں کو لوکل کونسل کا درجہ دیا گیا اس لئے سیکرٹری یونین کونسل کی مدت ملازمت از 1/7/61 تا 31/10/73 لوکل کونسل سروس میں بھی شمار نہیں کی جا سکتی -

(ب) دیہی کارکنان کا عرصہ ملازمت از 1/7/61 تا 31/10/73 چونکہ سرکاری ملازمت لوکل کونسل سروس شمار نہیں ہوتا ہے اس لئے یہ عرصہ ملازمت پنشن کے لئے شمار نہیں ہوتا تاہم پنشن قواعد کے مطابق ایسے ملازمین جن کی 1/7/61 سے قبل کی مدت ملازمت اگر پانچ سال سے زائد ہے تو وہ پہلی سروس اور 1/11/73 کے بعد کی مدت ملازمت کے لئے پنشن کے حقدار ہیں -

(ج) چونکہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ملازمین پر لوکل کونسلز (پنشن) رولز 1964ء لاگو کر دئیے گئے تھے لہذا وہ پنشن کے حقدار ہیں -

(د) جیسا کہ جزو (الف) میں واضح کیا گیا ہے عرصہ ملازمت از 1/7/61 تا 31/10/73 نہ تو سرکاری ملازمت تصور کیا گیا ہے اور نہ ہی یونین کونسل پر لوکل کونسلز (پنشن) رولز 1964ء لاگو کئے گئے اس لئے وہ اس عرصہ ملازمت جو نہ غیر سرکاری ملازمت تھی پنشن کے حقدار نہ ہیں -

رابطہ سڑک کی پختگی کا منصوبہ

107 - چوہدری منور حسین تارڑ (وائس چیئرمین - ضلع کونسل - گجرات) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیگے کہ —

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ رابط سڑک پل 15 - آر نہر رقبہ چھنی محرم تا رنمل شریف کی تعمیر کے لئے گورنر صاحب پنجاب کے حکم کے مطابق اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ مقامی حکومت ضلع گجرات نے تخمینہ تیار کر لیا ہے ؟

(ب) اگر جزو الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت آئندہ فصل خریف کی اجناس کو منڈیوں اور شوگر ملز تک پہنچانے کے لئے مذکورہ سڑک کو کب تک پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - (ملک اللہ یار خان)

(الف) یہ درست ہے کہ رابطہ سڑک پل 15 - آر نہر چھنی محرم تا رنمل شریف کی تعمیر کا تخمینہ تیار کیا گیا تھا -

(ب) اس جائزہ کے بعد معلوم ہوا ہے کہ مجوزہ سڑک دراصل ملکوال گجرات روڈ کا ایک حصہ ہے - جس پر ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت اینٹوں کا سولنگ لگایا گیا تھا ورلڈ فوڈ پروگرام کے خاتمہ کے بعد ضلع کونسل نے اس سڑک میں سات میل کے ٹکڑے پر تار کول بچھایا ہے - حکومت کی رائے یہ ہے کہ بقایا نامکمل حصوں کی تکمیل بھی ضلع کونسل کی ذمہ داری بنتی ہے اور صرف ضلع کونسل ہی یہ بتا سکتی ہے کہ وہ اپنے وسائل اور ترجیحات کی روشنی میں سڑک کے بقایا حصے کو کب تک مکمل کرا سکتی ہے -

ضلع کونسل گجرات کی رابطہ سڑکوں کی تکمیل

108-چوہدری منور حسین تارڑ (وائس چیئرمین، ضلع کونسل گجرات) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیت ہے کہ ضلع کونسل گجرات نے سال 1982-83ء میں باتفاق رائے مندرجہ ذیل سڑکوں کی تعمیر کے لیے ان کے سامنے مندرج فنڈز منظور کئے تھے تھے اور عوام نے اپنی مدد آپ کے تحت مٹی بھی ڈلوائی تھی -

(i) موضع پنڈی کالو تحصیل پھالیہ کا آر کیولنگ تقریباً ایک لاکھ روپے کیلئے -

(2) تحصیل پھالیہ موضع باھری تا 15 ۔ آر سولنگ تقریباً 85000 روپے ۔

(3) سڑک ضلع کونسل پھالیہ تا پنڈی لالہ تقریباً ایک لاکھ روپیہ ۔

(4) سڑک ضلع کونسل جوکالیاں تا منگووال حصہ 15 ۔ آر پل تا پنڈی دھوتراں 75000 روپے ۔

مگر باوجود فنڈز منظور ہونے کے مذکورہ سڑکوں پر کام شروع نہیں کیا گیا جب کہ موجودہ سال کے منصوبہ جات شروع ہو گئے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ شاہرات پر تا حال کام شروع نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت انہیں جلد تعمیر کروانے کے لئے ضلع کونسل گجرات کو احکام جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ (ملک اللہ یار خان) ۔

(الف) (1) یہ درست ہے کہ موضع پنڈی گالو تحصیل پھالیہ تا آر کی لنک کے لئے تقریباً ایک لاکھ روپے ضلع کونسل نے 83-1982ء میں منظور کئے تھے ۔

(2) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل نے موضع باھری تا 15 آر مالیتی 85 ہزار روپے 84-1983ء میں منظور کیا تھا ۔

(3) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل نے پھالیہ تا پنڈی لالہ سڑک مالیتی 85 ہزار روپے 84-1983ء میں منظور کی تھی ۔

(4) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل نے سڑک جو کالیاں تا منگووال مالیتی ایک لاکھ ستر ہزار 84-1983ء میں منظور کی تھی ۔

سکیم ہائے متذکرہ بالا کے تخمینہ جات میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ان سڑکوں پر مٹی ڈالنے کا کام علاقے کے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت کریں گے اور دیگر کام ٹھیکیداران ٹینڈر پر کریں گے یہ تمام منصوبے حسب ضابطہ ٹینڈر لینے کے بعد ٹھیکیداران کو الاٹ کئے گئے اور کام مکمل کروانے

کی کوشش کی گئی چونکہ متعلقہ عوام نے مٹی کی پوری کا کام مکمل نہ کیا لہذا ٹھیکیداران سڑکوں کی تعمیر کا کام شروع نہ کر سکے ۔ نئی ضلع کونسل نے 14-11-83 کو اپنے فرائض منصبی سنبھالنے کے بعد بذریعہ ریزولیوشن نمبر 13 جزو (4) ترقیاتی پروگرام 84-1983ء پر نظرثانی کرتے ہوئے متذکرہ بالا سکیم جو ابھی تک شروع نہ ہو سکی تھیں کو مسترد کر کے انکی جگہ دیگر موزوں ترقیاتی سکیمیں کو منظور کر لیا چونکہ متذکرہ بالا سکیمیں متذکرہ بالا حالات میں ناقابل عمل تھیں ۔

(ب) کام شروع نہ کرنے کی وجوہات متعلقہ نمبر ا میں تحریر کر دی گئی ہیں ۔

چوہدری منور حسین تارڑ۔جناب والا جواب درست نہیں ہے اس وقت موضع پنڈی کالو میں 20 ہزار روپے کی مٹی ڈالی گئی تھی لیکن سڑک کا ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا ۔

دوسرے موضع باهری تا 15-آر پر بھی لوگوں نے مٹی ڈال دی تھی اور اس کے بعد یہ سڑک بھی کینسل کر دی گئی ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ ہو سکتا ہے تھوڑی بہت مٹی ڈال دی گئی ہو لیکن جتنی مٹی ڈالنی مقصود تھی اتنی نہیں ڈالی ہوگی ۔

چوہدری منور حسین تارڑ۔ان دونوں سڑکوں پر پوری مٹی ڈالی گئی تھی ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ ہمیں اطلاع فراہم کی گئی ہے کہ ابھی سڑک پر مٹی نہیں ڈالی گئی ۔

چوہدری منور حسین تارڑ ۔ یہ اطلاع صحیح فراہم نہیں کی گئی ہے ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔اگر یہ اطلاع صحیح نہیں ہے تو جن سڑکوں کے بارے میں آپ فرما رہے ہیں تفصیلاً بتا دیجئے کہ کون کون سی سڑکیں ہیں ؟

چوہدری منور حسین تارڑ—نمبر ایک موضع پنڈی کالہ تحصیل پھالیہ تا آر کیو - دوسری موضع باھری تا 15—آر ، ان دو سڑکوں پر مٹی ڈالی گئی ہے -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—یہ کتنے کتنے میل لمبائی کی ہیں ؟

چوہدری منور حسین تارڑ—ایک سڑک ایک میل کی ہے اور دوسری آدھ میل کی ہے -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—کیا موضع باھری تا 15 آر سڑک آدھ میل کی ہے ؟

چوہدری منور حسین تارڑ—جی جناب یہ آدھ میل لمبی سڑک ہے -

چوہدری پرویز الٰہی—جناب والا میں اس کے متعلق عرض کروں گا ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—پھر آپ سے دریافت کریں گے کہ صحیح پوزیشن کیا ہے ؟ کیا آپ کو اس بارے میں علم ہے کہ وھاں مٹی ڈالی گئی ہے یا نہیں ؟

چوہدری پرویز الٰہی—جناب والا مٹی بالکل نہیں ڈالی گئی اس کی پوری انکوائری کرائی گئی تھی - انکوائری کرانے کے بعد اس پر عمل درآمد ہوا ہے -

چوہدری منور حسین تارڑ—جناب والا کوئی کمیشن مقرر کر دیں جو جا کر چیک کر لے اگر مٹی نہیں ڈالی ہوئی ہے تو ٹھیک ہے -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—بہت اچھا -

قصور شہر میں صفائی کی حالت

125 - الحاج چوہدری محمد حیات (جنرل سیکرٹری پاکستان موٹرز ٹرانسپورٹ فیڈریشن—کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ''روھی نالہ،، سے پیدا شدہ تکالیف کے ازالہ کے لیے 11 جون 1984ء کو ڈپٹی کمشنر قصور کے دفتر میں اجلاس میں رپورٹ مرتب کی گئی تھی جس پر تا حال کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ افسران کے معائنہ کے دوران یہ بات مشاہدہ میں آئی تھی کہ مذکورہ نالہ مستعفن اور بدبو دار ہو چکا ہے جس کی وجہ سے قرب و جوار کی آبادیوں میں بیماریاں پھیل چکی ہیں اور صورت حال مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت مذکورہ نالہ کی صورت حال کے پیش نظر میونسپل کمیٹی قصور کو کسی قسم کی سہولت یا امداد فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ (ملک اللہ یار خاں)

(الف) یہ درست ہے کہ ایک اجلاس بسلسلہ روھی نالہ مورخہ 11-6-84 کو دفتر ڈپٹی کمشنر میں منعقد ہوا ۔ جس میں مندرجہ ذیل افسران و عوامی نمائندگان نے شرکت کی اور بعد ازاں روھی نالے کا تفصیلی معائنہ کیا ۔

(1) سیکرٹری محکمہ انہار حکومت پنجاب
(2) سیکرٹری محکمہ صنعت و حرفت حکومت پنجاب
(3) چیف انجینئر محکمہ انہار لاہور ریجن لاہور
(4) چیف انجینئر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ
(5) ڈپٹی کمشنر قصور ۔
(6) سپرنٹنڈنٹ انجینئر محکمہ پبلک ہیلتھ
(7) ایگزیکٹو انجینئر محکمہ پبلک ہیلتھ
(8) چیئرمین بلدیہ قصور
(9) حاجی محمد حیات ممبر پنجاب اسمبلی

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ نالہ کا پانی متعفن ہے ۔

(ج) مذکورہ نالہ میونسپل کمیٹی قصور کی حدود کے اندر واقع ہے ۔ سال 1981ء میں میونسپل کمیٹی قصور نے محکمہ ڈرینج کی مدد سے اس نالہ کی صفائی اور بہتری کے لیے ایک منصوبہ بنایا تھا ۔ جس کی لاگت کا تخمینہ دس لاکھ روپے تھا ۔ نالہ کے کچھ حصہ کی کھدائی اور صفائی ہوئی ۔ ۔ مگر میونسپل کمیٹی نے ابھی تک محکمہ انہار کو اس کام کی لاگت یعنی 2.73 لاکھ روپے کی ادائیگی نہیں کی ۔ اس وجہ سے مزید کام بند ہو گیا ۔ چونکہ یہ نالہ میونسپل حدود کے اندر واقع ہے ۔ اس کی صفائی اور مرمت میونسپل کمیٹی کا ذمہ ہے ۔ روہی نالہ کا مسئلہ اسی وجہ سے بھی زیادہ سنگین ہوا ہے کہ لوگ کوڑا کرکٹ اسی نالے میں پھینکتے ہیں اور میونسپل کمیٹی اس چیز کا سدباب کرنے میں ناکام رہی ہے ۔ نالے کے دونوں اطراف میں بغیر کسی منصوبہ بندی کے تعمیرات کی گئی ہیں ۔ شہر کے قرب و جوار میں واقع زمینوں کے مالک اپنی زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے اس نالے پر بلا استحقاق بند باندھ لیتے ہیں جس سے شہر کے اندر نالے کے پانی کا بہاو متاثر ہوتا ہے ۔ روہی نالہ پر واقع پل مٹی اور کوڑا کرکٹ سے اٹے پڑے ہیں اور میونسپل کمیٹی ان کی صفائی کرانے میں ناکام رہی ہے ۔ حالانکہ ڈپٹی کمشنر کمشنر صاحب نے کئی بار میونسپل کمیٹی کو ہدایات کی ہے ۔ کہ ان پلوں کی صفائی کرائی جائے ۔ میونسپل کمیٹی کو چاہیے کہ ان عناصر کا سدباب کرے ۔ جن کی وجہ سے یہ نالہ ایک مسئلہ بنا ہوا ہے ۔ میونسپل کمیٹی کو چاہیے کہ اس مسئلہ کی مستقل حل کے لیے ایک مرحلہ وار پروگرام وضع کرے اور ہر سال اپنے بجٹ میں اس کے لئے خاطر خواہ رقم مہیا کرے ایسا کرنے کے لئے میونسپل کمیٹی کو اپنے بجٹ پر نظر ثانی کرنا ہو گی آمدن کو بڑھانا ہو گا اور غیر ضروری اخراجات کو کم کرنا ہوگا ۔

الحاج چوہدری محمد حیات—جناب چیئرمین یہ واضح ہو گیا ہے مگر یہ اہلیان قصور کے لئے ایک ایسی دکھ بھری داستان ہے جو اس ایوان میں گذشتہ چار پانچ برس سے آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے مگر آج تک اس کا کوئی خاطر خواہ بندوبست عمل میں نہیں آیا ۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پانی کی سطح زیر زمین بے حد اونچی ہو گئی ہے نلکے کا پانی جو میں نے افسران بالا کو ایک نلکا ہلا کر پانی نکال کر دکھایا تھا کہ آپ ذرا اس کو پی کر دکھائیے ۔ جس شخص نے بھی اسے دیکھا جس ممبر نے بھی اسے چکھا اور انہوں نے اظہار ہمدردی ہی کیا اور کہا کہ موجودہ situation واقعی بہت خطرناک اور دردناک ہے ۔ آج سے دو سال قبل جناب گورنر صاحب نے بھی یہی observation کی تھی state of affairs are very serious مگر افسوس کا مقام ہے آج تک اس پر کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے گئے ۔ ایک محکمہ یہ کہتا ہے کہ یہ میرا کام نہیں ہے ۔ میونسپل کارپوریشن یہ کہتی ہے کہ میرے پاس فنڈز نہیں ہیں ۔ تیسرا محکمہ کہتا ہے کچھ کام ہو گیا ہے کچھ باقی جو رہتا ہے ہو جائے گا یہاں تک کہ سیوریج کا منصوبہ جو آج سے چار سال قبل تصور میں شروع کیا گیا اس وقت تخمینہ یہ لگایا گیا کہ تقریباً ایک کروڑ روپیہ سیوریج سکیم پر لاگت آئے گی ۔

مگر فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے تیسرے سال اس کو دو کروڑ روپے کے تخمینے تک ظاہر کیا گیا ہے ۔ اب حالت یہ ہے کہ نہ تو سیوریج کا کام ہوا ہے نہ ڈرینیج کا پانی کسی طرف جاتا ہے اور نہ ہی وہ بارش کا پانی جو کبھی ہندوستان سے آتا ہے اسکی نکاسی ہوتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ جس شہر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اچھا شہر ہے اور شہر تھا پچھلے پانچ برسوں نے اس کی حالت اتنی ابتر ہو گئی ہے کہ وہ آپ کی توجہ کی طالب ہے اگر اسے بحالی کا توجہ نہ کی گئی تو کچھ نہیں ہوگا ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—چوہدری صاحب گزارش یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی کے کچھ فرائض ہیں اور اس کے ساتھ اس شہر کے باسیوں پر بھی کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں ۔ اگر یہ نالہ متعفن ہے بدبودار ہے تو اس کی ذمہ داری یقیناً حکومت پر نہیں ڈالی جا سکتی ۔ اس کی ذمہ داری اس شہر میں بسنے والے لوگوں پر ہے اور اس بلدیہ پر ہے جو کہ اس کی تمام صفائی کروانے کی ذمہ دار ہے ۔ جیسا کہ آپ خود فرما رہے ہیں اور درست فرما رہے ہیں کہ یہ نالہ متعفن ہے اور

کرکٹ سے اٹا پڑا ہے تو اگر اتنی بڑی لاگت سے اس کی صفائی بھی کروا دی جائے تو پھر اس ضمن میں آپ کیا ضمانت دے سکتے ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر یہ دوبارہ اٹ نہیں جائے گا دراصل بات یہ ہے کہ جس وقت تک ہم اپنی شہری ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہوں گے ہم اپنے شہروں اور دیہاتوں میں صفائی کا بہتر نظام کبھی رائج نہیں کر سکتے ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو صرف قصور سے ہی متعلق نہیں بلکہ اس صوبے کے بیشتر شہروں اور قصبوں سے اس کا تعلق ہے ۔ اس کے لیے ضروری بات یہ ہے کہ ہم اپنے شہریوں کو کم از کم اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اپنے گھروں سے نکلا ہوا کوڑا کرکٹ سڑکوں پر اور گلیوں میں نہ پھینکیں بلکہ اس کو ایک مقررہ جگہ پر پھینکا جائے ۔ پھر یہ بلدیہ اور اس کی انتظامیہ کا کام ہے کہ وہ کوڑا کرکٹ باقاعدگی سے ہر روز اٹھوائیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ روہی نالہ ایک قدرتی ڈرین ہے اور یہ ڈرینیج سسٹم کے لیے نہایت مفید ثابت ہو سکتا ہے ۔ یہ آپ کے شہر سے قدرتی طور پر گزرتا ہے ۔ اگر اس کی نگہداشت کی جاتی اور آپ کے شہریوں کو اس بات کا احساس ہوتا تو یہ نالہ کوڑا کرکٹ سے کبھی اٹ نہ سکتا تھا ۔ آپ جانتے ہیں کہ اس نالے پر چار پانچ پل بنے ہوئے ہیں ۔ وہ بھی کوڑا کرکٹ کی وجہ سے اٹے پڑے ہیں اور پانی رکا ہوا ہے ۔ ان پلوں کے نیچے گندگی کی وجہ سے پانی رکا ہوا ہے کم از کم ان پلوں کے نیچے کی صفائی کی ذمہ داری تو اس بلدیہ اور شہریوں کو اٹھانی چاہیئے ۔ لیکن جس وقت تک آپ بنیادی طور پر اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوں گے بے شک چالیس پچاس لاکھ کے منصوبوں پر عمل درآمد کرتے رہیں اور خرچ کریں مگر وہ مقاصد کبھی حاصل نہ ہو سکیں گے جن کی آپ کو توقع ہے ۔ اس ضمن میں میں عرض کروں گا کہ سب سے پہلے چھوٹے چھوٹے کام ہیں مثلاً پلوں کے نیچے گندگی اور رکے ہوئے پانی کی صفائی کا انتظام کرنا چاہیے ۔ شہروں سے باہر مقامی کاشتکاروں نے بند باندھ کر نالے کا پانی روکا ہوا ہے اور اپنی زمینوں کو سیراب کررہے ہیں اس کا مکینوں کو بندوبست کرنا چاہیے ۔ اور اس کے لئے ضلع انتظامیہ سے رابطہ قائم کرنا چاہیے ان کو آپ کہیں ۔ وہ آپ کی ہر قسم کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ یہ بنیادی کام ہیں جو آپ کرنے سے قاصر ہیں ۔ بنیادی مسائل کو چھوڑ کر آپ فروعی مسائل کی طرف زیادہ توجہ دے دیتے ہیں ۔ اب ڈرینیج کا مسئلہ ہے ۔ روہی ڈرین قصور شہر میں قدرتی طور پر بنا ہوا ہے اگر اس کو

آپ صاف نہ رکھ سکیں گے تو ڈرینیج کے اس منصوبہ پر جو آپ کے شہر کے لیے بنا ہوا ہے عمل درآمد ہو بھی جائے تو بے سود ہوگا۔ اس ضمن میں ایک رپورٹ مرتب کی گئی ہے اور وہ حکومت کو پہنچ چکی ہے - میں نے ابھی اس رپورٹ پر اپنی رائے نہیں دی - میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر میں اراکین کونسل سے جو اس اجلاس میں شریک ہیں خود تبادلہ خیال کروں ، اور ہو سکتا ہے کہ مجھے خود موقع پر جانا پڑے - اس لیے میں اس وقت تک اس بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا کہ موقع پر اس کی پوزیشن کیا ہے اور حکومت کس حد تک آپ کی امداد کر سکتی ہے - لیکن میں واضح کر دوں کہ یہ پہلی مرتبہ نہیں بلکہ اس اجلاس میں اس سوال کو دوسری دفعہ اٹھایا جا رہا ہے - دیکھنا یہ ہے کہ حکومت آپ کی کس حد تک امداد کر سکتی ہے - ایک حد کے اندر تو ہم امداد کرنے کے لیے تیار ہیں - لیکن بنیادی ذمہ داری یقیناً بلدیہ قصور کی ہے اور اس سے عہدہ برآمد ہونا آپ کا کام ہے -

الحاج چوہدری محمد حیات—جناب چیرمین میں آپ کا از حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے اتنی تفصیل سے جواب دینے کی تکلیف فرمائی - آپ کی میز پر رکھے ہوئے کاغذات کے مطابق آپ کے مشاہدات بالکل صحیح ہیں اور یہ ہونے چاہئیں - مگر جناب گورنر صاحب موقع پر وہاں تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے وہاں موقع پر کچھ فنڈز کے لئے منظوری دی تھی - مگر حالات بگڑتے بگڑتے یہاں تک آ گئے ہیں کہ کوڑا کرکٹ کی جو بات آج ہوئی ہے پہلے کبھی زیر بحث نہ آئی تھی - پہلے تو blochade تھا پانی کا کہیں اخراج نہیں ہو رہا تھا - اب حالت یہ ہے کہ وہاں گندگی کے ڈھیر لگ گئے ہیں اس کے علاوہ سیوریج کے لیے حکومت نے پہلے ہی دو کروڑ روپے منظور کر رکھے ہیں - اس میں سے حکومت نے ساٹھ ستر لاکھ روپے کے قریب اپنا حصہ دینا ہے تاکہ سیوریج کا کام بھی پایہ تکمیل کو پہنچ جائے - اس طرح اس کام کو کافی تقویت پہنچ سکتی ہے - حضور والا بات یہ ہے کہ وہاں اس سے امراض پھیل رہے ہیں -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی—جو رپورٹ مجھے بھیجی گئی تھی اور جو میرے پاس اس وقت موجود ہے اس میں ایسی کسی قسم کا ذکر نہیں کیا گیا جو آپ کی ڈرینیج سکیم کے لیے منظوری کی گئی یا اس روہی نالے کی صفائی کے لئے گورنر صاحب کے حکم کے تحت منظوری دی گئی - میرے پاس اس ضمن میں کوئی اطلاع نہیں ہے - اور نہ ہی کوئی رپورٹ موصول ہوئی

ہے ۔لیکن میں نے عرض کر دیا ہے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس رپورٹ پر ہم مزید غور کریں گے اور میں اس معاملے میں تمام ارکین سے دوبارہ تبادلۂ خیالات کروں گا ۔ ہو سکتا ہے کہ میں خود موقع پر بھی جاؤں اور آپ کو بھی وہاں دعوت دوں گا ۔ ہم دیکھیں گے کہ کس حد تک ہم اس معاملے سے نمٹ سکتے ہیں ۔

سید مظفر حسن کاظمی —(چیئرمین میونسپل کمیٹی قصور) جناب والا میں اسی ضمن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ 1981ء میں یہ منصوبہ بنایا گیا تھا اور ایک کروڑ روپے کے قریب اس کا تخمینہ لگایا گیا تھا ۔ اب اسے بڑھا کر چار کروڑ روپے کر دیا گیا ہے ۔ جیسا کہ ابھی آپ نے پلوں کی صفائی کے بارے میں فرمایا ۔ اس کی صورت حال یہ ہے کہ وہاں پر tanneries کا پانی آتا ہے جس میں کیمیکلز شامل ہوتے ہیں یہ کسی انسان کے بس کی بات تو نہیں کہ اس کی صفائی کر سکے ۔ وہاں اگر کوئی جانور جاتا ہے تو وہ بھی مر جاتا ہے چہ جائیکہ انسان وہاں پر جا کر اس کی صفائی کریں ۔ یہ تو ناممکن ہے ۔ جہاں تک بلدیہ کا تعلق ہے بلدیہ کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں کہ وہ اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے یہ حکومت کو کرنا پڑے گا ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی —بلدیہ یہ تو کر سکتی ہے کہ کوڑا کرکٹ نالے میں نہ پھینکا جائے ۔

سید مظفر حسن کاظمی — نالے میں اتنا کوڑا کرکٹ نہیں پھینکا جاتا ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — کوڑا کرکٹ پھینکے بغیر یہ نالہ بند کیسے ہو گیا ؟

مسٹر مظفر حسن کاظمی —دس پندرہ سال سے یہی صورت حال چلی آ رہی ہے ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — یہی وجہ ہے کہ اسی رفتار سے باقاعدگی سے اس میں کوڑا کرکٹ پھینکا جا رہا ہے اور اس نالے کے آس پاس مکانات بھی باقاعدگی سے تعمیر ہوئے ہیں اور ان مکانوں میں رہنے والے لوگ بھی یقیناً اس نالے میں اپنا کوڑا کرکٹ ڈالتے ہوں گے ۔ لیکن جس رقم کے بارے میں آپ فرما رہے ہیں ، کم از کم میرے

علم میں نہیں کہ اتنی رقم اس منصوبے کے لیے مختص کی گئی ہے - مجھے جو رپورٹ موصول ہوئی ہے ، اس میں اس رقم کا کوئی ذکر نہیں -

سید مظفر حسن کاظمی — جب گورنر صاحب پتوکی تشریف لے گئے تھے تو وہاں لوگوں نے اس کی صفائی کے بارے میں مطالبہ کیا تھا - اسی وقت اس کا تخمینہ ایک کروڑ روپے کے قریب بتایا گیا تھا -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — جہاں تک آپ نے چمڑے کے کارخانوں کی گندگی کا ذکر کیا ہے - اس کا تدارک بھی کیا جا سکتا ہے - یہ بھی بلدیہ کے فرائض میں شامل ہے - بلدیہ کے حکام ان کارخانہ داروں سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ فلٹر پلانٹ لگائیں تاکہ جو بدبودار پانی وہاں پر اکٹھا ہوتا ہے اس کا تدارک ہو سکے انہیں اس بارے میں سختی سے کہا جا سکتا ہے - لیکن اس کے لیے آپ کو ترغیب کرنا چاہیے کیونکہ کارخانے دار بھی اسی شہر میں رہنے والے ہیں - اسی بلدیہ میں رہنے والے ہیں - اور یہ بلدیہ کا کام ہے - کہ وہ کم از کم ان کو اس بات پر آمادہ کرے - اس سلسلے میں ضلعی انتظامیہ آپ کی ضرور مدد کرے گی - کہ کارخانہ دار اس قسم کے گندے اور بدبودار پانی کے نکاس کے لئے فلٹر پلانٹ کا مناسب بندوبست کریں -

سید مظفر حسن کاظمی (چیئرمین میونسپل کمیٹی قصور)

ان سے بات ہوئی ان کی میٹنگز بھی ہوئی ہیں - اجلاس بھی ہوئے ہیں - ہم ان کو اس سلسلے میں آمادہ کر رہے ہیں لیکن صورت حال یہ ہے کہ جب تک نالے کی صفائی نہ ہو پانی کا نکاس ممکن نہیں اس کا تدارک بعد میں ہو گا - پہلے تو نالے کی صفائی ضروری ہے -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — دیکھئے آپ نے یہ بات خود ہی شروع کی ہے - کہ اس کا بھی بندوبست کرنا ہے جو ابھی تک آپ نہیں کر سکتے اور جو کر سکتے ہیں - آپ کہیں گے اس کو اس طرح کریں - بہر حال اس موقع پر بحث بے سود ہو گی - جب تک میں اس رپورٹ کے بارہ میں متعلقہ لوگوں سے دوبارہ بات نہ کر لوں اور موقع نہ دیکھ لوں اس وقت تک میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا -

شیخ غلام حسین — (موٹر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) -

جناب چیئرمین میرا ایک پوائنٹ آف انفارمیشن ہے - گذشتہ اجلاس کے لئے میں نے پانچ سوال دئیے تھے - اس وقت مجھے کہا گیا کہ آپ نے

پوائنٹ قاعدہ کی رو سے سوال نہیں بھیجے اس لئے ان سوالات کو اس اجلاس میں شامل نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن میں اب سوالوں کے جوابات فہرست میں دیکھ رہا ہوں ان میں میرے سوالات شامل نہیں باوجود یہ کہ میں نے 22 روز پیشتر وہ سوال پھر بھیجے تھے اس ضمن میں میں وضاحت چاہوں گا کہ نہ وہ سوال پچھلے اجلاس میں آئے اور نہ ہی اس اجلاس میں آئے اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ آج سے 22 روز پہلے دئیے تھے ۔

شیخ غلام حسین ۔ جی ہاں ۔ گزشتہ اجلاس سے پہلے دئیے تھے اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ بر وقت نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے سوالات شامل نہ کئے جا سکیں گے لہذا آئندہ اجلاس میں شامل کئے جائیں گے ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ میں کل آپ کو اس ضمن میں عرض کر سکوں گا ۔

ٹاؤن کمیٹیوں کے چیف آفیسرز کو گریڈ نمبر 11 کی عطائیگی

138 ۔ چوہدری محمد حنیف ۔ (چیئرمین ضلع کونسل ...)

کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سوال نمبر 276 جو کہ 23 مئی 1983ء کو ایوان میں پیش کیا گیا تھا ۔ کے جواب کے حوالے سے از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا حکومت کا مراسلہ نمبر 27.11 (20) 2 - Les/Acctt-Misc محررہ 15 اکتوبر 1978ء کمشنر صاحب ڈیرہ غازی خان کو بھی ارسال کیا گیا تھا ۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ متعلقہ افسر ملازمین ایوان میں کرائی گئی یقین دہانی کے برعکس گریڈ 11 کی عطائیگی سے محروم ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کمشنر صاحب ڈیرہ غازی خان ڈویژن کو بھی مذکورہ چٹھی پر عملدرآمد کیلئے ہدایات جاری کرے گی ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)

(الف) مذکورہ مراسلہ کمشنر ڈیرہ غازی خان ڈویژن کو ارسال نہیں کیا گیا تھا ۔ کیونکہ 1978ء میں ڈیرہ غازی خان ڈویژن قائم نہیں ہوا تھا ۔ یہ مراسلہ کمشنر ، ملتان ڈویژن کو ارسال کیا گیا تھا ۔

(ب) حکومت نے 21 مئی 1983ء کو دوبارہ ہدایات جاری کی تھیں کہ چٹھی ای ۔ 77 (20) 2 (اکاؤنٹس مسلمنس) ایل سی آئیں مورخہ 78-10-15ء کے مطابق عمل درآمد کیا جائے ۔

(ج) کمشنر صاحب ، ڈیرہ غازی خان کو مذکورہ چھٹی پر عمل درآمد کیلئے ہدایات جاری کی جا چکی ہیں ۔

تفریحی الاؤنس کی ایزادی

139 ۔ سید محمد صادق شاہ ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ سبجیکٹ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کے اجلاس منعقد 23 مئی 1983ء میں کی گئی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ میں اس امر کی وضاحت کی گئی تھی کہ لوکل کونسلرز کے لئے تفریحی الاؤنس (Entertainment charges) ایک روپیہ پچاس پیسے سے بڑھا کر دو روپے پچاس پیسے کر دیا گیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو ابھی تک متذکرہ بالا تفریحی الاؤنس کی ایزادی کے بارے میں نوٹیفکیشن کی نقول لوکل کونسلوں اور آڈٹ کے دفاتر میں نہ بھیجنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ (ملک اللہ یار خان)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ب) لوکل کونسلوں کو اس سلسلے میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں جن کی نقل منسلک ہے ۔

GOVERNMENT OF THE PUNJAB

LOCAL GOVERNMENT AND RURAL DEVELOPMENT DEPARTMENT.

To

1. *All the Mayors of Municipal Corporations in the Punjab.*
2. *All the Chairman of Zila Councils/Municipal Committees, Town Committees in the Punjab.*

No. SOIV-1 (135), 80, *dated Lahore, the* 1*st August*, 1984.

Subject—ENTERTAINMENT ALLOWANCE

The instructions issued by the Finance Department, Government of the Punjab.—*vide* its letter No. 7-1, Exp. (General)/60-V, dated 1st December, 1981 (Copy enclosed), on the above subject shall *mutatis must-avids* be applicable to the Local Councils in the Punjab except that the sanctioning authority shall be the Mayor or Chairman of the Local Council concerned and the epxenditure shall be met out of its funds.

SAADAT ALI KHAN
Section Officer-IV,
for Secretary to Government of the Punjab.

Endst No.-SOIV-1(135), 80, dated Lahore, the 1st August, 1984.
A COPY IS FORWARDED FOR INFORMATION AND NECESSARY ACTION TO :—

(1) ALL THE COMMISSIONERS OF DIVISIONS IN THE PUNJAB.
(2) THE PROVINCIAL DIRECTOR, LOCAL FUND AUDIT, PUNJAB, LAHORE.
(3) ALL THE DEPUTY COMMISSIONERS IN THE PUNJAB.
(4) DIRECTOR-GENERAL, LOCAL GOVERNMENT AND RURAL DEVELOPMENT DEPARTMENT, LAHORE.
(5) ALL DEPUTY SECRETARIES IN LOCAL GOVERNMENT AND RURAL DEVELOPMENT DEPARTMENT.
(6) ALL THE DIVISIONAL DIRECTORS, LOCAL FUNDS AUDIT IN THE PUNJAB.
(7) THE SECRETARY, LOCAL GOVERNMENT BOARD LAHORE.

(8) THE PRIVATE SECRETARY TO THE :—

(i) Minister for Local Government, Punjab.

(ii) Secretary, Local Government and Rural Development Department and.

(9) PERSONAL ASSISTANT TO THE ADDITIONAL SECRETARY LOCAL GOVERNMENT AND RURAL DEVELOPMENT DEPARTMENT.

SAADAT ALI KHAN
Section Officer-IV,
for Secretary to Government of the Punjab.

Copy of Circular Letter No. 7-1 Exp (General), 60-V, dated 1st December, 1981 issued by the Finance Department, Government of the Punjab, addressed to all Administrative Secretaries to Government of the Punjab. Heads of Attached Departments/ Commissioners of Divisions in the Punjab etc. (Coy also endorsed to the concerned Audit Authorities etc).

Subject—OFFICIAL ENTERTAINMENT—

I am directed to invite a reference to Finance Department's circular letter of even number dated 28th July, 1975, on the above subject and to state that the question of scale of expenditure on refreshments served in official meeting has been reviewed by this Department and following rates have been fixed with immediate effect:—

(1) Meetings attended by Officers of Central Government, Other Provincial Government or Semi-official or Public Organization.	Rs. 3.50 Per head.
(2) Meeting attended by foreigners representing foreign Government or foreign organizations working in Pakistan.	Rs. 3.50 Per head
(3) Meeting attended by officers of the Provincial Governments.	Rs. 2.50 Per head
(4) Meetings attended by Non-officials	Rs. 2.50 Per head
(5) Cabinet Meetings	Rs. 3.50 Per head.

2. The Editors, Press representatives who call on the Secretary (Information and Tourism) Government of the Punjab. for official purposes may be included in Category (I) above.

3. The expenditure on this account may be sanctioned by the Administrative Secretaries to Government Heads of Atteached Departments and Regional Offices out of the Contingencies grant at their disposal.

سید محمد صادق شاہ - جناب چیئرمین میری گذارش ہے کہ اسکا فیصلہ دسمبر 1981 میں ہوا تھا - میرا سوال اسکے آخری حصہ کے ضمن میں ہے کہ اسکے نہ بھیجنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی - اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمیں محکمہ مالیات سے رجوع کرنا ہوتا ہے اس قسم کے مسائل میں جہاں مالی امور درپیش ہوں وہاں ان سے رابطہ قائم کرنا ضروری ہوتا ہے - اور ان سے اجازت لینا پڑتی ہے - آپ 1981 کا حوالہ دے رہے ہیں کہ اس ضمن میں ہدایات جاری کر دی گئی تھیں - ضروری نہیں کہ وہ اسی ضمن میں ہوں وہ تو کسی خاص امر کے لئے جاری کی گئی تھیں - انہوں نے یہ لکھا ہے آپ اسکا متن پڑھ لیں -

"On the above subject sh ll *mutatis nutandis* be applicable to the Local Councils in the Punjab,,

اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ چٹھی جس مقصد کے لئے جاری کی گئی تھی اس چٹھی کا متن یا مقصد اس موجودہ امر پر لاگو ہوگا -

سید محمد صادق شاہ 23 مئی 1983 کو بتا دیا گیا تھا - کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے - اس تاریخ سے applicable تھی لیکن اگست 1984 میں عملدرآمد کیا گیا ہے - اسکی آخر وجوہ تو ہونی چاہئیں -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی میں نے عرض کیا کہ بعض مالی معاملات ایسے ہوتے ہیں جنکی وجہ سے محکمہ مالیات سے رابطہ کرنا پڑتا ہے - ان سے تبادلہ خیال کرنا ہوتا ہے انکی منظوری لینی پڑتی ہے - یہ کاغذات دو تین مرتبہ آتے جاتے ہیں جنکی وجہ سے مالی امور میں اسا اوقات سال ، چھ مہینے لگ جاتے ہیں -

سید محمد صادق شاہ جناب چیئر مین اس سلسلہ میں عرض ہے اور دیگر ارکان بھی مجھ سے متفق ہونگے کہ اگر ہم کوئی چٹھی لکھتے ہیں تو اسکا جواب میرا خیال ہے سیکریٹریٹ والے دینا مناسب نہیں سمجھتے یا وہ اپنی ہتک سمجھتے ہیں کہ اسکا جواب دیں - انکو ہدایات فرمائی جائیں - کہ جب ہم چٹھی لکھتے ہیں تو وہ دو چار ماہ میں جواب تو دے دیا کریں -

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی آپ کسی خاص محکمہ کے بارہ میں فرمائیں

سید محمد صادق شاہ - فی الحال تو لوکل با ڈیز والے ہی ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ باقی میگریٹوز صاحبان کی بھی یہی حالت ہوگی ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی مجھے امید ہے کہ اپکو آئندہ یہ شکایت نہیں ہوگی ۔

ضلع کونسل لاہور کی جانب سے عائد شدہ برآمدی ٹیکس کا التوا

(4) **حاجی مقصود احمد بٹ** (صدر انجمن تاجران ریسرڈ لاہور) کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے پیش نظر ضلع لاہور میں صنعتی کار کردگی متاثر ہوئی ہے اور مصنوعات کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع کونسل لاہور نے جو امسال برآمدی ٹیکس عائد کیا ہے لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ضلع لاہور سے برآمدہ مصنوعات کی فروخت پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ ٹیکس کو امسال ملتوی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان)

(الف) یہ اقتباہ محکمہ مقامی و دیہی ترقی یا ضلع کونسل سے متعلقہ نہیں ہے ۔

(ب) لوڈ شیڈنگ کے دوران ضلع کونسل لاہور نے کوئی بر آمدی ٹیکس نہیں لگایا ۔

(ج) مذکورہ ٹیکس کو ملتوی کرنے کا گورنمنٹ کا کوئی ارادہ نہیں کیونکہ اس سے ضلع کونسل کی آمدنی کم ہو جائیگی ۔

حاجی مقصود احمد بٹ جناب چیئرمین اگر مذکورہ ٹیکس ملتوی کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو کیا آپ ایوان کی اطلاع کے لئے یہ فرمائیں گے کہ اب تک موصول شدہ ٹیکسوں سے کتنے ترقیاتی منصوبوں پر عمل

درآمد ہوا ہے کتنے حضرات کے لئے کاریں خریدی گئی ہیں یہ کس کس ماڈل کی تھیں اور کتنے دفاتر کو جدید ترین انداز میں آراستہ کیا گیا ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — اس ضمن میں گزارش ہے کہ اس ٹیکس کو عائد کئے ہوئے ابھی صرف ایک ماہ کا عرصہ ہوا ہے ۔ اسکی آمدنی کا ایک سال بعد صحیح اندازہ ہو سکے گا اسکی آمدنی کے بعد ہی اخراجات کا تخمینہ لگایا جا سکتا ہے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ — اسکا تصرف ٹھیکہ تو ہوگیا ہے

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی اسکی رقم وصول نہیں ہوئی ہے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ جناب چیئرمین رقم آگئی ہے ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی جی ہاں ۔ تمام رقم نہیں آئی ۔

حاجی مقصود احمد بٹ جتنی رقم وصول ہوئی ہے کیا اسکے بارہ میں بتایا جاسکتا ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ایک ماہ میں جتنی رقم ہوتی ہے آپکو علم ہے کہ ہر بلدیہ اپنے اپنے ترقیاتی اخراجات سال کے آغاز میں یعنی مالی سال کی ابتدا سے پہلے منصوبہ بندی کرتی ہے اس کے بعد تمام منصوبوں کے بارہ میں غور خوض کیا جاتا ہے کہ کونسے منصوبے پر کتنی رقم خرچ کرنی درکار ہے ؟ اس سال کے تمام منصوبے طے پا چکے ہیں یہ ٹیکس حال ہی میں جولائی 1984 کے بعد نافذ کیا گیا اسلئے اس وقت اگر کوئی آمدن ہو بھی تو اس آمدنی میں سے جو منصوبہ جات بنائے ہیں یا ان کی تکمیل ہونی ہے وہ منصوبہ جات جولائی 1985 سے قبل ترتیب دئے جائیں گے ۔ آپکی بلدیہ میں اس پر بحث ہوگی ۔ اور غور خوض ہوگا پھر انکو صحیح شکل دی جائیگی ۔

ضمنی سوالات بابت سوال نمبر 141

حاجی مقصود احمد بٹ — کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ فرمائیں گے کہ اگر گجرات میں بننے والے پنکھے لاہور پہنچتے ہیں اور لاہور کے تاجران ان کو ساہیوال یا کسی اور جگہ فروخت کرتے ہیں تو کیا لاہور کی ضلعی کونسل کو اس پر دوبارہ برآمدی ٹیکس لینے کا اختیار

حاصل ہے ؟ اور کیا آپ کے علم میں ہے کہ برآمدی ٹیکس وصول کرتے وقت دھونس ، دھاندلی اور دھوکے سے کام لیا جاتا ہے جب کہ متعلقہ کارندے سمجھتے ہیں کہ کوئی مسافر بس والا یا ٹرک والا اتنا وقت ضائع نہیں کر سکتا کہ وہ تمام مال اتار کر جانچ پڑتال کرائے ۔ اس لئے متعلقہ تاجر ان کارندوں کی من مانی کے آگے سرتسلیم خم کر دیتے ہیں ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — (ملک اللہ یار خان) ۔ یہ آپ نے ایک سوال میں دو سوالات کر دئیے ۔ آپ کا جو ضروری سوال ہے وہ غالباً دوسرا ہے ۔

حاجی مقصود احمد بٹ — جی ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — میں اس کے بارے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ درست ہے کہ اس ضمن میں ہمیں شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ جن ٹھیکے داروں نے ٹیکس وصول کرنے کے لئے ٹھیکے لیے ہوئے ہیں وہ ایسا کر رہے ہیں ۔

میاں منظور احمد وٹو — جناب والا ۔ ٹول ٹیکس کے بارے میں میں معزز ممبر کے اعتراضات کی اصل وجہ انہوں نے خود ہی بتا دی ہے ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی — نہیں ۔ معزز رکن جس تکلیف کی طرف اشارہ کر رہے ہیں وہ کسی حد تک درست بھی ہے ۔ یہ شکایات صرف یہاں سے نہیں بلکہ اور جگہوں سے بھی موصول ہو رہی ہیں ۔ جو ٹھیکے دار ٹھیکے لیتے ہیں ان کا رویہ اور برتاو لوگوں کے ساتھ ، تاجروں کے ساتھ اچھا نہیں ہے ۔ بسا اوقات وہ طے شدہ ریٹ سے زائد وصول کرتے ہیں ۔ اس ضمن میں ہم تمام بلدیات کو ہدایات جاری کر رہے ہیں ۔ اس ضمن میں میں نے ایک خاص طور پر اجلاس بھی بلوایا تھا اور تمام چیئرمین حضرات سے یہ گزارش کی گئی کہ آپ اس بارے میں خاص توجہ فرمائیں اور ایک ایسا طریقہ کار وضع فرمائیں جس سے لوگوں کو تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔ تمام چیک پوسٹوں پر بورڈ آویزاں کریں جن پر جلی حروف میں اشیاء کے ریٹ تحریر ہوں تا کہ لوگوں کو دقت کا سامنا نہ ہو ۔ ہم دوبارہ یہ ہدایات جاری کر رہے ہیں کہ اگر اس بارے میں یا کسی بلدیات کے بارے میں زیادہ شکایات وصول ہوئیں تو ہو سکتا ہے کہ ہم وہ ایکسپورٹ ٹیکس منسوخ کردیں کیونکہ بلدیہ کی ذمہ داری

ہے کہ انہیں بلدیہ کو ٹیکس لگانے کا حق تو ضرور ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان پر یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ دیکھیں کہ یہ ٹیکس جو عائد کیا جا رہا ہے اس کی وصولی کا طریقہ کار کیا ہے اور جس طریقے سے یہ ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے کیا اس سے عام لوگوں کو شکایات یا تکلیف ہو رہی ہے یا نہیں - اگر وہ اس ضمن میں قطعی طور پر کوئی توجہ نہیں دیں گے تو یقیناً ہم اس کا سختی سے نوٹس لیں گے اور ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا -

جناب سراج قریشی - کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ حکومت اس معاملے پر غور کر رہی ہے کہ صوبے بھر میں درآمدی ٹیکس کی شرح کے لئے یکساں شیڈول طے کیا جائے گا ؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی - جی ہاں - اس پر ہم غور کر رہے ہیں - نہ صرف یہ بلکہ ہم اس بارے میں بھی غور کر رہے ہیں کہ ہم تمام بلدیات کے لئے ہر ضلع کونسل کے لئے اشیاء کی لسٹ بھی متعین کریں اور جو مختلف اشیاء ہر مختلف ضلع میں ایک ہی قسم کی ہیں ان پر جو ٹیکس ہو وہ ایک ہی ہو - اس بارے میں ہم یہ فیصلہ کر رہے ہیں اور ہم کوشش تو یہی کر رہے ہیں کہ سال رواں کے اندر ہی یہ جو زیادہ فرق ہے مختلف ریٹ میں اسکو دور کردیں - لیکن جو ماڈل شیڈول ہے یا جس کی طرف میں نے اشارہ بھی کیا ہے وہ انشاء اللہ سال کے آخر تک نافذ ہوجائے گا -

جناب سراج قریشی - جناب والا - اس بارے میں یہ گزارش ہے کہ حکومت کو فوری طور پر ڈسٹرکٹ کونسل کے جتنے ریٹ ہیں تمام ٹھیکے داروں کی جتنی چونگیاں ہیں ان پر بورڈ آویزاں کرنے کے جو احکامات ہیں ان کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ان پر عمل درآمد ہورہا یا نہیں

وزیر مقامی حکومت دیہی ترقی - قریشی صاحب اس کا جواب میں نے دے دیا ہے -

اناؤنسر - اب کچھ سوالات محکمہ تعلیم کے بارے میں ہیں -

قومیائے گئے سکولوں کے مسائل

95 - رانا نعیم محمود خان - وائس (چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال) کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ۔ آیا حکومت نے اساتذہ کے خلاف مئی 1983ء میں دائر کئے گئے مقدمات واپس لے لئے ہیں ۔

(ب) آیا حکومت نے قومیائے گئے سکولوں کے اساتذہ کی سابقہ ملت ملازمت شمار کر کے انہوں پنشن کے حقوق دے دیئے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے جولائی 1983ء سے سلیکشن گریڈ کے اساتذہ کے لئے سکیل نمبر 17 کی منظور دے دی ہے اگر ایسا ہے تو قومیائے گئے سکولوں کے ایس ایس ٹی اساتذہ کو جنہیں 1972ء سے نظر انداز کیا جا رہا ہے سیکشن گریڈ نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں ۔

(د) حکومت قومیائے گئے اسکولوں کی عمارات کی مرمت پر ہر سال کس قدر رقم خرچ کر رہی ہے ۔

(ہ) آیا یہ درست ہے کہ لاھور میں بعض قومیائے گئے سکولوں کی عمارات پر مہاجرین و دیگر غیر متعلقہ افراد نے قبضہ کر رکھا ہے اگر ایسا ہے تو حکومت نے متذکرہ عمارات کو خالی کرانے کے لئے کیا اقدام کئے ہیں ۔

(و) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ سروسز ٹربیونل اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے باوجود قومیائے گئے سکولوں کے اساتذہ کی سینیارٹی کے مسئلہ کو التوا میں ڈال رکھا ہے ؟

(ز) اگر جزو (و) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت اس مسئلے کے حل کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے

وزیر تعلیم — (چوھدری عبدالغفور)

(الف) فی الحال نہیں ۔

(ب) اس بارے میں محکمہ تعلیم اور محکمہ خزانہ کے درمیان خط و کتابت ہو رہی ہے ۔

(ج) یہ درست ہے کہ حکومت نے جولائی 1983ء سے سکینڈری سکول اساتذہ کے تمام کیڈروں کو تناسب کے لحاظ سے سکیل نمبر 17 دینے کی منظوری دی ہے اور جنرل کیڈر

کے اساتذہ کے سامنے میں اس پر عمل درآمد شروع ہوگیا ہے جہاں تک قومیائے گئے سکولوں کے سیکنڈری سکول اساتذہ کا تعلق ہے ان کی سنیارٹی تصفیہ طلب ہے اور یہ معاملہ اب سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے ۔ لہذا عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے بعد ہی مزید اقدامات کئے جاسکتے ہیں ۔

(د) حکومت قومیائے گئے مدارس کی مرمت پر اپنے وسائل کے مطابق ہر سال کافی رقوم خرچ کر رہی ہے ۔ ترقیاتی بجٹ میں سے گذشتہ تین سالوں میں مندرجہ ذیل رقوم قومیائے مدارس مرمت پر خرچ کی گئیں ۔

1981-82ء	299-51 لاکھ
1982-83ء	43-18 لاکھ
1983-84ء	47-71 لاکھ

1984-85ء کے ترقیاتی بجٹ میں ایسے مدارس کی مرمت کے لئے 92.80 لاکھ کی رقم مختص کی گئی ہے ۔

علاوہ ازیں ہر سال غیر ترقیاتی بجٹ میں سے تعلیمی اداروں کی مرمت پر خاصی رقم خرچ کی جاتی رہی ہے ۔ 1983-84ء میں 6.18 کروڑ کی رقم اس کام کے لئے مختص کی گئی تھی اور اب 1984-85ء کے مالی سال میں 7.39 کروڑ کی رقم مختص کی گئی ہے ۔

(ہ) جی ہاں — لاہور میں قومیائے گئے سکولوں میں سے چھ سکولوں کی عمارت زمین کے کچھ حصوں پر غیر متعلقہ مہاجرین کا قبضہ ہے ۔ ان میں سے پانچ کے مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہے اور ایک کا فیصلہ حکومت کے حق میں ہوگیا ہے ۔

(د) اس حصہ کا جواب محولہ بالا حصہ (ج) میں دیا جاچکا ہے ۔

(ز) ایضاً

رانا نعیم محمود خاں ۔ جناب والا میں نے سوال کیا تھا اساتذہ کے خلاف کیسز کے بارے میں ۔ اس کے پس منظر میں حکومت کا

ایک ایگریمنٹ ان ٹیچرز کے ساتھ ہوا تھا جس میں کسی حد تک میں involve تھا میں نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ اس ایگریمنٹ کے تحت کیسز کے شوکاز نوٹس واپس کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب تک اس کا کچھ نہیں ہوا تو پوچھا یہ گیا تھا کہ کب تک اس سے جان چھوٹے گی -

وزیر تعلیم - (چوہدری عبدالغفور) جناب والا - اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں کہ جہاں تک criminal involvement کا تعلق تھا اس بارے میں فرداً فرداً کیسوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور اب بھی لیا جا رہا ہے جن کی کوئی serious involvement نہیں ہے ان کے متعلق کیسز واپس کئے جائیں گے - جن کے خلاف کافی سنگین نوعیت کے الزامات ہیں ان پر ابھی تک فیصلہ نہیں ہوسکا -

رانا نعیم محمود خاں - تو یہ کب تک فیصلہ ہوگا -

وزیر تعلیم - جناب والا میں کوئی ٹائم شیڈول نہیں بتا سکتا لیکن اس بارے میں چند ہی کیسز ہیں جو ابھی بقایا ہیں -

رانانعیم محمود خاں - جناب والا اس ٹائم شیڈول پر بات کرتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ پینشن کے جو فیصلہ جات ہیں ان پر اب تک خط و کتابت کرتے ہوئے بارہ سال ہوگئے ہیں -

وزیر تعلیم - کس چیز کے لئے ؟

رانا نعیم محمود خاں - پینشن کے بارے میں -

وزیر تعلیم پینشن ؟

رانا نعیم محمود خاں جناب والا میں ٹائم کی بات کررہا ہوں کہ پنشنوں کے بارے میں خط و کتابت ہوتے ہوئے بارہ سال گزر گئے ہیں -

وزیر تعلیم جناب والا - اس میں میں وضاحت کرنا چاہوں گا کہ جو ہمارے قومیائے گئے سکولوں کا سابقہ ریکارڈ ہے - جن پرائیویٹ اداروں کے پاس وہ ملازمت کرتے تھے ان کا کوئی ملازمت کا مصدقہ ریکارڈ یا contributary fund جو پینشن کے معاملے میں ہوتے ہیں جن کی مثال ہمیں دی گئی موجود نہیں بینکوں کے ملازمین کی اگر سابقہ ملازمت شمار کر کے ان کو پینشن کے حقوق دئے گئے تو ان کو کیوں نہیں دئے گئے تو ان دونوں کا آپ تفاوت دیکھیں کہ ان کے بینکوں کے پاس ایک باقاعدہ مصدقہ ریکارڈ موجود تھا جس سے ان کی سابقہ ملازمت کی شرائط ان کا

contributory fund مدت ملازمت ساری طے شدہ تھیں - لیکن اس میں یہ ہے کہ جب ان کو نیشنلائیزڈ کیا گیا - اس وقت یہ تمام چیزیں طے ہو جانا چاہیں تھیں - لیکن ایسا نہیں ہوا اور یہ سب کچھ نیشلائیزڈ جیسے ہوا وہ آپ لوگوں کے علم میں ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا ہے تو یہ ساری باتیں ایک واضح اور مصدقہ شکل میں ہمارے پاس وجود نہیں ہیں - اب ہمارے لئے یہ مشکل ہے کہ ان کے سابقہ ریکارڈ کو کس طریقہ سے authenticated ریکارڈ کے مطابق کیا جائے - اس سلسلہ میں ہم نے یعنی محکمہ تعلیم نے یہ کوشش کی ہے لیکن وہ اطلاعات صحیح طور پر ہمیں دستیاب نہیں ہو رہی ہیں -

رانا نعیم محمود خاں۔ جناب والہ آپ کے جواب سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کبھی بھی فیصلہ نہیں ہوگا -

وزیر تعلیم - میں نے عرض کیا ہے کہ یہ بات ہمارے لئے مشکل ہے کہ سابقہ ریکارڈ کہاں سے اور کس طرح سے ڈھونڈھا جائے اور کس طرح سے ascertain کیا جائے کہ ان کی مدت ملازمت کس ادارے کے پاس کس شکل میں کتنی تھی تنخواہ کیا تھی؟ تو یہ سابقہ ملازمت کا کوئی ریکارڈ ہی نہیں ملتا ہے -

رانا نعیم محمود خاں - تو جناب والا اس کا حل کیا ہے -

وزیر تعلیم - حل یہ ہے کہ ان کی موجودہ ملازمت جو ہے - جب سے ہم نے ان کو نیشنلائزڈ کیا ہے - اس وقت سے ان کی مدت ملازمت کو شمار کرکے ہم پنشن کا حق دے دیں گے -

رانا نعیم محمود خاں- جناب والا دوسرا حصہ تھا سینارٹی کے متعلق سینارٹی کیس کے متعلق جناب نے فرمایا ہے کہ یہ سپریم کورٹ کے پاس پینڈنگ ہے - میری انفارمیشن کے مطابق سپریم کورٹ نے ٹیچرز کے حق میں فیصلہ دے دیا ہوا ہے اور حکومت نے سپریم کورٹ سے وضاحت چاہی ہے - سپریم کورٹ سے پوچھا ہے کہ آپ کا فیصلہ کیا ہے اس کی ہمیں کوئی سمجھ نہیں آئی ہے کیا یہ سچ ہے ؟

وزیر تعلیم- بات یہ ہے کہ اس میں دو پارٹیاں ہیں مثلاً جو قانون ہم بناتے ہیں وضع کرتے ہیں - اس کے تحت رولز بنائے جاتے ہیں - اس میں ایک تو اس وقت جو ہیڈ ماسٹر صاحبان تھے ان کا گروپ ہے وہ چاہتے ہیں

کہ ان کی ایک علیحدہ کیٹیگری قائم ہو اور دوسرا گروپ وہ ہے جو کہ گورنمنٹ نے سیکنڈری سکول ٹیچرز کا consolidated grade سب کو دے دیا ہے ان کا پے سکیل گارنٹی کر کے ان کو ایک کیٹیگری میں لا کر ان کی seniority list ترتیب دے دی ہے - دونوں گروپ اس میں الجھے ہوئے ہیں - کبھی Tribunals میں جاتے ہیں اور کبھی سپریم کورٹ میں جاتے ہیں تو اس میں ایک نکتہ تشنہ تکمیل تھا جس کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع کیا گیا ہے اور جو اب سپریم کورٹ میں پینڈنگ ہے - اس میں ہم نے واضح طور پر اپنے وکلا کو ہدایت کی ہے کہ اس کا جلد از جلد تصفیہ کرائیں تاکہ ہم اس کو enforce کر سکیں -

رانا نعیم محمود خان—Repairs of Schools کے بارے میں گزارش تھی - جیسا کہ ہمارا A.D.P. کل پیش کیا گیا اس میں یہ دکھایا گیا کہ 100 فیصد خرچ ہو گیا اور سردار بہادر نعیم چٹھہ صاحب نے فرمایا ہے جو ان کا پراجیکٹ شیخوپورہ کا تھا پر high light کیا گیا ہے وہاں پر پراجیکٹ تو ہوا نہیں ہے اور ترقیاتی بجٹ ختم ہو گیا ہے - اس طریقہ سے جناب والا آپ نے میرے سوال کے جواب میں جو فگرز دی ہیں یہ ضرور 100 فیصد خرچ ہوئے گئے ہوں گے مگر وہاں پر repair work کوئی نہیں ہوا ہے - میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے محکمے کی طرف سے کوئی بھی فیلڈ انسپکشن یا اس قسم کے جو اخراجات حکومت کرتی ہے - اس کو چیک کرنے کا کوئی طریقہ اختیار کیا جائے تو وہ موزوں رہے گا -

وزیر تعلیم—آپ کی اس تجویز کو انشاء اللہ ضرور دیکھا جائے گا لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کام محکمہ بلڈنگ کے ذمہ ہوتا ہے - آپ بھی لوگ جو سکول ڈسٹرکٹ کونسل سے منتخب کر کے بھیجتے ہیں کہ ان کو repair کیا جائے - یہ کیا جائے وہ آپ کی لسٹ میں شامل ہوں گے - آپ اسے چیک کر لیں کہ جو اسٹ محکمہ بلڈنگ کے پاس موجود ہے محکمہ تعلیم کے پاس لسٹ ہے - اس میں کتنے مرمت ہوئے ہیں - کتنوں کی مرمت نہیں ہوئی ہے -

رانا نعیم محمود خان—ڈسٹرکٹ کونسل کا repair سے کوئی تعلق نہیں ہے -

وزیر تعلیم—ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس تو repair work نہیں ہے بہرحال اس کا ریکارڈ محکمہ بلڈنگ کے پاس اور محکمہ تعلیم کے پاس ہے اگر آپ چیک کرنا چاہیں تو you are most welcome.

رانا نعیم محمود خان—میرا آخری سوال مہاجرین اور Unlawful occupation of Govt property کے متعلق تھا اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ ایک کیس گورنمنٹ نے جیت لیا ہے ۔ باقی چار کیس pending میں ۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایک کیس کا تو اتنے سالوں کے بعد فیصلہ ہو گیا ۔ لیکن بقیہ کیسز کی کب تک امید کی جا سکتی ہے کہ فیصلہ ہو گا ۔

جناب وزیر تعلیم—میں عرض کروں گا کہ یہ جتنے چھ کے چھ کیسز تھے یہ محکمہ اوقاف کی پراپرٹی تھی اس میں سے کچھ حصے سکول چلانے کے لئے ملے ہوئے تھے جو چند عرصہ قبل محکمہ تعلیم کو منتقل کئے گئے ۔ ہمارے پاس منتقل ہونے سے قبل ہی ان پر کچھ مہاجرین ناجائز قابضین تھے تو ہم نے اس وقت فوری طور پر جب یہ محکمہ تعلیم کو منتقل ہوئے تو ان کے خلاف کیس فائل کیا ۔ ان میں سے ایک کیس کا فیصلہ ہو گیا ہے باقی کوشش کر رہے ہیں کہ عدالت سے جلد از جلد ان کا فیصلہ ہو جائے ۔

چوہدری انور علی چیمہ—پوائنٹ آف آرڈرز ۔جناب والا—آج ہی وزیر تعلیم نے محکمہ تعلیم کے متعلق اپنا جائزہ پیش کرنا ہے اگر یہی سوال جس پر ہم اب بحث کر رہے ہیں ۔ جنرل بحث میں دہرا دیا جائے تو میرے خیال میں وقت کی بچت ہو گی اور اس وقت اس پر تفصیلاً بحث ہو سکے گی ۔

رانا نعیم محمود خان—جناب والا میں یہ گزارش کر رہا تھا یہ میری محکمہ تعلیم سے گزارش ہو گی کہ محکمہ تعلیم محکمہ اوقاف کو سفارش کرے کہ یہ جو مہاجرین ہیں ان کو متبادل جگہ فراہم کی جائے تاکہ یہ غریب لوگ جو کہ ہمارے ملک میں اپنا پرانا گھر چھوڑ کر نئے سرے سے آباد ہوئے ۔

وزیر تعلیم—میں عرض کروں گا کہ یہ ضمنی سوال تو نہیں ہے یہ تو تجویز ہے ۔ آپ محکمہ اوقاف والوں کو دیں ۔ ان کی سب کمیٹی

میں دیں ۔ وزیر اوقاف صاحب سے بات کریں ۔ یہ میرے محکمہ سے متعلق نہیں ہے ۔ یہ میرے بس کی بات نہ ہے ۔

رانا نعیم محمود خان—جناب میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے ۔ دیکھنے میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ محکمہ تعلیم اس قسم کی کوئی تجویز محکمہ اوقاف کو دے ۔

جناب وزیر تعلیم—نہیں ۔ میرے پاس کوئی ایسی تجویز نہیں ہے اور نہ ہم ایسی کوئی تجویز دے رہے ہیں ۔

رانا نعیم محمود خان—جناب میرا سوال ہے کیا یہ ممکن ہے ؟

جناب قائم مقام چیئرمین—انہوں نے کہا ہے یہ ممکن نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم—یہ ہمارے لیے ممکن نہیں ہے ہمارے پاس محکمہ تعلیم میں ایسی کوئی متبادل پراپرٹی نہیں ہے جو ہم ان کو دیں ۔ یہ تو ان ہارٹوز کے لئے ہے یا آپ کے لئے ہے یا یہ محکمہ اوقاف کے لئے ہے کہ اس سلسلے میں کچھ کریں ۔

رانا نعیم محمود خان—میں جناب والا اپنا سوال دوبارہ پیش کرتا ہوں ۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ محکمہ تعلیم اس قسم کی سفارش محکمہ اوقاف کو کریں ۔

وزیر تعلیم—میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں ۔ ممکنات میں تو بہت کچھ ہے لیکن یہ ہمارے بس میں نہیں ہے ۔

ایم اے۔ او کالج لاہور میں بسوں کی فراہمی

105 جناب خاقان بابر— (صدر آل پاکستان نری ٹیکل اینڈ سوسائٹی)
کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں کہ :—

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میں واقع تمام کالجوں کے طلباء کی آمد و رفت کی سہولت کے لئے بسوں کا معقول انتظام ہے مگر ایم ۔ اے ۔ او ۔ کالج اس سہولت سے محروم چلا آ رہا ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ طلباء تنظیموں پر حالیہ پابندی عائد ہونے کے باعث ہر کالج میں گڑ بڑ ہوئی ہے جب کہ ایم ۔ اے ۔ او ۔ کالج نے حکومت کے ساتھ بھر پور تعاون کیا اور مذکورہ کالج میں امن و سکون کی فضا قائم رہی ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت ایم اے ۔ او ۔ کالج کی محرومی کے ازالہ کے طور پر طلباء کی آمد و رفت کے لئے بسیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم۔ (چوہدری عبدالغفور)

(الف) ۔ لاہور میں صرف چند کالجوں کی حکومت کی طرف سے بسیں فراہم کی گئی ہیں ایم ۔ اے او ۔ کالج ان میں شامل نہیں ۔ حکومت کی طرف سے فراہم کردہ یہ بسیں بھی طلباء کی تعداد کی نسبت ناکافی ہیں اور یہ زیادہ تر طلباء پبلک اور پرائیویٹ ٹرانسپورٹ ہی استعمال کرتے ہیں ۔

(ب) ۔ یہ بات بہت حد تک درست ہے کہ طلباء یونینوں پر پابندی کے بعد دیگر کالجوں کی نسبت ایم اے او کالج میں امن و امان رہا ہے اس سلسلے میں کالج کے پرنسپل صاحب، سٹاف اور طلباء کی مساعی اور باہمی اعتماد کو دخل حاصل ہے ۔

(ج) اگرچہ تمام کالجوں کو بسیں فراہم کرنا حکومت کی پالیسی میں شامل نہیں ہے ۔ اور حکومت کے پاس اتنے مالی وسائل بھی نہیں ہیں کہ صوبے کے تمام کالجوں کو ٹرانسپورٹ فراہم کی جا سکے ۔

البتہ ایم اے کالج کو ایک بس مہیا کرنے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب خاقان بابر۔ جناب والا میں نے سوال اس لئے کیا تھا کہ ایم اے او کالج طلباء کی تمام تحریکوں میں پیش پیش رہا ہے یہ صرف پرنسپل کی بات نہیں ہے ۔ اور نہ ہی پروفیسروں کی بات ہے ۔ بہت سے شہریوں نے طلباء پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا اور ان سے کہا گیا کہ تمہارے مطالبات ویسے ہی مانے جا سکتے ہیں تمہیں ایجی ٹیشن کی ضرورت نہیں ہے تو میرا خیال تھا کہ جناب کوئی فارمولا پیش فرمائیں گے یا آپ کا محکمہ کوئی فارمولا پیش کرے گا جس کے تحت ــــ

وزیر تعلیم ۔ آپ اپنا سوال پڑھ لیں ۔ اس کے مطابق جواب دیکھ لیں ۔

جناب خاقان بابر ۔ میں ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں لیکن تمہید کے طور پر عرض کرتا ہوں ، تاکہ یہ سوال (perspective) میں سمجھا جائے میرا

خیال تھا کہ کوئی فارمولا بتا دیا جائے گا کہ اس فارمولے تحت کے اس کالج کو ڈرائنگ ورک کا کوٹہ دیا جاتا ہے اور اس کالج کو کوٹہ نہیں دیا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو محکمہ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اب میں آپ سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ لاہور کے اس کالج میں غریب لوگوں کے بچے پڑھتے ہیں اور میں دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا وزیر تعلیم یہ بتانا مناسب سمجھیں گے کہ کن کن کالجوں کو بسیں فراہم کی گئی ہیں اور کن کن کالجوں کو بسیں نہیں دی گئی ہیں۔تاکہ پتہ چل سکے کہ مخصوص مفادات سے کتنوں کی خدمت ہو رہی ہے اور محروم لوگ کس طرح سے محرومی کا شکار ہو رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ میں عرض کروں گا کہ یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ آپ کے سوال سے کسی طرح یہ مترشح نہیں ہوتا کہ کس کالج کو کتنی بسیں دی گئی ہیں ۔ دوسرے میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر امیر اور غریب کا سوال نہیں ہے ۔ ایم ۔ اے ۔ او ۔ کالج ہو ، اسلامیہ کالج ہو ۔ گورنمنٹ کالج ہو ۔ ایف ۔ سی کالج ہو ۔ وہاں میرٹ کی بنیاد پر داخلے ہوتے ہیں اور یہ بات آپ کے علم میں ہے ۔ وہاں پر امیر غریب دیہاتی اور شہری کا کوئی سوال نہیں ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ چوہدری صاحب ، انہوں نے سوال کیا ہے کہ کیا آپ کے علم میں ہے کہ حکومت کی طرف سے کتنے کالجوں کو بسیں فراہم کی گئیں اور کتنے کالجوں کو فراہم نہیں کی گئیں

وزیر تعلیم ۔ اس وقت یہ معلومات میرے پاس نہیں ہیں ۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو مہیا کر سکتا ہوں ؟

جناب خاقان بابر ۔ بڑی مہربانی آپ کی ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ اس کے لئے آپ کو دوبارہ نوٹس دینا ہوگا ۔

جناب خاقان بابر ۔ نہیں جناب یہ ضمنی سوال ہے ۔ دوبارہ نوٹس تو نہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ ضمنی سوال تو ہے لیکن وزیر تعلیم صاحب نے فرمایا ہے کہ اس وقت وہ آپ کو یہ جواب مہیا نہیں کر سکتے اس لئے آپ اس سوال کے لئے fresh notice دیں گے ۔

چوہدری محمد حیات ۔ جناب اس سلسلہ میں میرا سوال نمبر 124 ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جب سوال نمبر 124 کی باری آئے گی ۔ جواب دے دوں گا ۔

چوہدری محمد حیات ۔ جناب والا۔ جناب خاقان بابر صاحب ناراض تھے کہ ایم۔اے۔او کالج کو بسیں نہیں دی گئی ہیں۔ تو لاہور شہر کے علاوہ دیگر شہروں میں بھی کالجز کو دیہات میں کوئی بس دی گئی ہے یا نہیں ؟

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ اس کے لئے بھی آپ fresh notice کے ساتھ سوال کریں کہ لاہور سے باہر کتنے کالجز ہیں جن کو بسیں نہیں دی گئیں ہیں ؟ ظاہر ہے کہ اس وقت تو ایوان میں ان کے پاس فہرست نہیں ہے ۔

چوہدری محمد حیات ۔ جناب والا میں یہ ضرور نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ایف سی کالج ، گورنمنٹ کالج ، ایم۔اے۔او کالج کے ساتھ ساتھ دیکھیں نہ صوبے میں دیگر کالجز کے لئے ٹرانسپورٹ کی سہولت ہے یا نہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ میں عرض کروں کہ لاہور کے باہر بھی لڑکیوں کے کالجوں کو لڑکوں کے کالجوں کو کئی جگہ بسیں دی گئی ہیں جن کی تفصیل میرے پاس نہیں ہے لیکن دی ضرور گئی ہیں ۔

پرائمری جماعتوں کے لیے آسان سلیبس کی تیاری

117۔ قاضی عبدالقدوس (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ، راولپنڈی) ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ پرائمری جماعتوں کا کورس اتنا طویل اور مشکل ہے کہ معصوم بچے نہ تو اپنی کتابیں اٹھا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کورس کو سمجھ سکتے ہیں اور نفسیاتی الجھن میں مبتلا رہتے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پرائمری کے کورس پر نظر ثانی کرنے اور بچوں کی استعداد کے مطابق اسے سہل اور آسان بنانے کو تیار ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور)

(الف) پرائمری جماعتوں کا کورس نہ تو طویل ہے اور نہ مشکل۔ اس سلسلے میں ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتب کا مطالعہ معائنہ کر کے دیکھا جا سکتا ہے البتہ امدادی کتب کے اضافے سے والدین بچوں کے بستے بوجھل بنا دیتے ہیں اور محکمہ تعلیم تعلیمی اداروں میں ایسی کتابوں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ تحقیق و ترقی نصاب پنجاب کے زیر اہتمام آسان اور مربوط نصاب کی ترویج کے لیے سفارشات وفاقی وزارت تعلیم کو ارسال کی جا چکی ہیں۔

(ب) وفاقی وزارت تعلیم سے رجوع کیا گیا ہے کہ وہ دوسرے ممالک سے نصاب منگوا کر مہیا کرے تاکہ ان کا نصابی مطالعہ کیا جا سکے اور ان کی روشنی میں نصاب کم کرنے اور آسان بنانے کے لیے تجاویز وفاقی وزارت تعلیم کو بھجوائی جا سکیں۔

جناب قاضی عبدالقدوس۔ جناب والا اس سلسلہ میں ایک contradiction کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میرے سوال کے دو حصے تھے ایک تھا کہ پرائمری کا نصاب پرائمری کے طلباء کی استعداد سے زیادہ مشکل ہے اور کتابیں بہت زیادہ ہیں اور طویل بھی ہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ بات غلط ہے۔

دوسرا میرا سوال یہ تھا کہ اگر جز (الف) درست ہے کہ واقعی نصاب طویل اور مشکل ہے تو اس سلسلہ میں حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ اس کا جواب آپ نے یہ دیا ہے کہ نصاب کو کم کرنے کے لئے اور اسے سہل بنانے کے لئے ہم نے وفاقی حکومت سے سفارش کی ہے کہ بیرون ملک سے دوسرے ملکوں کے نصاب منگوائے جائیں اور ان کی روشنی میں یہ نصاب کم اور آسان بھی کیا جائے۔ لیکن جز (الف) کا جواب دیا گیا ہے کہ نصاب مشکل اور طویل نہیں ہے۔ لیکن جز (ب) کا جواب اس کی contradiction کرتا ہے۔ جب نصاب طویل اور مشکل ہے جب ہی آپ نے اس سلسلہ میں کچھ۔۔۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا میں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ ایک مسلسل عمل ہے وفاقی اور صوبائی سطح پر تحقیق و ترقی پنجاب

کے نام سے ایک مستقل ادارہ قائم ہے ۔ اسی طرح وفاقی سطح پر تمام صوبوں کے لئے جب سفارشات اکٹھی ہوتی ہیں تو اس پر مسلسل کام ہوتا رہتا ہے ۔ اب تک محکمہ تعلیم کے experts اور تحقیق و ترقی کے محکمہ نے جو finding دی ہوئی ہیں ۔ جب تک ان کی تردید میں کوئی بات سامنے نہیں آ جاتی اس وقت تک یہ نصاب جاری رہے گا اور ہم یہی کہیں گے کہ وہ نصاب ان کی استطاعت اور reach کے اندر ہے ۔

لیکن جہاں تک یہ بات ہے کہ آیا اس کو مزید آسان بنایا جا سکتا ہے یا نہیں ۔ تو میں نے عرض کیا ہے کہ اس میں continuity ہے۔ اس لئے اس پر مسلسل کام ہو رہا ہے اور اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم بھی اس کو مزید دیکھیں ۔ کیونکہ یہ بات کسی حد تک عوام الناس میں محسوس کی جا رہی ہے ۔ لیکن اس کی وجوہات میں نے اپنے جواب میں عرض کر دی ہیں کہ اس مسلسل عمل کے تحت ہم اس کو پھر دیکھ رہے ہیں کہ آیا کہ یہ کورس اتنا طویل اور مشکل تو نہیں ہے کہ طلبا کی استعداد سے باہر ہے ۔

جناب قاضی عبدالقدوس ۔ جناب والا ماہرین تعلیم کی آراء کے مطابق یہ نصاب آسان اور سہل ہے کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ ماہرین تعلیم کس شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں کیا سی ۔ ایس ۔ پی ۔ آفیسرز کو ماہرین تعلیم سمجھا جاتا ہے ۔ یا صرف ٹیچرز کو ماہرین تعلیم سمجھا جاتا ہے ، یا کوئی تعلیمی فلسفی ہونا اس کے لیے ضروری ہے ۔ یا پھر اس کے لیے کیا معیار ہے ؟ ماہرین تعلیم صرف لاہور سے تعلق رکھتے ہیں یا صوبہ کے دوسرے علاقوں سے بھی تعلق رکھتے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ میں عرض کروں گا کہ اس میں ہر سطح کے educationists موجود ہیں ۔ جن کا پرائمری تعلیم سے واسطہ رہا ہے ، جن کا تعلق رہا ہے ، جو اس میں ماہر سمجھے جاتے ہیں اس میں سی۔ایس۔پی افسران کا ہونا کوئی خاص بات نہیں ہے بلکہ وہ اس میدان میں educationists ہیں اور انہوں نے اپنی عمریں اس میں کھپائی ہیں ان پر مشتمل ادارہ تحقیق و ترقی نصاب قائم ہے ۔ اس کی تفصیل یہ کہ ان کے نام کیا ہیں ؟ وہ کہاں سے تعلق رکھتے ہیں ، وہ ضمنی سوال کے زمرے میں نہیں آتے ۔ اس کیلئے میں آپ کو علیحدہ انفارمیشن دے سکتا ہوں ؟

جناب قائم مقام چیئرمین ۔ چوہدری صاحب ذرا اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ آپ نے یہ جواب دیا ہے کہ البتہ امدادی کتب کے اضافے سے ، والدین بچوں کے بستے بوجھل بنا دیتے ہیں ۔ کیا یہ بات آپ کے نوٹس میں آئی ہے کہ یہ جو بستے بوجھل ہو جاتے ہیں یہ محض والدین ان بچوں کی کتابوں میں اضافہ کر دیتے ہیں یا کسی خاص سکول کے لیے اساتذہ کا text book کے علاوہ امدادی کتب شامل کرنے میں بھی ہاتھ ہے ؟

(جناب چیئرمین اس مرحلہ پر کرسی صدارت پر تمکن ہوئے)

وزیر تعلیم — میں عرض کروں کہ

جناب خاقان بابر — point of order Sir, جس کرسی پر وزیر موصوف بیٹھے ہیں I think it is against the procedure کہ وزیر صاحب دوسرے وزیر سے سوال پوچھیں ۔

جناب چیئرمین — نہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے

وزیر تعلیم — اگر اس کی وضاحت ہو جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا اس کے علاوہ ہم tight appartments میں نہیں بیٹھے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ امدادی کتب سے مطلب ہوتا ہے کہ لوگ جو گیس پیپرز اور دوسری made easy قسم کی کتابیں چھاپ دیتے ہیں ۔ محکمہ تعلیم نے اس پر پابندی لگائی ہوئی ہے کہ کوئی ٹیچر کسی شکل میں کسی ادارے میں ان کتابوں سے استفادہ حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی ایسی کتب پڑھائی جا سکتی ہیں ۔ لیکن کچھ طلباء والدین کے ایماء پر بستے میں شامل کر لیتے ہیں ۔ گیس پیپرز اور دوسری made easy کتابوں کی شکل میں کتابیں کاپیاں شامل کر کے بستے کا بوجھ بڑھا لیتے ہیں ۔

بیگم بشریٰ رحمان (نامزد رکن لاہور)—جناب والا میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے جو کچھ امدادی کتب کے بارے میں فرمایا ہے اس کے متعلق یہ عرض کروں گی کہ پہلا سوال تو یہ ہے کہ انہوں نے آپ سے پرائمری کلاسوں کی کتابوں اور بستے کے بارے میں پوچھا ہے ۔ اور made easy قسم کی کتابیں ہائی کلاسز میں ہوتی ہیں یہ ان کے بارے میں فرما رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم بیگم بشریٰ رحمٰن۔ یہ آپ کی بات درست ہے۔ دوسری بات آپ نے بستوں کے بوجھل ہونے کا تمام تر الزام والدین پر رکھ دیا ہے۔ میرے بچے بھی پرائمری سکول میں پڑھتے ہیں اور میں جانتی ہوں کہ وہ کس عذاب میں مبتلا ہیں۔ خاص طور پر یورپین ٹائپ پرائیویٹ انگلش سکولوں میں بچوں کو افلاطون ظاہر کرنے کے لیے اتنے بوجھل بستے بنا دیے جاتے ہیں کہ آپ تصور نہیں کر سکتے۔ ایک ہوم ورک کی کاپی ہے ایک کلاس ورک کی کاپی ہے ایک ٹیسٹ کی کاپی ہے اور ایک اور کاپی جو رفی کڑے وقت میں کام آئے۔ آپ یہ سوچیں کہ پانچ چھ مضمون ہوں یا دس بارہ تو ان کے لیے تیس چالیس کاپیاں ہوں اور پھر ان کا وزن اٹھایا جائے۔ میں اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتی ہوں کہ ہر سال میرے بچے جب نئی کلاس میں جاتے ہیں تو مجھے بستہ تلاش کرنے میں مشکل ہوتی ہے کیونکہ ان کی ساری کتابیں اور کاپیاں ایک بستے میں نہیں آ سکتی۔

جناب قائم مقام چیئرمین — بیگم صاحبہ وہ آپ کا سوال سمجھ گئے ہیں انہیں جواب دینے دیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن — انہوں نے فرمایا ہے کہ والدین امدادی کتب فراہم کرتے ہیں تو یہ ٹھیک نہیں ہے

وزیر تعلیم — میں عرض کروں گا کہ ایک کتاب کے ساتھ جو آپ نے چار کاپیوں کا ذکر کیا ہے اسی طرح اور ان کتابوں کی طرف میں بھی اشارہ کر رہا ہوں کہ در اصل نصاب اتنا بھاری یا بوجھل نہیں ہوتا جتنا اس میں اضافی کتب یا کاپیاں شامل ہو جاتی ہیں۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ایک سلیٹ اور ایک تختی کی ضرورت ہوا کرتی تھی اور اس پر سب کچھ لکھا جاتا تھا اور صبح کو دھو کر صاف کر لیا جاتا تھا۔ اب وہی کام کاپیوں پر ہوتا ہے۔ تو بستے کے بوجھل پن میں ان کاپیوں کا یا بعد کی کلاسوں میں، ان امدادی کتب کا زیادہ ہاتھ ہے۔ تاہم میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جو پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی بات کی گئی ہے اس کے متعلق گذارش ہے کہ ہم ان کو ایک نظام اور سسٹم کے تحت لا رہے ہیں۔ انشاءاللہ ان کے نصاب کو بھی اسی طرح چیک کیا جائے گا جس طرح باقی سکولوں کی نصابی کتب کو دیکھا جاتا ہے کہ ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے۔

میونسپل جنرل کیڈر کے اساتذہ کے لئے ترقی کے مواقع

119 حاجی شیخ محمد عظیم - چیرمین میونسپل کمیٹی میانوالی
کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ میونسپل تعلیمی اداروں کو سرکاری تحویل میں لے لیا گیا تھا ۔

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل کیڈر اور جنرل کیڈر کے اساتذہ کی مطلوبہ تعلیمی قابلیت یکساں ہوتی ہے اور ہر دو اساتذہ کے قواعد وضوابط ملازمت بھی یکساں ہی ہیں

(ج) آیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل کیڈر کے پچیس سالہ مدت ملازمت کے حامل اساتذہ ابھی تک سلیکشن گریڈ سے محروم ہیں جب کہ اس کے برعکس جنرل کیڈر کے پندرہ سالہ مدت ملازمت کے حامل اساتذہ سلیکشن گریڈ حاصل کرنے کے علاوہ ترقی یاب ہو چکے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ناانصافی کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور) :

(الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں اب یکساں ہے ۔

(ج) جی نہیں - میونسپل کیڈر کے اساتذہ جن کا اپنے کیڈر میں 1/4 کے حساب سے سلیکشن گریڈ میں نمبر آتا ہے ان کے لئے تمام ڈویژنل ڈائریکٹرز صاحبان کو مراسلہ نمبر ایس ٹو /9/16_83/29860 مورخہ 83-9-5 کے تحت ہدایات جاری کر چکے ہیں کہ ان کو سلیکشن گریڈ دے دیا جائے ۔

(د) جیسا کہ جزو (ج) میں وضاحت کی گئی ہے اس کے پیش نظر کوئی ناانصافی نہیں کی گئی - بلکہ میونسپل کیڈر کے اساتذہ اپنے کیڈر میں سلیکشن گریڈ لیں گے اس کے لئے واضح احکامات مجاز اتھارٹی کو دیئے جا چکے ہیں ۔

طلباء کی سفری سہولتوں کے تحت بس مالکان کو امداد کی عطائیگی

124 ۔ الحاج چوھدری محمد حیات (جنرل سیکرٹری، پاکستان موٹر ٹرانسپورٹ فیڈریشن) ۔ کیا وزیر تعلیم میرے سوال نمبر 71 جس کا نامکمل جواب 6 مئی 1984ء کو صوبائی کونسل کے اجلاس میں دیا گیا تھا، کے حوالے سے از راہ کرم بالتفصیل اور مکمل جواب ایوان میں پیش کریں گے ؟

وزیر تعلیم (چوھدری عبدالغفور)

(الف) صوبے میں سکولوں کالجوں اور پیشہ وارانہ کمرشل انسٹیٹیوٹس میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد 50 لاکھ سے زیادہ ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے ۔ دینی ادارے محکمہ اوقاف کے ماتحت ھیں ۔

(ب) کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد صوبہ پنجاب میں ایک لاکھ پچیس ھزار کے قریب ہے ۔ تمام یونیورسٹیوں کے پاس اپنی بسیں ھیں بڑے شہروں میں طلباء کی تعداد اربن ٹرانسپورٹ کی بسوں پر رعایتی کرایہ پر سفر کرتے ھیں ۔ بڑے شہروں کے اکثر ڈگری کالجوں کو بھی بسیں مہیا کی گئی ھیں ۔

(ج) صرف انٹرسٹی روٹوں پر دیہات اور قصبات سے تعلق رکھنے والے کچھ طلباء ریلوے اور سرکاری بسوں کے علاوہ نجی شعبے میں چلنے والی بسوں پر سفر کرتے ھیں ۔ اس ضمن میں حکومت کی ھدایت کے مطابق ایک بس میں زیادہ سے زیادہ 15 طلباء رعایتی کرایہ پر سفر کر سکتے ھیں اور بس مالک کو اتنی ھی زیادہ سواریاں بٹھانے کی اجازت دی گئی ہے ۔ طلباء کو سفر کی یہ سہولتیں وھی ھیں جو سابقہ حکومت نے متعلقہ تنظیموں کی مشاورت کے بعد طلباء کو فراہم کی تھیں موجودہ حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں مالکان پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا گیا ۔

(د) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔

پنجاب میں طلبا و طالبات کی تعداد

جماعت	طلبا	طالبات	میزان
اول تا پنجم	22،72،000	14،32،000	37،04،000
ششم تا ہشتم	7،27،000	2،41،000	9،68،000
نہم تا دہم	2،41،000	86،000	3،27،000
گیارھویں تا بارھویں	12،245	6،728	18،973
تیرھویں تا چودھویں	59،582	44،730	3،12،134
ہوم اکنامکس	—	641	641
کالج آف ٹیکنالوجی	4،312	—	4،312
پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ	3،627	290	3،917
کالج آف کامرس	401	—	401
کمرشل انسٹی ٹیوٹ	5،262	—	5،262
ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ	—	3،157	3،157
نارمل سکول ایلیمنٹری کالج	996	1،209	2،205
کالج آف فزیکل ایجوکیشن	187	149	336
کالج آف ایجوکیشن	459	449	1،908
سپشل ایجوکیشن (نابینا)	91	—	91
بہرے	1،163	56	1،163
جسمانی طور پر معذور	—	56	56

ثانوی تعلیمی بورڈ ملتان میں بدعنوانیاں

128۔ چوہدری ظہیر احمد تاج : (جنرل سیکرٹری ، پنجاب فیڈریشن آف ٹریڈ یونین) کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ثانوی تعلیمی بورڈ ملتان (واقع گلگشت کالونی) کے احاطہ سے قریباً دس لاکھ روپے مالیت کے 1500 درخت ہفتہ شجر کاری کے دوران کٹوا دیئے گئے تھے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ درختوں کے کٹوانے کی منظوری کس نے دی تھی اور کیا ان درختوں کو نیلام کیا گیا تھا ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ آڈٹ آفیسر بورڈ (چوہدری محمد یوسف) 26 جولائی 1983ء اور ڈائریکٹر کالجز ملتان ڈویژن 30 جون 1982ء سے اپنے دفتر کے ائرکنڈیشنڈ کمروں میں رہائش پذیر ہیں اور ان سے ہاؤس رینٹ کی وصولی نہیں کی جاتی جو جون 1984ء تک قریباً بیس ہزار روپے بنتے ہیں ۔

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ بورڈ کے چیئرمین صاحب اپنا ہاؤس رینٹ بچانے کے لئے سرکاری رہائش گاہ میں رہائش نہیں رکھتے بلکہ انہوں نے چیئرمین کی سرکاری رہائش گاہ کو آڈٹ آفیسر کی رہائش گاہ میں تبدیل کر کے ہاؤس رینٹ کی وصولی کا جواز مہیا کیا ہے ۔

(ہ) متذکرہ بورڈ کے یکم جون 1982ء سے ٹی۔اے ۔ڈی۔اے کے علاوہ آڈٹ اعتراض کے باوجود ارکان کے لئے کھانے پینے پر کس قدر اور کیوں خرچ ہوا ۔

(و) آیا یہ بھی درست ہے کہ ثانوی تعلیمی بورڈ ملتان میں پروفیسر صاحبان کو لوکل مارکنگ کے لئے آنے پر ٹی۔اے ، ڈی۔اے اور معاوضہ کے علاوہ دفتر میں رہائش بھی مہیا کی جاتی ہے حالانکہ ان رہائشی سہولتوں کی قانون میں کوئی گنجائش نہیں ہے ۔

(ز) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بورڈ نے سات جونیئر کلرکوں کو بلا جواز برطرف کر دیا تھا نیز ہائی کورٹ کے فیصلے کے خوف سے بورڈ نے اپنے اجلاس منعقدہ 12 مئی 1984ء کے سلسلے میں نہ صرف فضول خرچی کی بلکہ قانونی مشیر کی فیس اور عدالتی چارہ جوئی کے لئے بھی بھاری رقوم خرچ کرنے کی منظوری دی تھی۔

(ح) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ بدعنوانیوں کے تدارک کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (چوھدری عبدالغفور)

(الف) ثانوی تعلیم بورڈ ملتان واقع گلگشت کالونی ملتان کے احاطہ سے صرف 203 عدد چھوٹے چھوٹے درخت کٹوائے گئے جن کی مالیت محکمہ جنگلات کے افسران کے اندازے کے مطابق 6420 روپے بنتی ہے۔

(ب) بورڈ کے احاطہ میں گراونڈ بنانے کے سلسلہ میں درختوں کے کٹوانے کی منظوری بورڈ نے دی۔ حقیقت یہ ہے کہ کل 203 چھوٹے چھوٹے درخت کٹوائے گئے ہیں جو کہ بے ترتیبی سے اگے ہوئے تھے اور زمین کسی استعمال میں نہیں آ رہی تھی۔ ان درختوں کی کٹوائی بورڈ کے تین افسروں کی ایک کمیٹی اور محکمہ جنگلات کے افسران کی نگرانی میں کروائی گئی۔ محکمہ جنگلات کے افسران کے اندازے کے مطابق کل لکڑی (گیلی) 428 من ہے اور سب کا سب ایندھن ہے اور اس کی کل قیمت کا تخمینہ 6420 روپے لگایا گیا ہے۔ اوسط درخت 2.1 من وزنی بنتا ہے جس سے درختوں کے جسم کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ یہ غلط ہے، کہ پندرہ سو درخت مالیتی دس لاکھ روپے کے کٹوائے گئے ہوں۔ گراونڈ ہموار کرنے کے بعد بورڈ کے پاس دو مزید گراونڈ دستیاب ہو جائیں گے۔ لکڑی کی نیلامی کے لیے بورڈ کی ہدایت پر دو ممبران بورڈ اور تین افسران بورڈ پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جو گراونڈ کو ہموار اور لکڑی کو نیلام کرے گی۔

(ج) آڈٹ آفیسر بورڈ کی منظوری سے چیئرمین کی کوٹھی میں ایک چھوٹے سے کمرے میں رہ رہے ہیں اور کرایہ دے رہے ہیں ۔ ان کے کمروں میں کوئی ایئرکنڈیشنڈ نہیں ہے ۔ ڈائریکٹر ایجوکیشن بورڈ کی منظوری سے بورڈ کے گیسٹ روم میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور کرایہ دے رہے ہیں ۔ ان کے کمرے میں ایئرکنڈیشنر چیئرمین کی تقرری سے پہلے کا لگا ہوا ہے ۔

(د) موجودہ چیئرمین اپنی ذاتی رہائش گاہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں ۔ چیئرمین کی کوٹھی سابقہ چیئرمین کی تحویل میں 1982-1-19 تک رہی جب کہ موجودہ چیئرمین نے 1982-2-1 سے چارج سنبھالا ۔ جون میں کمیٹی آف چیئرمین بورڈ کے فیصلے کے مطابق F.sc میں centerlized marking شروع کی گئی ۔ اس مرکزی مارکنگ میں راز داری اور کاپیوں کی حفاظت کے پیش نظر اس بلڈنگ سے انتظامیہ برانچ کو چیئرمین کی کوٹھی میں شفٹ کیا گیا اور مرکزی مارکنگ کا بیشتر کام انٹر ضمنی امتحان 1982ء سے ہوتا رہا ۔ جن کی منظوری بورڈ نے دے دی ۔ مرکزی مارکنگ میں تجربہ حاصل کرنے کے پیش نظر محسوس کیا گیا کہ اب یہ مارکنگ چیئرمین صاحب کی کوٹھی میں ھی کرائی جا سکتی ہے ۔ اس لئے بورڈ کے فیصلہ کے مورخہ 84-6-25 کے تحت انتظامیہ برانچ کو مین بلڈنگ میں شفٹ کر دیا گیا اور اب چیئرمین کی کوٹھی آڈٹ آفیسر کے علاوہ ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن اور اس کے دفتر کا عملہ اور مرکزی مارکنگ کے لئے استعمال ہو رہی ہے ۔ مرکزی مارکنگ کے لئے دفتر کو 9/10 کمروں کی ضرورت پڑتی ہے اور اگر چیئرمین کی کوٹھی خالی نہ ہوتی تو بورڈ کو کم از کم دو کوٹھیاں کرایہ پر لینی پڑتیں جن کا کرایہ چیئرمین کو ادا کرایہ سے پانچ گنا زیادہ ہوتا اس طرح سے بورڈ کو رقم کی خاصی بچت ہے ۔ علاوہ ازیں دفتر کو مختلف مضامین کی جوابی کاپیاں کرایہ والی کوٹھیوں میں روزانہ برائے مارکنگ پہنچانی

پڑتیں اور مارکنگ کا ٹائم ہونے پر سبھی کاپیاں بمعہ Award List واپس لانی پڑتیں جن کی معقول نگرانی نہ ہو سکتی اور ادارے کی بدنامی ہوتی۔

(ہ) آڈٹ اعتراض ختم ہو چکا ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ یکم جون 1982ء سے 30 جون 1984ء تک بورڈ کی کل سولہ میٹنگیں ہوئیں اور ان پر 7202=05 روپے خرچ ہوئے۔ یہ خرچ بورڈ کے فیصلہ مورخہ 20-7-76 کے تحت کیا گیا۔

(و) باہر سے آنے والے پروفیسر صاحبان اپنے واقف کاروں کے ہاں ٹھہر جاتے ہیں جن کی کوئی واقفیت نہیں ہوتی دفتر انہیں اپنا سامان رکھنے کے لئے ایک کمرہ مہیا کرتا ہے۔ ہاں کھانے کا بندوبست اپنا وہ خود کرتے ہیں۔ یہ سہولت اس لئے دی جاتی ہے کہ اکثر حضرات روزہ سے ہوتے ہیں اور گرمیوں کے موسم میں ان کا دوپہر کو آنا جانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر یہ سہولت نہ دی جائے تو باہر سے آنے والے پروفیسر صاحبان نہیں آئیں گے اور بورڈ کو دقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ سہولت بورڈ کی مختلف میٹنگوں میں بحث کے بعد دی جا رہی ہے۔

(ز) متذکرہ سات جونیئر کلرک عارضی آسامیوں پر لگائے گئے تھے اور بعد میں خالی lien پوسٹ پر ایڈجسٹ کر دیئے گئے۔ ان کا کیس بورڈ کی میٹنگ مورخہ 12-6-83 میں فیصلے کے لئے رکھا گیا۔ بورڈ کا فیصلہ مندرجہ ذیل ہے۔

جونیئر کلرکوں اور سٹینو ٹائپسٹ کی ایڈجسٹمنٹ کا معاملہ۔ دفتری نوٹ کے ملاحظہ کے بعد بورڈ نے فیصلہ دیا کہ صرف خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لئے حسب قواعد (recruitment procedure) اختیار کیا جائے۔ البتہ آفس نوٹ میں متعلقہ اہلکاران ان آسامیوں کے لئے درخواست دینے کے اہل ہوں گے اور دفتر بھرتی کرتے وقت ان کے تعلیم و تجربہ کی پیش نظر انہیں مناسب ترجیح دے گا۔ نیز ان آسامیوں پر بھرتی تک متعلقہ اہلکاران اپنی اپنی پوسٹ پر کام کرتے رہیں گے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ کے بھرتی ہونے والے تمام ملازمین کو ان کے متعلقہ تھانے سے پولیس رپورٹ ضرور حاصل کی جاوے۔

بورڈ کے آرڈر کے تحت جونیئر کلرکوں کی بھرتی کے لئے مورخہ 20-4-84 کو اشتہار دیا گیا ۔ بعد ازاں سات کلرکوں کو ٹیسٹ میں بیٹھنے کے لئے کہا گیا لیکن انہوں نے ہائی کورٹ ملتان بینچ میں رٹ دائر کر دی ۔ بورڈ کے .L.A کے مشورہ پر یہ معاملہ دوبارہ بورڈ کی میٹنگ مورخہ 12-5-84 میں رکھا گیا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مذکورہ جونیئر کلرکوں کو جو ہدایات ٹیسٹ میں بیٹھنے کے لئے جاری کی گئی تھیں واپس لے لی گئیں ۔ کلرک اب بھی کام کر رہے ہیں اور انہیں ہٹایا نہیں گیا ۔ اس کیس کے سلسلہ میں بورڈ کے .L.A کو کوئی فیس ادا نہیں کی گئی ۔

1983ء کے دوران منتخب شدہ خواتین لیکچرار کے کوائف

131 - ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا - (لیڈی کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم) کیا وزیر تعلیم از راہ کرم محکمہ تعلیم میں مختلف مضامین میں لیکچرار (شعبہ خواتین) کی آسامیوں پر بھرتی کے بارے میں مندرجہ ذیل معلومات فراہم کریں گے ۔

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے سال 1983ء میں منعقدہ امتحان کی بنیاد پر جن امیدواروں کو منتخب کیا گیا اور جن کے تقرر کی سفارش کی گئی کی میرٹ لسٹ مضمون وار ایوان کی میز پر رکھی جائے جس میں ان کے مختلف کالجوں /مقامات پر تقرر تعیناتی کے کوائف مندرجہ ذیل گوشوارہ کے مطابق درج ہوں ۔

(1) میرٹ کے لحاظ سے نمبر شمار ۔ (2) نام و پتہ (3) ضلع سکونت تقرر/تعیناتی سے متعلق کوائف ۔

(1) کالج (2) مقام ۔ (3) تاریخ تقرر/تعیناتی ۔ (4) ملازمت شروع کرنے کی تاریخ ۔ (5) کیفیت ۔

(ب) لاہور کے کالجوں میں معتمد محکمہ تعلیم اور ناظم تعلیمات عامہ کالجز نے جو تعیناتیاں کی ہیں ان کے کوائف مندرجہ ذیل گوشوارہ کے مطابق فراہم کیے جائیں :

(1) نام مع مضمون ۔ (2) ضلع سکونت ۔ (3) آیا تعیناتی کے احکام جو معتمد محکمہ تعلیم کی طرف سے جاری ہوئے یا ناظم تعلیمات عامہ (کالجز) کی طرف سے ۔ (4) تعیناتی کے

حکم نامہ کا نمبر و تاریخ - (5) کالج کا نام/مقام - (6) ملازمت شروع کرنے کی تاریخ (7) اصل حکم نامہ تقرر کے بعد میں تنسیخ کی تاریخ - (8) دوسرے حکم نامہ میں تعیناتی کا کالج و مقام - (9) معتمد محکمۂ تعلیم کی طرف سے کالم نمبر 3 میں مذکورہ اصل حکم نامہ کو بحال کرنے کے بارے میں جاری کردہ حکم نامہ کا نمبر و تاریخ - (10) کالم نمبر 7 میں مذکورہ تنسیخ اور بعد میں بحالی کس بنا پر کی گئی -

(ج) ایڈھاک لیکچراروں کے کوائف مندرجہ ذیل گوشوارہ کے مطابق مہیا کئے جائیں - (1) نام و پتہ - (2) مضمون (3) ادارہ و مقام جہاں تعیناتی ہوئی (4) تاریخ تقرر (5) آیا پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں کامیاب ہوئے - (6) پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب ہونے پر تقرر کی صورت میں ایڈھاک ملازمت کے خاتمہ کی تاریخ ، اگر کوئی ہو - (7) ایڈھاک ملازمت کے خاتمہ کے بعد اگر کوئی رد و بدل کیا گیا ہو تو متبادل جائے تعیناتی -

(د) پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب کردہ ان اشخاص کے کوائف جن پر ایڈھاک لیکچراروں کو ترجیح دی گئی اور اس کی وجوہ -

(ہ) پہلے تقرر کے بعد احکام تقرر کی تنسیخ کی بنا پر محکمہ تعلیم کے خلاف عدالت عالیہ میں دائر کردہ رٹ درخواستوں کی تعداد -

(و) کامیاب امیدواروں کا نتیجہ شائع نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں نیز کامیاب امیدواروں کی میرٹ لسٹ شائع نہ کرنے اور کامیاب امیدواروں کو اس سے بذریعہ رجسٹری ڈاک مطلع نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں -

(ز) تقرر تعیناتی اور اعلامیے کے اجراء کا طریق کار کیا ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور) -

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے طرف سے سال 1983ء میں منعقدہ امتحان کی بنا پر جن امیدواروں کو منتخب کیا گیا اور جن کے تقرر کی سفارش کی گئی ان میرٹ اسٹ مضمون وار جس میں دئیے گئے گوشوارہ کے مطابق کوائف درج ہیں لف ہیں -

(ب) لاہور کے کالجوں میں معتمد محکمہ تعلیم اور ناظم تعلیمات عامہ کالجز نے جو تعیناتیاں کیں ان کے کوائف دئیے گئے گوشوارہ کے مطابق لف ہیں -

(ج) (ایڈھاک لیکچراروں کے کوائف دئیے گئے گوشوارہ کے مطابق لف ہیں -

(د) ایسا کوئی کیس نہیں ہے -

(ہ) صرف ایک -

(و) کامیاب امیدواروں کا نتیجہ شائع کرنا پنجاب پبلک سروس کمیشن کا کام ہے اور وہ ادارہ تقریباً ہر امیدوار کو اس کی اطلاع دیتا ہے - محکمہ تعلیم کا اس سے کوئی تعلق نہیں -

(ز) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے منتخب امیدواروں کی تقرری گورنمنٹ منظور کرتی ہے اور ان کی خدمات ناظم تعلیمات عامہ کالجز پنجاب کے سپرد کی جاتی ہیں - نظامت تعلیمات کی جانب سے ان کی تقرری ڈومیسائل اور کالجوں کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہے - بعد ازاں ان کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ ، چارج رپورٹ ، پولیس رپورٹ حکومت کو ارسال کی جاتی ہے اور گورنمنٹ ان کی تقرری و تعیناتی کا نوٹیفکیشن جاری کرتی ہے -

---

گوشوارہ "الف"

محکمہ تعلیم میں 1983ء کے دوران پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب شدہ خواتین کی تقرری بطور لیکچرار کے کوائف

نمبر شمار	میرٹ کے لحاظ سے نمبر	نام و پتہ	ضلع سکونت	کالج تقرری	مقام تعیناتی	تاریخ تقرر	ملازمت شروع کرنے کی تاریخ	کیفیت
	1	2	3	4	5	6	7	8
عربی								
1	1	مس خالدہ نسرین بنت منشی خان 532 لیاقت چوک ساہیوال۔	ساہیوال	گورنمنٹ کالج برائے خواتین۔	ساہیوال	17-1-84	21-1-94	
2	2	مسز کنیز عائشہ سلیم بنت حافظ اللہ بچایا 68 اے ماڈل ٹاؤن ڈی بہاولپور۔	بہاولپور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین۔	بہاولپور	17-1-84	18-1-84	

	1	2	3	4	5	6	7	8
3	3	مس رخسانہ سعید بنت محمد سعید 36 لاج روڈ پرانی انار کلی لاہور -	لاہور	لاہور کالج برائے خواتین	لاہور		17-1-84	19-1-84
4	4	مس الفت طاہرہ بنت عنایت اللہ 603/13 عبانپورہ گوجرانوالہ -	گوجرانوالہ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	منڈی بہاوالدین		17-1-84	1-3-84
5	5	مس حمیدہ بانو دختر محمد سلیمان بلاک نمبر 5 مکان نمبر 29 گلی نمبر 3 خانیوال	ملتان	گورنمنٹ نوینٹ کالج برائے طالبات	انٹر چیچہ وطنی		17-1-84	22-1-84
6	6	مس گل شیرین نقوی بنت سید محمد حمزہ علی نقوی عمر خیام سٹریٹ نمبر 28 مکان نمبر 2 وسن پورہ لاہور-	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	احمدپور ایسٹ		17-1-84	23-1-84
7	7	مس صوفیہ حق بنت عبدالحق 523 - اے سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا -	سرگودھا	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین	گوجرانوالہ		17-1-84	26-1-84
8	8	مس آمنہ ناصرہ بنت چوہدری نذیر احمد مکان	ملتان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	پنڈی گھیب			17-1-94

نمبر 18 گلی نمبر جی ۔
4/9 اسلام آباد ۔

بیالوجی

1	1	مس نجمہ اقبال بنت محمد اقبال خاں معرفت اجمل اینڈ کمپنی گرین مارکیٹ ۔ صادق آباد ۔	رحیم یار خان	گورنمنٹ انٹر کالج لیاقت پور برائے طالبات لیاقت پور	15-3-84
2	2	مس عطیہ حئی بنت سید عبدالحئی ۔ 52 سی ریلوے کالونی ۔ صدر بازار روڈ راولپنڈی چھاؤنی ۔	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج پنڈی گھیب برائے طالبات	15-3-84 9-4-84
3	3	مس شاہدہ کوثر بنت نذیر حسین 40 کے گلستان کالونی فیصل آباد	فیصل آباد	ذوالوجی میں بھی منتخب ہوئی ہے اور اس کی تقرری ذوالوجی کے مضمون میں کی گئی ہے	
4	4	مس نصرت جہاں بنت محمد بشیر زلفی مکان نمبر 10 گلی نمبر 27 محلہ قریشیاں جامو سٹے شاہدرہ لاہور ۔	لاہور	ذوالوجی میں بھی منتخب ہوئی ہے تقرری ذوالوجی کے مضمون میں کی گئی ہے ۔	
5	5	مس سلیمہ شمس بنت شمس الحق 28 شاد باغ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج بھریڑ برائے طالبات ۔	15-3-84

1	2	3	4	5	6	7	8
6	6 مس عارفہ الماس نقوی بنت سید باغ حسین شاہ جھنگی سیداں ڈاکخانہ گولڑہ - راولپنڈی -	راولپنڈی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج	تلہ گنگ	15-3-84		
7	7 مس ریحانہ یاسمین بنت زین العابدین 7/9 اے سوڈیوال کالونی ملتان روڈ لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	گجرات	15-3-84	27-3-84	
8	8 مس بشریٰ قریشی بنت ولائیت خان قریشی بمقام کوٹیاں ڈاکخانہ سرائے عالمگیر گجرات	گجرات	گورنمنٹ انٹر کالج برائے خواتین جہلم	جہلم	10-4-84		
9	9 مس شمع پروین بنت محمد احسان الحق 127- آرمی آفیسر کالونی شیر شاہ روڈ - ملتان چھاؤنی -	ملتان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	چشتیاں	15-3-84		

کیمسٹری

1	2	3	4	5	6	7	8
1	1 مسز طاہرہ ضیاء بنت راجہ عباس علی 63 - سی سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ -	گوجرانوالہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گوجرانوالہ	14-1-84		

2	2	مس صبیحہ اصغر بنت ایس۔ ایم۔ اصغر مکان نمبر 4۔ گلی نمبر 10 بلال گنج لاہور۔	لاہور	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج سانگلہ ہل۔	سانگلہ ہل	14-1-84	11-2-84
3	3	مس رحیم النساء آسیہ بنت عبدالرحیم 266۔ سی سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور۔	بہاولپور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	بہاولنگر	28-1-84	29-1-84
4	4	مس زاہدہ پروین ڈار بنت اللہ دتہ 42۔ ای سمن آباد لاہور۔	لاہور	گورنمنٹ آئی۔ ڈی جنجوعہ انٹر کالج برائے طالبات	لالہ موسیٰ	14-1-84	17-1-84
5	5	مس شفیقہ ستار بنت سید عبدالستار حسین شاہ۔ فارسٹ آفیسر۔ رحیم یار خان۔	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	رحیم یارخان	14-1-84	
6	6	مسز نجف بخاری بنت عاشق حسین منزل 141۔ [illegible] الفیصل ٹاؤن لاہور چھاؤنی۔	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	فتح جنگ	14-1-84	

	1	2	3	4	5	6	7	8
7	7	مسز روبینہ حسین بنت ڈاکٹر محمد حسین 69 ۔ ایف سی II کلبرگ III لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین	قصور	14-1-84	26-1-84	
8	8	مس عشرت سلطانہ بنت احمد حسین 219 ۔ ای رحمان پورہ کالونی لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جہلم	14-1-84	9-2-84	
9	9	مس شاہینہ مسعود مغل بنت مسعود الحسن مغل مکان نمبر 16 ۔ بی ڈھوک پیراں فقیراں ٹمپل روڈ ڈاکخانہ چک لالہ راولپنڈی ۔	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	کہوٹہ	14-1-84	14-1-84	

معاشیات

	1	2	3	4	5	6	7	8
1	1	مس مریم سید بنت محمد سید 785 رضا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن ۔ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	چکوال	21-1-84		

2	2	مس شاهده پروین بنت چوهدری رحمت علی مکان نمبر 36 گلی نمبر 38 شاهین پارک سلطان پوره لاهور ۔	لاهور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جهلم ۔	جهلم	19-2-84	
3	3	مسز شهناز اقبال بنت عبدالقادر مکان نمبر 535 ۔ وارڈ نمبر 6 ۔ دهلی گیٹ ملتان ۔	ملتان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ۔	کوٹ ادو	21-1-84	24-1-84
4	4	مس سمیرا حسن بنت محمد حسن 13 ۔ اے سعدی روڈ ۔ لاهور ۔	بهاولپور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد ۔	لاهور	10-4-84	14-4-84
5	5	مس رشیده بانو بنت عبدالغفور 251 ۔ اے ۔ نیو سمبل روڈ مغلپوره لاهور	لاهور	گورنمنٹ مسلم کالج برائے خواتین ۔	ناروال	21-1-84	
6	8	مس کلثوم اختر بنت منظور احمد مکان نمبر 6 بی 330/II ۔ محلہ عام و خاص ۔ نزد امام باڑه بهاولپور ۔	بهاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ۔	لیاقت پور	21-1-84	23-1-84

1	2	3	4	5	6	7	8
7	12 مس شگفتہ یاسمین بنت تجمل حسین بلاک نمبر 9 - مکان نمبر 72 - ڈی - جی - خان -	ڈیرہ غازیخان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات -	جام پور	21-1-84	23-1-84	
6	15 مس فرزانہ ناھید بنت مفتی محمد فخر الدین - نمبر 143/5 - بی - محلہ فتح خان - بہاولپور -	بہاولپور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین-	بہاولنگر	21-1-84	24-1-84	
9	17 مس رخشندہ اختر جہلم بنت محمد زمان عارف میڈیکل ہال ریلوے روڈ دینہ جہلم -	جہلم	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج منڈی بہاوالدین - بہاوالدین	منڈی	21-1-84	4-2-84	
10	6 مس عذرا پروین بنت محمد حسین مکان نمبر 10 سٹریٹ 55 سردار پورہ اچھرہ لاہور -	لاہور	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج -	وزیر آباد	21-1-84		
11	7 مس مغیرہ جبین بنت نثلو احمد 103 چراغ پارک شاد باغ لاہور -	لاہور	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین -	اوکاڑہ	19-1-84	28-1-84	

1	2	3	4	5	6	7	8
12	9 مس اختوار کوثر بنت سردار محمد چوہان 6 ظہور آفریدی روڈ لاہور چھاؤنی -	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات -	سانگلہ ہل	21-1-84	31-1-84	
13	10 مس بتول گردیزی بنت نذیر حسین گردیزی بیک ہاؤس شاہ گارڈن ملتان -	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین -	وہاڑی	1-2-84	7-2-84	
14	11 مس عارفہ حق بنت عبدالحق 260 ابن سمن آباد لاہور -	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات -	سمندری	21-1-84		
15	13 مس ثمینہ جمول بنت ایس - ایم - جمول مونگا اسٹریٹ نمبر 16 - دیو سماج روڈ سنت نگر - لاہور -	لاہور	گورنمنٹ ٹاؤن کمیٹی انٹر کالج برائے طالبات -	تلہ گنگ	21-1-84		
16	14 مس عذرا فیض بنت فیض محمد 454 شادمان کالونی جیل روڈ لاہور -	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد -	لاہور	21-1-84	21-1-84	

17	16	مس فریدہ پروین بنت عبدالحمید بمقام ڈاکخانہ لوران ضلع گجرات ـ	گجرات	گورنمنٹ انٹر کالج برائے خواتین ـ	گجرات	جلال پور جٹاں ـ	21-1-84	24-1-84
1	18	مس عمرانہ یاسین بنت عبدالواحد مکان نمبر 541 سٹریٹ نمبر 7 گوروناننک پورہ گوجرانوالہ ـ	گوجرانوالہ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ـ	گوجرانوالہ		21-1-84	22 1_94
19	19	مس فرزانہ رفیع بنت محمد رفیع مکان نمبر 733 سی گلگشت کالونی ملتان ـ	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ـ	ملتان	وھاڑی	21-1-84	24-1-84
20	20	مس نسرین ریاض چیمہ بنت ریاض حسن بمقام ڈاکخانہ مریدکے تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ ـ	گوجرانوالہ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ـ	گوجرانوالہ	چنیوٹ	21-1-84	23-1-84
21	21	مس دلشاد انجم بنت محمد شریف ضیا منزل جامکے چیمہ ضلع سیالکوٹ ـ	سیالکوٹ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ـ	سیالکوٹ	سیالکوٹ	21-1-84	26-1-84
22	22	مس شاہین اختر بنت کیپٹن غلام محمد معرفت ملک مسعود الحسن سٹی یونیس پوسٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ ـ	سرگودھا	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ـ	سرگودھا	بھکر	1-2-84	5-2-84

1		2	3	4	5	6	7	8
23	23	مس ناھید الماس بھور محمد اعظم 10-بی جی - او - آر III شادمان کالونی لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹرکالج برائے طالبات	گجرات	5-2-84	26-2-84	
24	24	مسز الماس جواد بنت ایم اے حمید خان 15 شاہ جمال لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات وحدت کالونی	لاہور	21-1-84	21-1-84	
		جغرافیہ						
1	1	مس ارشد بی بی بنت غلام محمد مکان نمبر 17 محلہ نزد امام باڑا جوگیانوالہ بھکر روڈ جھنگ صدر	جھنگ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جڑانوالہ	14-1-84	17-1-84	
2	2	مس شگفتہ نسرین بنت افضل دین 45 فتح شیر کالونی ساھیوال	ساھیوال	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین	خانیوال	14-1-84	14-1-84	
3	9	مس بلقیس بیگم بنت محمد وریام معرفت ایم امیر حسن امیر کالونی جھنگ صدر	جھنگ	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین	کوجرہ	14-1-84	17-1-84	

1		2	3	4	5	6	7	8
4	3	مس طلعت غزالہ بنت اکرام الدین خان مکان نمبر 28 ڈی گلی نمبر 165 چمن پارک باغبانپورہ لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	شیخوپورہ	14-1-84	21-1-84	
5	4	مس نسرین سعدالدین بنت سعدالدین خان عزیز بھٹی شہید روڈ سروے نمبر 366 سیالکوٹ چھاؤنی	سیالکوٹ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	سیالکوٹ	14-1-84	29-1-84	
6	5	مس نذیر دیال بنت دیال مسیح سروے نمبر 366/1 عزیز بھٹی شہید روڈ سیالکوٹ چھاؤنی	ساہیوال	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	شیخوپورہ	14-1-84	24-1-84	
7	6	مس خدیجہ پروین بنت چوہدری فضل دین 45 فتح شیر کالونی ساہیوال	ساہیوال	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	ڈیرہ غازیخان	6-2-84	9-2-84	
8	7	مس شاہدہ قریشی بنت عبدالرشید مکان نمبر 527 ڈی - 1 ہرنامی محلہ - ساہیوال	ساہیوال	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	ڈیرہ غازیخان	14-1-84	17-1-84	

تاریخ

1	1	مس رفعت امین خان بنت محمد امین خان چک نمبر 66 جی بی تحصیل جڑانوالہ ۔ ضلع فیصل آباد	فیصل آباد	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین ۔ حافظ آباد	حافظ آباد	8-3-84	
2	2	مس دردانہ شاہین بنت قاضی محمد ظریف 47 احمد بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ۔ راوی روڈ لاہور	لاہور	31-1-84	11-2-84
3	3	مس میمونہ اعوان بنت پروفیسر نذیر احمد ایڈھاک لیکچرار لاہور کالج برائے خواتین ۔ لاہور ۔	لاہور	لاہور کالج برائے خواتین	لاہور	12-2-84	13-2-84
4	4	مس رفیعہ بیگم بنت محمد رفیع چک نمبر 33 ۔ ایس ۔ بی ۔ تحصیل و ضلع سرگودھا ۔	سرگودھا	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	میانوالی	26-2-84	3-3-84
5	5	مس روبینہ نذر بنت نذر محمد الفرخ کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین۔	گجرات	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	منڈی بہاؤالدین	26-2-84	28-2-84
6	6	مس ثمینہ محمود بنت راجہ محمود خان 210 ۔ اصغر مال حکیم راولپنڈی ۔	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	کہوٹہ	26-2-84	26-2-84

1	2	3	4	5	6	7	8
7	8	مس افشاں کوثر بنت واحد بخش مکان 7 اے بلاک وی ڈیرہ غازیخان -	ڈیرہ غازیخان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	ڈی-جی-خان	26-2-84	1-3-84
8	9	مس شاهین فریدہ بنت آوردار خان فریدی بلاک نمبر 34 - ڈیرہ‌غازیخان	ڈیرہ غازیخان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	جام پور	26-2-84	1-3-84
9	13	مس نگہت شاہین بنت اظہر احمد مکان نمبر 1110 ماچھی نگر کوچہ منگرام بہاولپور	بہاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	صادق‌آباد	26-2-84	28-2-84
10	17	مس مسرت بنت عطامحمد دلشاد 168 سی - اے سرور شہید روڈ ماڈل ٹاؤن بہاولپور -	بہاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	حاصل پور	26-2-84	28-2-84
11	19	مس عفت پروین بنت سید نذیر حسین گیلانی محلہ مبارک پورہ گلی نمبر 4 بہاولپور	بہاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	لیاقت پور	26-2-84	8-3-84

1	2	3	4	5	6	7	8
12	20	مس خورشید بی بی سید راجہ شاہ 153 - بی قذافی پارک گلشن راوی لاہور	جھنگ	گورنمنٹ ایم - سی کالج برائے خواتین	گوجرہ	26-2-84	15-3-84
13	22	مس گلشن آراء بنت ملک اللہ دتا بنگلہ نمبر 1 کینال کالونی نزد صدر پولیس اسٹیشن بہاولپور	بہاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	فورٹ عباس	26-2-84	26-3-84
14	7	مس سنجیدہ کوثر بنت سید عبدل مکان نمبر 3 علامہ اقبال کالونی ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹرکالج برائے طالبات	فتح جنگ	26-2-84	26-2-84
15	10	مس غزالہ شاہین بنت محمد شریف مکان نمبر 32 ایس 6 بی نیو اسلامیہ پارک لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جھنگ	26-1-84	
16	1	مس وقار بٹ بنت سردار علی 11 - ای - بی اینڈ ٹی کالونی سلطان روڈ لاہور -	لاہور	گورنمنٹ ایم - سی کالج برائے خواتین	اوکاڑہ	26-2-84	4-3-84
17	2	مسز فرخ سلطانہ بنت کیپٹن غلام محمد - معرفت محمد حسین لیکچرار فارسی گورنمنٹ کالج مری -	خوشاب	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	بھلوال	26-2-84	5-3-84

1	2	3	4	5	6	7	8
18	14	مس نصرت اقبال بنت محمد اقبال مکان نمبر 389 - بی - 1 - ایس 8 نزد ٹی بی - کلینک ساہیوال	ساہیوال	گورنمنٹ کالج خواتین	برائے ساہیوال	6-2-84	26-2-84
19	5	مس فضیلت غفور بنت عبدالغفور 452 - نواں شہر - ملتان	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	ملتان	6-2-84	28-2-84
20	16	مس یاسمین اقبال بنت حافظ اقبال مکان نمبر 766 گلی نمبر 5- سول لائن گوجرانوالہ -	گوجرانوالہ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	چونیاں	4-3-84	4-3-84
21	18	مس توقیر یاسمین بنت چوہدری محمد جعفر علی مکان نمبر 1 یوسف سٹریٹ 42 نواں کوٹ ملتان روڈ - لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	جلالپور جٹاں	26-2-84	3-3-84
22	21	مس ریحانہ اعوان بنت ملک عبدالسلام - معرفت اے - بی بی او گوجرانوالہ دفتر زراعت نزد کچہری - گوجرانوالہ	فیصل آباد	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گوجرانوالہ	24-3-84	

23	24	مس نگہت شاہین بٹر بنت عطااللہ بٹر 23 ۔اے بہاولپور روڈ ۔ لاہور	گوجرانوالہ گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	شکر گڑھ	26-2-84	1-3-84
24	25	مس بلقیس بانو ڈوگر بنت محمد ڈوگر مکان نمبر 1164 ۔ بی 8 چیچہ وطنی ضلع ساھیوال ۔	شہر ساھیوال گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	بوریوالہ	26-2-84	5-3-84
25	28	مس عذرا پروین بنت محبت شاہ معرفت گورنمنٹ گرلزھائی سکول نمبر 1 ابدالی روڈ ملتان	ملتان گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	علی پور	26-2-84	6-3-84
26	29	مس شمیم اختر بنت رشید احمد معرفت اصغر اینڈ کو کلب روڈ وھاڑی	وھاڑی گورنمنٹ کالج برائے خواتین	وھاڑی	26-2-84	7-3-84
27	31	مس فضیلت سعید بنت محمد سعید 31/ایف/جی/3/6 سٹریٹ نمبر 5 ۔ اسلام آباد	اسلام آباد گورنمنٹ گرلز انٹر کالج برائے طالبات	گوجرخان	26-2-84	21-3-84
28	33	مس رقیہ بیگم بنت غلام حسین معرفت آشیانہ العزیز چوھدری پارک ٹوبہ ٹیک سنگھ	فیصل آباد گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	شور کوٹ	26-2-84	1-3-84

1		2	3	4	5	6	7
29	35	مس بانو فضل الٰہی بنت فضل الٰہی بیرون منوہر محلہ شرقپور شریف (ضلع شیخوپورہ)	شیخوپورہ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	سانگلہ ہل	26-2-84	24-4-84
30	37	مس قیصرہ انجم بنت محمد سعید 239 اے سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا	سرگودھا	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	عیسے خیل	26-2-84	12-3-84
31	39	مس عفت جبین بنت حافظ غلام نبی 79 ریواز گارڈن لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	سیالکوٹ	26-2-84	5-3-84

اسلامیات

1		2	3	4	5	6	7
1	1	مس نگہت بانو ڈار بنت محمد منظور الحق ڈار ۔ ڈار منزل سیشن کورٹ روڈ گوجرانوالہ ۔	گوجرانوالہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گوجرانوالہ	30-1-84	
2	2	مسز صبیحہ خاکوانی بنت عبدالرحیم خان خاکوانی 62۔ اے ماڈل ٹاؤن بی ۔ بہاولپور ۔	بہاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	صادق آباد	30-1-84	31-1-84

3	3	قاریہ پروین اختر بٹ بنت محمد شفیع ۔ ؟ محلہ باغبانپورہ گجرات ۔	گجرات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گجرات	گجرات	30-1-84	
4	4	مسز مسرت پروین بنت لطیف حسین مکان نمبر ای II گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی راولپنڈی ۔	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	کہوٹہ	30-1-84	28-5-84
5	5	مس شگفتہ یاسمین بنت سرفراز خان ۔ مکان نمبر 1500 محلہ فاروق گنج ۔ ریلوے روڈ ننکانہ صاحب ۔	شیخوپورہ	گورنمنٹ گرونانک میموریل کالج (زنانہ یونٹ)	ننکانہ صاحب	30-1-84	7-2-84
6	7	مس نسرین کوثر بنت ملک نذیر احمد مکان نمبر 482 ۔ سی ۔ سٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور ۔	بہاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	کوٹ ادو	30-1-84	1-2-84
7	9	مس رابعہ تسنیم بنت پیر امیر شاہ 182 سی ماڈل ٹاؤن لاہور ۔	جہلم	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	چکوال	30-1-84	
8	14	مس نگہت فاطمہ ولد حاجی احمد علی مکان نمبر بی/177 ریلوے کالونی۔ بہاولنگر ۔	بہاولنگر	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	حاصل پور	30-1-84	7-2-84

1	2	3	4	5	6	7
9 15	مس سامعہ نگار بنت غلام مصطفیٰ مکان نمبر بی - V.I.P - 60 محلہ خورشید آباد مظفرگڑھ -	مظفرگڑھ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	تونسہ	30-1-84	2-2-84
10 21	مسز شفقت نسیم خالد بنت محمد صدیق گلی 4 مزنگ روڈ لاهور -	بہاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	هارون آباد	30-1-84	4-2-84
11 22	مسز جمیلہ خالق بنت شیخ محمد حسین بلاک نمبر 2 مکان نمبر 13 - ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازیخان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	لیہ	30-1-84	11-2-84
12 6	مسز کلثوم بنت رحمت علی حسن سپڈیکر - قلعہ دیدار سنگھ - ضلع گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	شکرگڑھ	30-1-84	2-2-84
13 8	مس نظارت قاضی بنت محمد بشیر قاضی - ڈرگ هاؤس نیا بازار بھلوال	سرگودھا	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	بھلوال	30-1-84	30-1-84

14	10	فردوس صباء بنت سید احمد حسین 2-ب 40 - جی او آر - III شادمان کالونی لاہور -	لاہور	گورنمنٹ کینرڈ کالج برائے خواتین	لاہور	4-2-84	
15	11	مس شاہدہ سلیم بنت محمد سلیم چغتائی 529 - لین - چمن آباد لاہور -	لاہور	گورنمنٹ مسلم کالج برائے خواتین	نارووال	30-1-84	1-2-84
16	12	مس شاہدہ بی بی حلیم بنت محمد یعقوب خطیب اہل حدیث نزد پولیس اسٹیشن گوجرہ -	فیصل آباد	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین	گوجرہ	30-1-84	1-2-84
17	12	مس مسرت پروین بنت تاج دین معرفت ڈاکٹر محمد اسلم نزد مزار تم پور اکبر آباد اورنگ زیب روڈ شالیمار ٹاؤن لاہور - 9	لاہور	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین - اوکاڑہ	اوکاڑہ	30-1-84	5-2-84
18	16	مس منزہ بیگم بنت غلام قادر بمقام گھلیرہ - تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ -	گوجرانوالہ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	شکر گڑھ	30-1-84	5-2-84

1		2	3	4	5	6	7
19	17	مس شاہدہ یاسمین بنت چوہدری شاہ محمد - مکان نمبر 7 گلی نمبر 13 مصطفیٰ آباد - لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج طالبات وحدت کالونی گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات - چونیاں	لاہور چونیاں	30-1-84 28-2-84	
20	18	مس تسنیم کوثر بنت عبدالعزیز 7 - وقف آسٹریلیا بلڈنگ میکلوڈ روڈ - لاہور	لاہور	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین	حافظ آباد	30-1-84	7-2-84
21	19	مس ساجدہ نسرین بنت میاں عبدالحمید بمقام و ڈاکخانہ لوراں - ضلع گجرات -	گجرات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گجرات	30-1-84	31-1-84
22	20	ثریا جبین بنت چوہدری غلام قادر کھجوری ہاؤس اسلام پورہ بالمقابل ڈاکخانہ نارووال	سیالکوٹ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	گوجرخان	30-1-84	29-2-84
23	23	نائلہ ناصر بنت شیخ نصیر الدین 7 شمع کالونی واٹن روڈ - لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	وہاڑی	30-1-84	11-2-84

24	24	مس ثلوت رشید بنت عبدالرشید 312 ۔ ایکس فرید ٹاؤن ساھیوال	ساھیوال	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	وھاڑی	30-1-84	0-2-84
25	27	مس نسرین کوثر بنت غلام دستگیر 10 ۔ اے کاول سٹریٹ اسلامیہ پارک پونچھ روڈ ۔ لاھور	ساھیوال	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جہلم	30-1-84	
26	25	مس غلام زیتون بنت سید رسول معرفت غازی ٹریڈنگ کارپوریشن آر ۔ اے ۔ بازار لاھور کینٹ	جہلم	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	پنڈدادنخان	30-1 84	18-2-84
27	26	مس اطہر نوید بنت مہر انور محمد خان ۔ اختر بلڈنگ سول لائنز جھنگ	جھنگ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جھنگ	29-1-84	4-2-84

لڑکیں

1	1	مس زاھدہ کوثر بنت غلام محمد 10058 نیو گلبرگ پشاور صدر	جہلم	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	چکوال	17-1-84	

1		2	3	4	5	6	7	8
2.	5	مس رفعت شاہین بنت محمد غفاراللہ قریشی - مکان نمبر B-202 علی سٹریٹ فرانڈی ولی محمد میانوالی	میانوالی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	میانوالی	17-1-84	21-1-84	
3	2	مس شمیم تبشیر بنت محمد بشیر ماہرپا مکان نمبر 6 - گلی نمبر 167 چمن پارک - مغلپورہ - لاہور -	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے طالبات	احمد پور الیسٹ	17-1-84	21-1-84	
4	3	مس چاند گل بنت ایم صلاح الدین مکان نمبر 443 اے سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا	سرگودھا	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	بھلوال	17-1-84	17-1-84	
5	4	مس طلعت بیگ بنت عبدالرحمٰن بیگ 95 بڑا نگل روڈ ریلوے پرانی کالونی لاہور -	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	پاک پتن	28-5-64	29-5-84	
6	6	مس فرزانہ شاہین بنت محمد عبداللہ 10 مین بازار - گڑھی شاہو - لاہور -	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	وزیر آباد	28-2-84		

7	7	مس زاهده عرفان بنت محمد اشرف جوگان ۔ اندرون کوٹ رکھو دین خان ۔ قصور ۔	قصور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	ساهیوال	11-2-84	13-2-84
8	8	مس گلشن سلطانه بنت چاند خان مکان نمبر 10 گلی نمبر 10 ۔ گوپی سٹریٹ ۔ رام نگر چوبرجی لاهور ۔	لاهور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	بهاولپور	17-1-84	18-1-84
9	9 9	مس ساجده تحسین بنت انور صادق حسین 142/12 دهلی روڈ صدر بازار لاهور کینٹ	لاهور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	شکرگڑه	17-1-84	17-1-84

پولیٹیکل سائنس

1	1	مس ناصره انور بنت چوهدری محمد انور 355 ایس سٹیلائٹ ٹاؤن بهاولپور	بهاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	هارون آباد	6-3-84	
2	2	مس عابده تنویر بنت قدرت شاه ۔ کنیئرڈ کالج برائے خواتین لاهور	لاهور	گورنمنٹ کنیئرڈ کالج برائے خواتین لاهور	لاهور	20-2-84	21-2-34
3	3	مس طاهره انجم دختر بشیر احمد ارشد 49 اے رحمان پوره کوارٹرز لاهور ۔	لاهور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گجرات	6-3-84	8-3-84

1		2	3	4	5	6	7	8
4	4	مس چمن یاسین بنت رب نواز عقب - جی - پی - او چکوال - ضلع جہلم -	جہلم	—				سو کس میں بھی منتخب ہوئی ہے اور تقرری اسی مضمون میں پنڈ دادنخان کی گئی ہے
5	6	مس نسیم کوثر بنت عبداللہ (سب انجینئیر) 7 بغداد روڈ بالمقابل انٹر کالج بہاولپور	بہاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	صادق آباد	6-3-84		
6	8	مس سلمی بیگم بنت سردار حضور بخش معرفت مسز کنیز فاطمہ طاہرہ - ہیڈ مسٹریس گرلز ہائی سکول جار پور تحصیل لیاقت پور - ضلع رحیم یار خان -	رحیم یار خان					سو کس میں بھی منتخب ہوئی ہے اور تقرری اسی مضمون میں میانوالی میں کی گئی ہے

7	5	مس غزالہ شاہین بنت محمد شریف مکان نمبر 33 گلی نمبر 9 نزد اسلامیہ پارک ۔ لاہور ۔	لاہور	—				سوکس میں بھی منتخب ہوئی ہے اور تقرری اسی مضمون میں شیخوپورہ میں کی گئی ہے ۔
8	7	مس جمیلہ اختر بنت عبدالعزیز خان ۔ لیکچرار پولیٹیکل سائنس گورنمنٹ ایم ۔ سی کالج برائے خواتین ۔ اوکاڑہ ۔	ساہیوال	گورنمنٹ ایم ۔ سی کالج برائے خواتین ۔	اوکاڑہ	8-2-84	13-2-84	
9	9	مس نیلوفر ذکی بنت لیفٹیننٹ کرنل ذکی الدین خان۔199۔ اے۔1 گلبرگ III ۔ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	وہاڑی	6-3-84		
10	10	مس وجیہہ شوکت بنت سید شوکت علی 4 منوھر سٹریٹ شام نگر چوبرجی لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	چکوال	6-3-84		
11	12	مس شاھناز پروین بنت چوھدری محمد شریف امیر ھاوس نمبر 25 سٹریٹ نمبر 4 بنی پورہ آرائیاں باغبانپورہ لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	سیالکوٹ	5-3-84	6-3-84	

	1	2	3	4	5	6	7	8
12	13	مس عذرا جبیں شاہ بنت سید محمد یوسف شاہ معرفت حافظ انور شاہ امام صاحب سیالکوٹ	سیالکوٹ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	سیالکوٹ	6-3-84	12-3-84	
13	14	مس فرحت آرا اعوان بنت بشیر احمد نزد جامعہ مسجد جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	فیصل آباد	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جڑانوالہ	6-3-84		
14	15	مس نائلہ فاروقی بنت محمد ظہورالحق مکان نمبر 6 ـ محلہ مظاہر نرسنگ لاہور	لاہور					سو کس میں بھی منتخب ہوئی ہے اور تقرری اسی مضمون میں کی گئی ہے ۔
15	16	مس حمیدہ قیوم بنت عبدالقیوم لیکچرار ـ پولیٹیکل سائنس لاہور کالج برائے خواتین ۔ لاہور ۔	لاہور	لاہور کالج برائے خواتین	لاہور	4-2-84	6-2-84	
				اردو				
1	1	مس شبیہ خانم بنت چوہدری اعجاز حسین مکان نمبر 76 بلاک نمبر 7 ـ لین نمبر 6 ـ خانیوال	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	خانیوال	14-1-84	14-1-84	

2	2	مس شاهده سلطانه بنت محمد کاظم خان 40 ۔ مین بازار بالائی منزل ، اسلام پوره لاهور	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	پنڈدادنخان	14-1-84	11-2-84
3	3	مس نغمه نواز بنت نذیر احمد ملتان 1370 النواز اوڈل شجاع آباد روڈ ۔ ملتان	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	لیه	14-1-84	23-1-84
4	4	مس حمیده بانو بنت محمد منیر سیالکوٹ لودھی هاؤس ماڈل ٹاؤن ۔ اگوکی سیالکوٹ	سیالکوٹ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	لیاقت پور	14-1-84	16-1-84
5	5	مس نیئر بنت چوهدری محمد منیر سب انجنیئر قادر آباد هیڈ ورکس ڈاکخانه قادر آباد کالونی ضلع گوجرانواله	گجرات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	سیالکوٹ	14-1-84	
6	6	مس عاصمه حفیظ بنت عبدالحفیظ مکان نمبر 8/5 اے رسول لائن (کالان) گوجرانواله	گوجرانواله	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	پسرور	14-1-84	
7	7	مس رابعه یزدانی بنت ایم ۔ اے خان طالب ۔ یزدانی منزل 45 سانده روڈ ۔ لاهور ۔	لاهور	گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن برائے خواتین	لاهور	14-1-84	15-1-84

1		2	3	4	5	6	7	8
8	8	مس نصیرہ بیگم بنت مرزا حبیب احمد مکان نمبر 188-12 حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	گورنمنٹ ماڈل کالج برائے طالبات ماڈل ٹاؤن لاہور	لاہور	22-1-84		
9	9	مس شمع زرین بنت عبدالاحد صدیقی 540 - ڈی سیٹلائٹ ٹاؤن - راولپنڈی	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	مری	14-1-84	1-2-84	
10	10	مس طاہرہ یمین بنت مرزا محمد اعظم مکان نمبر 490 آر - فرید ٹاؤن ساہیوال	ساہیوال	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	وہاڑی	14-1-84	22-1-84	
11	11	مس طاہرہ تسنیم بنت چوہدری علی محمد 15 گل بہار کالونی گلی نمبر 5 ستیانہ روڈ فیصل آباد	فیصل آباد	گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد	فیصل آباد	14-1-84	17-1-84	
12	12	مس شبانہ جوہان بنت وحمت علی مل مینجر سرگودھا ٹیکسٹائل ملز سرگودھا	سرگودھا	گورنمنٹ کالج برائے طالبات	سرگودھا	14-1-84	12-2-84	
13	13	مس خاور تحسین فاطمہ بنت ملک محمد سعید احمد 81 - میر حسین روڈ - ماڈل ٹاؤن سیالکوٹ	سیالکوٹ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے خواتین	سیالکوٹ	14-1-84		

14	14	مس شہناز فاطمہ بنت غلام ربانی 147 سی-سمن-آباد فیصل آباد	فیصل آباد	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	شورکوٹ	25-1-84	25-1-84
15	15	مس خالدہ پروین بنت چوہدری محمد اسلم مکان نمبر 19 گلی نمبر 1 آصف بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	سیالکوٹ	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	گوجرانوالہ	14-1-84	7-2-84
16	16	مس شہناز کوثر بنت علی محمد مکان نمبر 10-اویس قرنی سٹریٹ نمبر 8 داتا نگر بادامی باغ لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	سانگلہ ہل	14-1-84	19-1-84
17	17	مس شاہین فردوس بنت محمد حسین ای/1848 وچھو والی اندرون شاہ عالم مارکیٹ رنگ محل, لاہور 8	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات راوی روڈ	لاہور	14-1-84	17-1-84
18	18	مس بشرہ شبیلہ بٹ بنت حبیب اللہ بٹ پریم سٹریٹ نمبر 16- دل محمد روڈ لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	گجرات	2-3-84	4-2-84

ریاضی

1		2	3	4	5	6	7	8
1	1	مس طاہرہ نسرین بنت چوہدری محمد عبداللہ بگٹر فیروز والا ضلع گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جڑانوالہ	14-1-84	17-1-84	
2	2	مس تحسین شاہدہ بنت محمد صادق بھٹی عزیز آباد ریلوے روڈ گجرات	گجرات	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	گجرات	14-1-84	15-1-84	
3	5	مس صفیہ شاہین بنت عبدالرحمن خان مکان نمبر 4 بلاک نمبر 16 ڈیرہ غازیخان	ڈیرہ غازیخان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	جام پور	14-1-34	23-1-84	
4	6	مس ثمیرہ یاسمین بنت نذیر احمد کوئین میری کالج - لاہور	جھنگ	کوئین میری کالج لاہور	لاہور	13-2-84	13-2-34	
5	3	مس فرزانہ فیض گیلانی بنت فیض الرحمن گیلانی - 6 برلاس سٹریٹ وحدت لنک روڈ - لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	میانوالی	14-1-84	16-1-84	

6	4	مس شاهین حسن بنت محمد حسن ساهیوال چک نمبر L-185/9 ضلع ساهیوال	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	سمندری	14-1-84	16-1-84
7	7	مس عابدہ سلطانہ بنت سجاد حسین مکان نمبر بی بی 689/بی عیدگاہ سٹریٹ نمبر 6 - اصغر مال راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	فتح جنگ	14-1-84	28-1-84
8	8	مس جبین حق بنت حافظ عبدالحق لاهور 724 - بی - نونهال سٹریٹ اندرون موری گیٹ - لاهور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	سانگلہ هل	14-1-84	22-1-84

هوم اکنامکس

1	1	مس نیلم امام بنت حیات ظفر ملتان 9/37 - سرور روڈ لاهور چھاؤنی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	ملتان	17-1-84	19-1-84
2	2	مس رضوانہ حمید بنت عبدالحمید بھٹی سرگودھا 1 - سی - سٹلائٹ ٹاؤن - سرگودھا	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گورنمنٹ کنیرڈ کالج - لاهور	سرگودھا	17-1-84 4-2-84	18-1-84
3	3	مس شگفتہ کنلر بنت محمد صادق سیالکوٹ خان 6 - ایف - گلبرگ II - لاهور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	تلہ گنگ بھائیہ راولپنڈی	17-1-84	

1		2	3	4	5	6	7	8
4	4	مس شمیم اختر بنت احمد سعید ایڈمن آفیسر سی-ایم-ای-ایس (آرمی) لاہور چھاونی	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	سیالکوٹ	17-1-84	28-1-84	
5	5	مس طلعت پروین برلاس بنت میجر نذیر احمد ـ 7 ـ کارج کارنر اپر مال لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	راوی روڈ لاہور	17-1-1984 4-2-84	14-2-84 ـ	
6	6	مس نصرت عنائت بنت حاجی عنائت اللہ اے-6-سٹاف ریزیڈنس سروس ہسپتال جیل روڈ ـ لاہور	ساھیوال	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	چشتیاں	17-1-64		
7	7	مسز خالدہ پروین بنت خورشید عالم 23 ـ کے ـ III ـ ماڈل ٹاؤن لاہور	سرگودھا	گورنمنٹ جوہر انٹر کالج برائے طالبات جوہر آباد	جوہر آباد	19-1-84	22-1-84	
8	8	مس نصرت اسلام بنت میجر اختر اسلام ـ مکان نمبر 79 بلاک 33 سرگودھا ـ	سرگودھا	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	سرگودھا	17-1-84	18-1-84	

فارسی

1	1	مس رضوانہ کوثر بنت چوھدری لاھور غلام رسول - مکان نمبر - 7 اے - عمر سٹریٹ نمبر 17 قصور پورہ راوی روڈ - لاھور	گورنمنٹ کالج برائے بہاولپور خواتین	18-2-84	20-2-84
2	3	مس فاطمہ ظہیر بنت عبدالرشید لاھور مکان نمبر 3 - ٹینکی سٹریٹ سوڈھی وال کوارٹر ملتان روڈ لاھور	گورنمنٹ گرونانک ننکانہ صاحب میموریل کالج (زنانہ	84- 9-	5-3-84
3	3	مس نسیم کوثر (شاھدہ) بنت لاھور محمد یعقوب - مکان نمبر 6 گلی نمبر 4 دیو سماج روڈ - لاھور رام نگر -	گورنمنٹ انٹر کالج گجرات برائے طالبات -	1-3-84	5-3-84
4	4	مس مصباح یاسمین بنت لاھور عبدالرب قریشی 6 - 1 - اے بلاک - علامہ اقبال ٹاؤن - لاھور	گورنمنٹ کالج آف لاھور ایجوکیشن	6-1-84	30-1-84

سوکس

1	1	مس امت السمیع بنت عنایت اللہ سیالکوٹ مکان نمبر 1375 - ڈاکخانہ سمبڑیال - ضلع سیالکوٹ -	گورنمنٹ انٹر کالج پسرور برائے طالبات -	3-84- 1	—

1	2	3	4	5	6	7	8
2	2 مسز حمیرہ انجم بنت تاج محمد خان لودھی 20 - اے سیٹلائٹ ٹاؤن - بہاولپور -	بہاولپور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات -	لیاقت پور	12-3-84	14-3-84	
3	3 مس نائلہ فاروقی بنت محمد ظہور الحق مکان نمبر 6 - محلہ مڈاہر - مزنگ لاہور -	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد	لاہور	18-12-83	—	
4	4 مس سلمہ بیگم بنت سردار ظہور بخش خان - معرفت مسز کنیز فاطمہ خان زہرا - ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول خان پور - تحصیل لیاقت‌پور ضلع رحیم یار خان-	رحیم یار خان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	میانوالی	9-2-85	22-2-84	
5	13 مس شگفتہ سلیم بنت چوہدری محمد سلیم - الفضل ٹیکسٹائل - سمال انڈسٹریز اسٹریٹ - بہاولپور	بہاولنگر	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج	چشتیاں	11-3-84		

6	15	مسز صفورہ خانم بنت محمد نعمت اللہ راٹھور - جونیئر منیجر - لیور برادرز پاکستان لمیٹڈ رحیم یار خان -	رحیم یار خان	گورنمنٹ انٹر کالج احمد پور برائے طالبات -	12-3-84		
7	16	مس چمن یاسمین بنت رب نواز عقب - جی او - چکوال ضلع جہلم -	جہلم	گورنمنٹ انٹر کالج پنڈ دادن خان برائے طالبات -	12-3-84		
8	18	مس شاہدہ نسرین بنت حافظ گل محمد خان کھوسہ - بلاک نمبر ایس - ڈیرہ غازی خان -	ڈیرہ غازی خان	گورنمنٹ کالج وہاڑی برائے خواتین	12-3-84	20-1-84	
6	5	مس طاہرہ انجم بنت بشیر احمد ارشد 46/A رحمان پورہ - لاہور	لاہور	—			پولیٹیکل سائنس میں بھی منتخب ہوئی ہے اور اسی مضمون میں تعیناتی کی گئی ہے -

1	2	3	4	5	6	7	8
10	6 مس حمیدہ اختر بنت عبدالعزیز خان مکان نمبر ڈی - 1 - 3 - ایس - 47 - اے بلاک - اوکاڑہ -	ساھیوال					پریکٹیکل سائنس میں بھی منتخب ہوئی - اور اسی مضمون میں تعیناتی کی گئی ہے -
11	7 مسٹر عابدہ تنویر بنت قدرت شاہ - 2/6 - اے رحمان پورہ - لاہور -	لاہور	—				ایضاً
12	8 مس رخسانہ افضال بنت افضال حسین شاہ معرفت افضال حسین بٹ 416 - اے - رحمان پورہ - لاہور	لاہور	گورنمنٹ گرلز کالج راوی روڈ - لاہور		21-3-84	24-3-84	

13	9	مس رشیدہ ظفر بنت ظفر اقبال احمد 626 ڈی ۔ پیپلز کالونی فیصل آباد ۔	فیصل آباد	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	فیصل آباد	11-3-84	12-3-84	
14	10	مس وجیہہ شوکت بنت سید شوکت علی 4 ۔ منوہر سٹریٹ شام نگر چوبرجی ۔ لاہور ۔	لاہور					پولیٹیکل سائنس میں بھی منتخب ہوئی ہے اور اسی مضمون میں تعیناتی کی گئی ہے ۔
15	11	سیدہ خورشید فاطمہ بنت سید ابو علی شاہ مکان نمبر 90 ۔ ایے ۔ لین نمبر 3 بلاک نمبر 11 خانیوال ضلع ۔ ملتان	ملتان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	حاصل پور	12-3-84	—	
16	12	مس غزالہ شاہین بنت محمد شریف مکان نمبر 32 گلی نمبر 6 بی نزد اسلامیہ پارک ۔ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	فیروز والا ضلع شیخو پور	12-3-84	9-4-84	
17	14	مس غزالہ بشیر بنت محمد بشیر سٹریٹ نمبر 3 نوری پارک لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	سیالکوٹ	12-3-84		

1		2	3	4	5	6
18	17	مس صداقت افتخار قریشی بنت محمد افتخار قریشی ـ مکان نمبر 9 نواز سٹریٹ چوہان روڈ ـ کرشن نگر ـ لاہور ـ	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج شورکوٹ برائے طالبات	12-3-84	
19	19	مس قیصرہ بھٹی دختر محمد یعقوب بھٹی ـ مکان 23 ا41 شاہ جہان سٹریٹ نمبر 6 نبی پورہ ارائیاں ـ باغبانپورہ لاہور ـ	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساہیوال	11-3-84	
20	17	مس فرحت آراء اعوان بنت بشیر احمد نزد جامع مسجد جڑانوالہ ـ ضلع فیصل آباد ـ	فیصل آباد	— —	— —	پولیٹکل سائنس میں بھی منتخب ہوئی ہے اور اسی مضمون میں تعیناتی کی گئی ہے ـ

ذوالوجی

1	1	مس نجمہ اقبال بنت محمد اقبال خان معرفت اجمل اینڈ کمپنی گرین مارکیٹ صادق آباد ۔ ضلع رحیم یار خان ۔	رحیم یارخان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	رحیم یارخان	14-1-84	16-1-84
2	2	مس شاہدہ کوثر بنت نذیر حسین 60 کے ۔ گلستان کالونی فیصل آباد	فیصل آباد	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	سرگودھا	14-1-84	15-1-84
3	3	مس سلیمہ شمس بنت شمس الحق مکان نمبر 16 ۔ تیمور سٹریٹ نمبر 44 ڈاکخانہ چاہ میران ۔ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ کینئرڈ کالج برائے خواتین	لاہور	14-1-84	22-1-84
4	4	مس نصرت جہاں بنت محمد بشیر صوفی مکان نمبر 10 ۔ گلی نمبر 27 ۔ محلہ قریشیاں چھا موڑ شاہدرہ لاہور ۔	لاہور	کوئین میری کالج ۔ لاہور گورنمنٹ کالج برائے خواتین	لاہور جہلم	14-1-84 25-3-84	9-2-84

1	2	3	4	5	6	7	8
5	5	مس شمع پروین بنت محمود انعام الحق - 127 - آر،ی آفیسر کالونی شیر شاہ روڈ - ملتان چھاؤنی -	ملتان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	احمد پور ایسٹ	14-1-84	23-1-84
6	6	مس فرخندہ ملک بنت ملک فضل الہی - مکان نمبر 11 سٹریٹ نمبر 56 - اسلام پورہ لاہور -	لاہور	گورنمنٹ مسلم کالج برائے خواتین	نارووال	14-1-84	

نفسیات

1	2	3	4	5	6	7	8
1	1	مس نزہت حیدر بنت فضل الدین حیدر - 55 شادمان لاہور -	لاہور	لاہور کالج برائے خواتین لاہور	لاہور	16-1-84	26-1-84
2	2	مس رفعت پروین بنت چوہدری محمد صدیق - 11 ارجن سٹریٹ آریہ نگر - پونچھ روڈ لاہور -	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	فتح جنگ	16-1-84	

3	3	مس فریدہ یاسمین بنت محمد حسین کمرہ نمبر 124 - گرلز ہاسٹل نمبر 1- نیو کیمپس -	گوجرانوالہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرانوالہ	16-1-84	
4	4	مس مسعودہ عظمت ہاشمی بنت فضل قیوم قاضی 4 این - چوبرجی کوارٹرز - لاہور -	ملتان	گورنمنٹ انٹر کالج جونیاں برائے طالبات	16-1-84	
5	5	مس روبینہ تسنیم بنت اللہ دتہ مکان نمبر 2 گلی نمبر 3 محلہ امرتسری مغل پورہ - لاہور -	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم	16-1-84	23-1-84
6	6	مس فرزانہ بشیر بنت شیخ بشیر احمد 15 فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گجرات	24-1-84	
7	7	مس ساجدہ بانو بنت خلیفہ علاوالدین 1-اے 208 النور روڈ لاہور چھاؤنی -	لاہور	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین اوکاڑہ	16 1.84	21 1-84

1	2	3	4	5	6	7	8
8	8	مس نصرت نواز بنت محمد نواز خان 276 بی اے ا- گلبرگ تھرڈ لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	اٹک	16-1-84	6-2-84
9	9	مس کوثر لطیف بنت عبدالطیف پاشا 30 عمر روڈ اسلام پورہ لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جھنگ	جھنگ	16-1-84	1-2-84
10	10	مس روبینہ ذکا اللہ بنت چوہدری عبدالمجید ۔ بمقام و ڈاکخانہ سگہوال مغربی تحصیل و ضلع گجرات	گجرات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جہلم	16-1-84	11-2-84
11	11	مس خدیجہ رضوی بنت سید اسد علی رضوی 109 سی نیو مسلم ٹاؤن لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گجرات	16-1-84	24-1-84
12	12	مس روبینہ ناز بنت محمد شریف لاہور گلزار 58-ڈی سٹریٹ نمبر 4 مسلم روڈ سمن آباد لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے طالبات۔	سیالکوٹ	16-1-84	24-1-84

13	13	مس عفت زاہدہ بنت علی حسین شاہد ۔ 19 ایف بی۔ وحدت کالونی ۔	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ۔	پسرور	17-1-84	
14	14	مس صادقہ ناصر بنت ناصر احمد خان۔ 38/124 شاداب کالونی علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ انٹرکالج برائے طالبات	جلال پور جٹاں	16-1-84	
15	15	مس صوبیہ ظہیر بنت ڈاکٹر ظہیر حسین شاہ 27/70 نوراللہ کالونی عقب لائرک سینما لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	راولپنڈی	16-1-84	

ایجوکیشن

1	1	خالدہ پروین بنت مرزا مہران بخش معرفت نیشنل اسلامیہ ہاؤس ۔ نزد بازار بھلوال ضلع سرگودھا	سرگودھا	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	سرگودھا	21-1-84	9-2-84
2	2	مس شاہناز پروین بنت ڈاکٹر بشیر احمد قریشی 4586۔ اندھی کھوئی ۔ چوک بازار ۔ ملتان	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	بہاولپور	21-1-84	25-1-84

	1	2	3	4	5	6	7	8
3	3	مس فرزانہ شاھین بنت محمد یوسف مسلم گنج - کامونکے ضلع گوجرانوالہ ۔	گوجرانوالہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	بہاولنگر	21-1-84		
4	6	مسز فرزانہ قدوس بنت منظور حسین مکان نمبر 69 بلاک نمبر 14 ڈیرہ غازی خان۔	ڈیرہ غازیخان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	ڈیرہ غازی خان	21-1-84	23-1-84	
5	8	مس فرزانہ انجم نیازی بنت خان احمد خان نیازی تحصیلدار ہاؤس، ڈاکخانہ موسیٰ خیل - ضلع میانوالی	میانوالی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج	عیسیٰ خیل	21-1-84	16-1-84	
6	10	مس فرحت مظلوم ھمدانی بنت سید مظلوم حسین - مکان نمبر 82 - کمال آباد راولپنڈی چھاؤنی -	جہلم	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج	پنڈ دادن خان	21-1-84	23-1-84	
7	4	مسز نسیم صادق بنت غلام صادق سیالکوٹ چک نمبر 45 12 ایل چیچہ وطنی	سیالکوٹ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	ساہیوال	21-1-84	21-1-84	

8	5	مسز پروین اکرام باری بنت شیخ محمد اسماعیل - بلاک نمبر 16 برکت منزل - ڈیرہ غازی خان -	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج وحدت کالونی	لاہور	21-1-84	31-1-84
9	7	مسز سعید اقبال بنت چوہدری اقبال محمد 1512 لے رسول پورہ اکبر روڈ - ملتان	سرگودھا	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج	بوریوالہ	5-2-84	13-2-84
10	9	مس روزینہ کوثر بنت غلام حسین محلہ گڑھا - گلی نمبر 2 منڈی بہاؤالدین		گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گجرات	21-1-84	23-1-84
11	12	مس رحیلہ عالیہ بنت میرزا نواز مرزا 72 جامع سٹریٹ - رائے ونڈ -	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طلبات	ڈسکہ	21-1-84	18-2-84
12	13	مس فائزہ پیرزادہ علی اکبر بنت پیرزادہ علی اکبر مکان نمبر 4 گلی نمبر 70 سلطان آباد روڈ اچھرہ لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	سیالکوٹ	21-1-84	15-2-84
13	11	مس زہرہ خاتون بنت سردار خان بلاک -ک- مکان نمبر 73 ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	جام پور	21-1-84	23-1-84

1		2	3	4	5	6	7	8
14	14	مس عذرا پروین بنت چوھدری بشیر احمد۔ چک نمبر 521۔ ٹی۔ڈی۔اے براستہ ڈیرہ دین پناہ۔ تحصیل کوٹ ادو۔ ضلع مظفر گڑھ۔	مظفر گڑھ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج راجن پور راجن پور۔		84-1-28		
		فائن آرٹس						
1	2	مس شمع بشیر بنت بشیر احمد بالمقابل۔گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ جہلم ۔	جہلم	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جہلم	84-1-21	84-1-22	
		فلاسفی						
1	1	مس شاھین اللہ دتا بنت چوھدری اللہ دتا ۔ 41 ۔ دیوان کالونی ۔ موڑ سمن آباد ۔ لاھور۔	سیالکوٹ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گوجرانوالہ	84-1-18	84-2-1	
		انگریزی						
1	1	گل نایاب بنت اقبال حسین خان نوملی فلیٹ نمبر 4 موکٹ ھاؤس ۔ بہاولپور ۔	بہاولپور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	بہاولپور	84-1-25	84-1-26	

2	3	مس تخلیق ربی بنت خواجہ اسمعیل گلی نمبر 74 - جی-بی- جڑانوالہ ۔	فیصل آباد	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ۔	جڑانوالہ	25-1-84	28-1-84
3	4	مس تحسین فضل بنت پروفیسر فضل مسیح کرسچن ٹاؤن سیالکوٹ ۔	سیالکوٹ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج	سیالکوٹ	25-1-84	2-2-84
4	5	مسز صبا رضا بنت ریاض علی شاہ 16/15 این سمن آباد لاہور۔	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد	لاہور	24-1-84	25-1-84
5	9	مس نوشابہ کوثر بنت چوھدری عبداللطیف 7 - کینال کالونی بہاولپور ۔	رحیم یارخان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	بہاولپور	27-2-84	4-3-84
6	7	مسز کوثر قریشی بنت غلام غوث قریشی مکان نمبر 20- گلی نمبر 10 مسلم پورہ سانده کلاں لاہور ۔	سیالکوٹ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	سیالکوٹ	25-1-84	
7	8	مس نزہت یاسمین بنت ڈاکٹر مہر عبدالحق 25-26 بی- شادمان کالونی ۔بہاولپور روڈ ملتان ۔	ملتان	گورنمنٹ ایم-سی-کالج برائے خواتین	خانیوال	25-1-84	

1	2	3	4	5	6	7	8
8	9 مس عفت ریحانہ بنت عبدالباری 333 بی۔لالہ رخ۔واہ کینٹ ۔	راولپنڈی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	جہلم	20-2-84	25-2-84	
9	20 مس شاہدہ رشید بنت محمد عبدالرشید بعبل فاروق منزل ۔ بالمقابل ہیلتھ سنٹر۔چکوال ۔	جہلم	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	چکوال	25-1-84		
10	21 مس مسرت قادر بنت غلام قادر۔ مکان نمبر 2/2۔ مہاجر کالونی۔ ہارون آباد ۔	بہاولنگر	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	ہارون آباد	25-1-84	26-1-84	
11	29 مس قدسیہ شاہین بنت جان محمد بھٹی ۔ کلاتھ ہاؤس ۔ بلاک نمبر 7 ڈیرہ غازی خاں ۔	ڈیرہ غازی خان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	خانیوال	28-1-84	28-1-84	
12	40 مسز آمنہ بی بی رحمان بنت عبدالحئی مکان نمبر بی - 788/1 محلہ چڑی مار ۔ بہاولپور	بہاولپور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	بہاولپور	5-1-84	26-1-84	
13	41 مس تنزیل فرحان بنت عبدالموشی الموشی ۔ محلہ کمہاراں ۔ بہاولپور	بہاولپور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	بہاولپور	25-1-84	29-1-84	

14	10	مسز شگفتہ موید مرزا بنت عبدالموید بیگ، معرفت ثاقب منصور انصاری آفیسر میس - پی - اے ایف سرگودھا بیس	ملتان	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات	تلہ گنگ	20.2.84	15-3-84
15	11	مسز گلنار زیدی - بنت حسن عباس زیدی - 190 - اے - شادمان - II لاہور	ایس لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گوجرانوالہ	12-2-84	
16	12	مسز کنول شہناز بنت غلام مصطفیٰ - بیرون گیٹ 2226 - شاہ رسول روڈ ملتان	حافظ ملتان حرم	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	لیہ	25-1-84	21-2-84
17	13	مس رابعہ شاھین بنت محمد عبدالقیوم محمد - لکڑ منڈی - انجم روڈ وزیر آباد	صوفی گوجرانوالہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	گجرات	25-1-84	
18	14	مسز شہناز رشید بنت احمد - ھاؤس نمبر 2 - اے تہران سٹریٹ نمبر 8 - چوک ناخدا وسن پورہ لاہور	نصیر لاہور	گورنمنٹ اسلامیہ کالج قصور برائے خواتین قصور		25-1-84	25-1-84

19	15	مس تسنیم انجم بنت محمد یاسین ۔ 28 ۔ ایف سی کالج کیمپس ۔ لاہور	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات جنیوٹ	25-1-84	1-2-84
20	16	مس زبیدہ خانم بنت رائے ارشاد علی خان ۔ 21 ٹیپو سلطان کالونی نزد سبزی منڈی ۔ ملتان	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان	25-1-84	27-1-84
21	17	مس سعدیہ تصدق بنت مرزا تصدق رسول چغتائی ۔ مکان نمبر 664 اندرون بہار گیٹ ملتان	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان	25-1-84	27-1-84
22	18	مس تبسم ارشد بنت محمد ارشد خان ۔ مکان نمبر 2131 ۔ بی غلام محمد آباد کالونی ۔ فیصل آباد	سرگودھا	گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد	25-1-84	28-1-84
23	19	مس خالدہ پروین بنت محمد شفیق الرحمن 1374 اے 21 قدیر آباد ملتان	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان	11-2-84	14-2-84
24	22	مس شاہناز پروین بنت عبدالتواب 4-جے ماڈل ٹاؤن لاہور	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلبرگ لاہور	25-1-84	26-1-84

25	23	مسز نواض مسعود بنت سید رحمت ستار شاہ گلی نمبر 4 محلہ امیر پارک ڈی سی روڈ ۔ گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	گورنمنٹ گرلز کالج طالبات	گوجرانوالہ	25-1-84	25-1-84
25	24	مس نیلوفر سعید بنت آغا سعید الدین سعید 5 منوہر سٹریٹ نکلسن روڈ ۔ لاہور	لاہور	گورنمنٹ آئی۔ڈی۔ جنجوعہ گرلز انٹر کالج لالہ موسیٰ	لالہ موسیٰ	25-1 84	28-1-84
27	25	مس ثمینہ اسلم خان بنت محمد اسلم خان ۔ 101 اے ۔ نیو مسلم ٹاؤن ۔ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین ۔ کوپر روڈ ۔	لاہور	25-1-84	31-1-84
28	26	مس شگفتہ نسرین سلیمی بنت محمد منشا سلیمی ۔ سلیمی منزل گلی نمبر 3 ۔ اسماعیل ضیا کالونی شاہ بہادر روڈ نزد عید گاہ ۔ ملتان	ملتان	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	ساہیوال	25-1-84	25-1-84
29	27	مس نیلم نصرت بنت نصراللہ خان ۔ 128-بی-سیٹلائٹ ٹاؤن ۔ گوجرانوالہ ۔	گوجرانوالہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔	گوجرانوالہ	25-1-84	
30	28	مسز فوزیہ حسین بنت عبدالجلیل خ-ین ۔ 37 ودیالہ سٹریٹ ۔ راجگڑھ روڈ لاہور ۔	لاہور	کوئین میری کالج لاہور ۔	لاہور	25-1-84	28-1-84

1	2	3	4	5	9	7	8
31	30	مس راحت جبین بنت ایم۔بشیر کھوکھر۔قلعہ کالر والا ۔ ضلع سیالکوٹ ۔	سیالکوٹ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔	گوجرانوالہ	25-1-84	
32	31	مس کوثر شاھین بنت چوھدری حبیب اللہ ۔ ستیانہ بنگلہ ۔ تحصیل جڑانوالہ ۔ ضلع فیصل آباد۔	فیصل آباد	گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد ۔	فیصل آباد	25-1-84	28-1-84
33	32	مس فوزیہ غازی بنت فضل الرحمٰن غازی-10سی سیٹلائٹ ٹاؤن ۔ سرگودھا ۔	سرگودھا	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔	سرگودھا	25-1-84	26-1-84
34	33	مس تنویر اختر بنت محمد رفیق مکان نمبر 769 ۔ ڈی سٹریٹ اسلام پورہ نزد لاری اڈہ شرق پور ۔ ضلع شیخوپورہ ۔	شیخوپورہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔	شیخوپورہ	25-1-84	1-2-84
35	34	مس مسرت اقبال بنت حافظ محمد اقبال مکان نمبر 647۔ گلی نمبر 5 ۔ رسول لائنز ۔ گوجرانوالہ ۔	گوجرانوالہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔	گوجرانوالہ	25-1-84	

36	35	مس روبینہ حنیف بنت محمد حنیف 7 ۔ کینال پارک ۔ گلبرگ ۔ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔	فیصل آباد	11-2-84	
37	36	مس یاسمین کوثر بنت مرزا محمد خان 23۔ڈی سیونتھ روڈ۔سیٹلائٹ ٹاؤن۔راولپنڈی ۔	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ۔	فتح جنگ	25-1-84	
38	37	مس نسیم زوحی بنت شیخ عبدالصمد 105 ۔ نیوسمن آباد ۔ لاہور نمبر 25 ۔	لاہور	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین ۔	لاہور کینٹ	25-1-84	25-1-84
39	38	مس عفت ممتاز بنت ممتاز احمد گلی نمبر 65 ۔ اندر نگر بسطامی روڈ ۔ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ۔	وزیر آباد	25-1-84	25-1-84
40	39	مس نیلوفر شاہین بنت ایم اے رحیم مکان نمبر 33 ۔ ماؤنٹ ویو ظفر علی روڈ سیالکوٹ چھاؤنی ۔	سیالکوٹ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیالکوٹ ۔	سیالکوٹ	25-1-84	
41	42	مس آسیہ قمر بنت ایس رسول شاہ مکان نمبر 33 گلی نمبر 21 گنج مغلپورہ لاہور ۔	لاہور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین کا غباتپورہ ۔	لاہور	25-1-84	

	1	2	3	4	5	6	7	8
42	43	مس لبنیٰ ظفر بنت خواجہ محمد ظفر 22 6/1 وبشنو سٹریٹ نمبر 127 کوچا نسبت روڈ لاہور -	لاہور	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین - قصور -	قصور	25-1-84	4-2-84	
43	44	مسز نویدہ مسعود بنت شیخ احسان کریم - مکان نمبر 21 سٹریٹ نمبر 41 ایف 17 - اسلام آباد -	راولپنڈی	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات -	کہوٹہ	25-1-84	25-1-84	

پاکستان اسٹڈیز

	1	2	3	4	5	6	7	8
1	1	مس نذرئین اختر بنت خواجہ فیض رسول مکان نمبر 73 - آئی عالم خان روڈ - چھاچھی محلہ راولپنڈی -	راولپنڈی	گورنمنٹ وقار النساء کالج برائے خواتین	راولپنڈی	16-1-84	24-1-84	
2	2	مسز فاخرہ تحسین بنت چوھدری محمد عبداللہ 490 - اے غلام محمد آباد کالونی - فیصل آباد -	فیصل آباد	گورنمنٹ کالج برائے خواتین	فیصل آباد	16-1-84	18-1-84	
3	3	مسز تسلیم کوثر بنت محبوب عالم 40 عبدالکریم روڈ - قلعہ گوجر سنگھ - لاہور -	سرگودھا	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین - اوکاڑہ	اوکاڑہ	16-1-84	22-1-84	

سوشل ورک

1	1	مسز ماہ لقا یوسف حسین 72 ٹکلسن روڈ لاہور -	لاہور	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات -	سانگلہ ہل	14-1-84	28-1-84
2	2	مبشرہ سلیم بنت محمد سلیم احمد شوگر کین ایگرانومسٹ انگری کلچرل ریسرچ اسٹیشن - بہاولپور -	بہاولپور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین -	بہاولنگر	14-1-84	25-1-84

سوشیالوجی

2	2	مس تنویر خالدہ بنت غلام قادر - مکان نمبر 359 محلہ تیلیانوالہ - ساہیوال -	ساہیوال	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج	بوریوالہ	14-1-84	17-1-84
1	1	مسز معزہ سلیم بنت غلام رسول معرفت میر سلیم اقبال آفیسر کمانڈنگ جانباز ٹریننگ کیمپ 180 چکوال ضلع - جہلم -	فیصل آباد	گورنمنٹ کالج برائے خواتین چکوال	چکوال		14-1-84

گوشوارہ ب

لاہور کے کالجوں میں معتمد محکمہ تعلیم اور ناظم تعلیمات عامہ (کالجز) نے جن خواتین لیکچرار تعنیاتیاں کیں ان کے کوائف

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
نمبر شمار	نام امیدوار ضلع بمعہ مضمون سکونت	آیا تعیناتی کے احکام معتمد محکمہ تعلیم نے جاری کئے یا ناظم تعلیمات عامہ نے	تعیناتی کے حکم کا نام اور نمبر اور تاریخ	کالج کا نام اور مقام	ملازمت شروع کرنے کی تاریخ	اصل حکم نامہ تقرری کے بعد میں تنسیخ کی تاریخ	دوسرے حکمنامہ میں تعیناتی کالج ومقام	معتمد محکمہ تعلیم کی طرف سے کالم نمبر 3 میں مذکورہ اصل حکم نامہ بحال کرنے کے بارے میں جاری کردہ حکم نامہ کا نمبر اور تاریخ	کالم نمبر 7 مذکورہ تنسیخ اور بعد میں بحالی کس بنا پر کی گئی -
1	مسز صباء رضا - (انگریزی) لاہور	ناظم تعلیمات عامہ	II اے 4990-97 مورخہ 24-1-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - سمن آباد - لاہور -	27-1-84	12-3-84	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین - فیصل آباد	—	—

2	مس ثمینہ اسلم - (انگریزی)	لاہور	ایضاً	(2)-a-11 5106-13 مورخہ 25-1-84	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین - کوپر روڈ - لاہور -	31-1-84	28-2-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - شیخوپورہ	—	زیر غور ہے
3	مسز فوزیہ میر (انگریزی)	لاہور	ناظم تعلیمات عامہ ایڈمن	11 (2)21-29-512 مورخہ 25-1-84	کوئین میری کالج - لاہور -	28-1-84	28-2-84	گورنمنٹ (ایم - سی کالج برائے خواتین - گوجرہ -		
4	مس پروین اکرام باری (ایجوکیشن)	لاہور	ایضاً	(2)-11 56 - 4249 ایڈمن مورخہ 21-1-84	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات - وحدت کالونی - لاہور -	21-1-84	28-2-84	گورنمنٹ انٹر کالج - سانگلہ ہل		

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
5 مسز شاہدہ یاسمین (اسلامیات)		ایضاً	11-(2)-76-5869 ایڈمن مورخہ 30-1-84	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات وحدت کالونی لاہور -		28-2-84	گورنمنٹ (ایم سی) کالج برائے خواتین - گوجرہ -		
							گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات چونیاں -		
6 مس نمیرہ یاسمین (ریاضی)		جھنگ	ناظم تعلیمات عامہ -	11-(2)-53 - 3247 ایڈمن مورخہ 14-1-84	گورنمنٹ (ایم - سی) کالج برائے خواتین - گوجرہ -	13-2-84	گورنمنٹ کوئین میری کالج - لاہور -		
						28-2-84	گورنمنٹ (ایم - سی) کالج برائے خواتین گوجرہ -		

7	مس فرزانہ شاہین (فزکس)	جھنگ لاہور		11-(2)-57-3450 ایڈمن مورخہ 17-1-84	لاہور کالج برائے خواتین ۔ لاہور ۔		21-3-84	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ۔ وزیر آباد ۔	
				11-(2)-89-8082 ایڈمن مورخہ 8-2-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ سمن آباد لاہور ۔				
8	مس العاس جواد (معاشیات)	لاہور	ایضاً	11-(2)-91-4484 ایڈمن مورخہ 21-1-84	گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات ۔ وحدت ۔ کالونی لاہور ۔	21-1-84	28-2-84	گورنمنٹ (ایم - سی) کالج برائے خواتین ۔ گوجرہ ۔	نمبر ایس-او-سی-ای- (1) 4-9-82 مورخہ 19-3-84
9	مس نصرت جہاں (ذوالوجی)	لاہور	ناظم تعلیمات عامہ	3042-48 ایڈمن II (2) مورخہ 14-1-84	کوئین میری کالج ۔ لاہور ۔	9-2-84	25-3-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم ۔	

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
10	فردوس صبا (اسلامیات)	لاہور	معتمد تعلیم	نمبر ایس۔او (سی ای II) 83-25/3 مورخہ 4-2-84		گورنمنٹ کنٹیرڈ کالج برائے خواتین - لاہور -			
11	مس حمیرہ قیوم (پولیٹیکل سائنس)	لاہور	ایضاً	نمبر ایس - او (سی ای II) 83-22/3 مورخہ 84-2-4		لاہور کالج برائے خواتین - لاہور -	6-2-84		
12	مس عابدہ تنویر (پولیٹیکل سائنس)	لاہور	ایضاً	نمبر ایس۔او (سی۔ ای II) 83-12-1 مورخہ 20-2-84		گورنمنٹ کنٹیرڈ کالج برائے خواتین لاہور -	21-2-84		
13	مس سلیمہ شمس (ذوالوجی)	لاہور	ایضاً	نمبر ایس - او (سی۔ای-II) 83-12-3 مورخہ 5-2-84		گورنمنٹ کنٹیرڈ - کالج برائے خواتین لاہور -	22-1-84		

14	مس ساجدہ بانو (نفسیات)	لاہور	ایضاً	نمبر ایس-او (سی-ای-II) 83/-9-2 مورخہ 4-2-84 گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین ۔ کوپر روڈ ۔ لاہور	2-4-84
15	مس رخسانہ افضال (سوکس)	لاہور	ایضاً	نمبر ایس-او (سی-ای-II) 84-1/1 مورخہ 14-3-84 گورنمنٹ گرلز انٹر کالج اوی روڈ- لاہور-	26-3-84

گوشوارہ "ج"

ایڈھاک خواتین لیکچرارز کے کوائف

نام و پتہ	مضمون	ادارہ نام جہاں تعیناتی ہوئی	تاریخ تقرری	آیا پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں کامیاب ہوئے	پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب ہونے پر تقرری کی صورت میں ایڈھاک ملازمت کے خاتمہ کی تاریخ اگر کوئی ہو	ایڈھاک ملازمت کے خاتمہ کے بعد اگر کوئی ردو بدل کیا گیا ہو تو متبادل جائے تعیناتی
1	2	3	4	5	6	7
مس خالدہ نسرین دختر منشی خان 532 ۔ لیاقت چوک ۔ ساھیوال	عربی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساھیوال	6-11-53	کامیاب ۔ ھاں	20-7-84	
مسز کنیز عائشہ سلیم دختر حافظ اللہ بچایا ۔ 68 ۔ اے ماڈل ٹاؤن بی بہاول پور -	عربی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - بہاول پور-	3-3-82	کامیاب ۔ ھاں	17-7-84	
مس رخسانہ محمود دختر محمد سعید احمد ۔ 36 لاج روڈ پرانی انارکلی لاھور-	عربی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ لاھور	16-12-82	کامیاب ۔ ھاں	18-1-84	

مس شاہدہ کوثر دختر نذیر حسین 60 بلاک گلستان کالونی - فیصل آباد -	بائیولوجی زوالوجی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - سرگودھا		کامیاب - ہاں		
مس شمع پروین دختر عبدالحق 127 - آرمی آفیسرز کالونی شیر شاہ روڈ - ملتان کینٹ -	بائیولوجی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج - چشتیاں	13-2-83	کامیاب - ہاں		
مسز طاہرہ ضیاء دختر راجہ عباس علی 63 سی - سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	کیمسٹری	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - گوجرانوالہ	21-11-82	کامیاب - ہاں	—	—
مس رحیم النساء عاصمہ دختر احمد عبدالرحیم - 266 سی - سیٹلائٹ ٹاؤن - گوجرانوالہ -	کیمسٹری	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - بہاول نگر بہاول پور-	—	کامیاب ہاں	28-1-84	—
مس زاہدہ پروین ڈار دختر اللہ دتہ 42 - ایف سمن آباد - لاہور	کیمسٹری	گورنمنٹ آئی ڈی جینوا گرلز انٹر کالج لالہ موسیٰ	13-10-83	کامیاب - ہاں	16-1-84	—
مس نمونہ ستار دختر سید عبدالقادر حسین شاہ ڈویژنل - فارسٹ آفیسر رحیم یار خان	کیمسٹری	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - رحیم یار خان	28-4-83	کامیاب - ہاں	—	—
مسز شہناز اقبال دختر عبدالقادر مکان نمبر 535 وارڈ نمبر 6 گلی تیور انوالی اندرون دہلی گیٹ - ملتان -	اکنامکس	گورنمنٹ انٹر گرلز کالج - کوٹ ادو -	25-3-80	کامیاب - ہاں	23-1-84	—

1	2	3	4	5	6	7
مس بجیرا حسین دختر محمد حسین سینڈھیر - 13 اے مارک روڈ - لاہور -	اکنامکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - جہلم	—	کامیاب ہاں	13-4-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور
رشیدہ بانو دختر عبدالغفور 21 ڈمی سنٹرل روڈ - مغلپورہ - لاہور -	اکنامکس	گورنمنٹ مسلم کالج برائے خواتین - نارووال	—	کامیاب - ہاں		
مس کلثوم دختر منظور حسین ہنسی مکان نمبر بی - II 330 محلہ عام و خاص نزد امام باڑہ - بہاولپور -	اکنامکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج - لیاقت پور -	17-11-82	کامیاب - ہاں	22-1-84	
مس شگفتہ یاسمین دختر سید تجمل حسین - بلاک نمبر 9 مکان نمبر 72 ڈیرہ غازی خان -	اکنامکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج - جامپور -	19-3-81	کامیاب - ہاں	22-1-84	
مسز عذرہ فیض دختر فیض محمد - 454 شادمان کالونی جیل روڈ - لاہور	اکنامکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - سمن آباد لاہور -	25-2-80	کامیاب - ہاں	20-1-84	
مس فریدہ پروین دختر عبدالحمید براستہ ڈاکخانہ - لوراں ضلع گجرات	اکنامکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج - جلال پور جٹاں	29-1-82	کامیاب - ہاں	23-1-84	

مس عمرانہ یاسمین ۔ دختر عبدالواحد مکان نمبر 541 گلی نمبر 7 گورو نانک پورہ گوجرانوالہ ۔	اکنامکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔ گوجرانوالہ ۔	20-11-82	کامیاب ۔ ھاں	21-1-84
مس فرزانہ رفیع ۔ دختر چوھدری محمد رفیع ۔ مکان نمبر 733 گلگشت کالونی ملتان ۔	اکنامکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ وھاڑی ۔	8-2-83	کامیاب ۔ ھاں	23-1-84
مس نسیم ریاض ۔ چیمہ دختر چوھدری ریاض حسین ۔ براستہ ڈاکخانہ مراد کے تحصیل وزیر آباد ضلع ۔ گوجرانوالہ ۔	اکنامکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج چنیوٹ	22-3-81	کامیاب ھاں	22-1-84
مس دلشاد انجم ۔ دختر محمد شریف ۔ ضیاء منزل جامکے چیمہ سیالکوٹ ۔	اکنامکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج سیالکوٹ ۔	—	کامیاب ھاں	25-1-84
مس شاھین اختر ۔ دختر کیپٹن غلام محمد معرفت ملک مسعود الحسن ۔ سٹی پولیس سٹیشن ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔	اکنامکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج بھکر ۔	—	کامیاب ھاں	4-2-84
مس ارشد بی بی ۔ دختر غلام محمد رنگین ۔ مکان نمبر 12 ۔ کمو نزد امام باڑہ ۔ جوگیانوالہ بھکر روڈ ۔ جھنگ صدر ۔	جغرافیہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جڑانوالہ ۔	11-11-82	کامیاب ھاں	16-2-84

1	2	3	4	5	6
مس شگفتہ نسرین دختر چوہدری فضل الدین - 45 ۔ فتح قدر کالونی - ساہیوال ۔	جغرافیہ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین خانیوال ۔	—	کامیاب	14-1-84
مس بلقیس بیگم - دختر محمد ورہام- معرفت محمد امین جٹس - اسد کالونی - جھنگ صدر	جغرافیہ	گورنمنٹ ایم-سی کالج گوجرہ ۔	21-3-81	کامیاب ہاں	16-1-84
مس رفعت امین خان - دختر محمد امین خان - چک نمبر 66 جی-بی تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد ۔	تاریخ	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین - فیصل آباد	21-11-85	کامیاب ہاں	گورنمنٹ اسلامیہ گرلز کالج حافظ آباد
مس دردانہ شاہین - دختر قاضی محمد ظریف - 47 احمد بلاک نیو گارڈن ٹاؤن - لاہور ۔	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج برائے طالبات - راوی روڈ لاہور - پہلے گوجرانوالہ میں تعین ہوئی	18-10-83	کامیاب ہاں	10-7-84
مس معصومہ اعوان دختر نذیر احمد اعوان - معرفت چیئرمین ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور ۔	تاریخ	لاہور کالج برائے خواتین لاہور ۔	1-8-82	کامیاب ہاں	2-2-84

مس رفیعہ بیگم دختر محمد رفیع چک نمبر 33 ایس ۔بی تحصیل و ضلع ۔ سرگودھا ۔	تاریخ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ میانوالی ۔	23-12-82	کامیاب ہاں	2-3-84
مس روبینہ نذر دختر نذر محمد الفرخ ۔ کچہری روڈ منڈی بہاولدین ۔	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج منڈی بہاوالدین ۔	10-12-80	کامیاب ہاں	27-2-84
مس شمینہ محمود دختر راجہ محمود خان 210 اصغر مال سکیم ۔ راولپنڈی ۔	تاریخ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈیرہ غازی خان جہاں گورنمنٹ گرلز کالج ۔	2-1-83	کامیاب ہاں	25-2-84
مس افشاں کوثر دختر واحد بخش مکان نمبر 7-اے بلاک وی راولپنڈی ۔	تاریخ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈیرہ غازی خاں ۔	23-12-83	کامیاب ہاں	29-2-84
مس شاھین فریدہ دختر ادیر داد خان فریدی ڈائیٹر غاصب بلاک نمبر 34 ۔ ڈیرہ غازی خان ۔	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج جامپور ۔	1-1-83	کامیاب ہاں	29-2-84
مس نگہت شاہین دختر ایم۔اطہر احمد مکان نمبر 1110 موچی بازار کچھ منگا رام بہاولپور ۔	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج صادق آباد ۔	20-9-81	کامیاب ہاں	29-2-84

1	2	3	4	5	6	7
مس مسرت دختر پروفیسر عطا محمد دلشاد - 168 سی-اے سرور شہید روڈ - ماڈل ٹاؤن بہاولپور -	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج حاصلپور -	27-11-83	کامیاب ہاں	27-2-84	
مس ساجدہ کوثر دختر سید عبدال مکان نمبر 3 علامہ اقبال کالونی، ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی -	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج فتح جنگ -	1-9-83	کامیاب ہاں	25-2-84	
مس غزالہ شاہین، دختر محمد شریف مکان نمبر 32 - ایس 6 - بی نزد اسلامیہ پارک لاہور -	تاریخ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جھنگ -	7-11-82	کامیاب ہاں	25-2-84	
مس نصرت اقبال دختر محمد اقبال مکان نمبر 389 بی ا ایس 8 نزد ٹی بی کلینک ساھیوال -	تاریخ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساھیوال -	4-11-83	کامیاب ہاں	25-2-84	
مس فضیلت غفور دختر چوھدری عبدالغفور 452 نواں شہر - ملتان -	تاریخ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان -	6-11-82	کامیاب ہاں	27-2-84	

مس توقیر یاسمین دختر چوہدری محمد جعفر علی مکان نمبر 1 یوسف سٹریٹ نواب کوٹ ملتان روڈ لاہور ۔	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج جلالپور جٹاں ۔	27-11-82	کامیاب ہاں	2-3-84		—
مس ریحانہ اعوان دختر ملک عبدالسلام معرفت اے پی پی او گوجرانوالہ زرعی دفتر نزد ضلع کچہری گوجرانوالہ	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج گوجرانوالہ ۔	20-11-82	کامیاب ہاں	—		—
مس نگہت شاہین بٹر دختر چوہدری عطا اللہ بٹر معرفت چوہدری ریاض احمد بٹر 23 - اے بہاولپور روڈ لاہور	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج شکر گڑھ ۔	21-11-82	کامیاب ہاں	29-2-84		—
مس فہمیم اختر دختر رشید احمد معرفت اصغر اینڈ کو، کاب روڈ وہاڑی ۔	تاریخ	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج علی پور ۔	27-2-82	کامیاب ہاں	6-3-84	گورنمنٹ گرلز کالج وہاڑی	
مس نگہت بانو ڈار دختر محمد منظورالحق ڈار ۔ ڈار منزل شیشن کورٹ روڈ ۔ گوجرانوالہ ۔	اسلامیات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرانوالہ ۔	16-11-82	کامیاب ہاں	—		—
مسز صبیحہ خاکوانی دختر عبدالرحیم خان خاکوانی 62 ۔ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور ۔	اسلامیات	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج صادق آباد ۔	3-10-81	کامیاب ہاں	30-1-84		—

1	2	3	4	5	6	7
مس قاھرہ پروین اختر بٹ دختر محمد شفیع بٹ شفیع منزل محلہ بیگم پورہ گجرات ۔	اسلامیات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جھنگ ۔	12-4-81	کامیاب	—	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گجرات
مس نسرین کوثر دختر ملک نذیر احمد مکان نمبر 482 بی ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن ۔ بہاولپور ۔	اسلامیات	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔ کوٹ ادو	3-1-83	کامیاب	31 1-84	—
مس رابعہ تسنیم دختر پیر امیر شاہ 182- سی ماڈل ٹاؤن لاہور ۔	اسلامیات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین چکوال	7-12-82	کامیاب	—	—
مس ۔ لیمہ نگار دختر غلام مصطفیٰ مکان نمبر ای-VII/601- محلہ خورشید آباد ۔ مظفر گڑھ ۔	اسلامیات	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔ تونسہ	21-2-83	کامیاب	1-2-84	—
مسز شفقت نسیم خالد دختر محمد صدیق گلی ۔ 4 ۔ مزنگ روڈ لاہور ۔	اسلامیات	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔ ھارون آباد	12-5-82	کامیاب	3-2-84	—
مسز کلثوم اختر دختر رحمت علی حسن میڈیکو ۔ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ ۔	اسلامیات	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔ شکر گڑھ	1-3-83	کامیاب	1-2-84	—

مس نظارت قاضی دختر محمد شبیر قاضی ۔ قاضی ڈی۔ر ہاؤس نیا بازار بھلوال ۔	اسلامیات	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج بھلوال ۔	3-11-82	کامیاب	29-1-84	
مس خاور سلیم دختر محمد سلیم چغتائی 528 ۔ این سمن آباد لاہور ۔	اسلامیات	گورنمنٹ مسلم کالج برائے خواتین ۔ ہارون آباد ۔	2-10-83	کامیاب	31-1-84	مسلم کالج برائے خواتین ۔ نارووال
مس حافظہ بی بی حلیم دختر محمد یعقوب ۔ خطیب اہل حدیث نزد پولیس سٹیشن گوجرہ ۔	اسلامیات	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین گوجرہ ۔	16-3-83	کامیاب	31-1-84	
مس ساجدہ نسرین دختر میاں عبدالحمید براستہ ڈاکخانہ ، لوراں ضلع گجرات ۔	اسلامیات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ گجرات ۔	12-10-83	کامیاب	30-1-84	
مس نسرین کوثر دختر غلام دستگیر ۔ 10 ۔ اے کمال سٹریٹ اسلامیہ پارک ۔ پونچھ روڈ لاہور ۔	اسلامیات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ جہلم ۔	8-12-82	کامیاب	—	—
مس زاہدہ کوثر دختر غلام محمد 1005/8 ۔ نیو کلبرگ ۔ پشاور صدر ۔	فزکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ چکوال ۔	18-12-82	کامیاب	—	—

1	2	3	4	5	6	7
مس رفعت شاہین دختر محمد غفار اللہ قریشی ۔ مکان نمبر ای ۔ 202 علوی سٹریٹ ۔ وانڈی ولی محمد ۔ میانوالی ۔	فزکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ میانوالی ۔	2-11-82	کامیاب	20-1-84	—
مس شمیم بشیر دختر محمد بشیر سلہیریا مکان نمبر 6-A اے گلی نمبر ۔ 167 چمن پارک باغبان پورہ ۔ لاہور ۔	فزکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔ احمد پورہ ۔ شرقیہ ۔	21-9-82	کامیاب	22-1-84	—
مس چاند گل دختر صلاح الدین مکان نمبر 143 ۔ اے ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا ۔	فزکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔ بھلوال ۔	16-3-81	کامیاب	16-1-84	—
مس فرزانہ شاہین دختر محمد عبداللہ 10 مون بازار ۔ گڑھی شاہو لاہور ۔	فزکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔ وزیر آباد ۔	26-11-82	کامیاب	—	—
مس گلشن سلطانہ دختر چاند خاں مکان نمبر 10 گلی نمبر 10 شوری سٹریٹ رام نگر جوہرجی لاہور ۔	فزکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ بہاولپور ۔	12-9-81	کامیاب	17-1-84	—

ساجدہ تحسین ناطمہ دختر محمد صادق حسین 1421/2 دھلی روڈ صدر بازار - لاہور کینٹ —	فزکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج شکر گڑھ -	23-2-83	کامیاب	16-7-84	—
مس شمع پروین دختر محمد انوارالحق 127 - آرمی آفیسرز کالونی - شیر شاہ روڈ - ملتان کینٹ -	زوالوجی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج چشتیاں -	1982ء	22-1-84	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج احمد پور - شرقیہ	
مس طاھرہ نسرین دختر چوھدری محمد عبداللہ بٹر - فیروز والہ - ضلع گوجرانوالہ -	ریاضی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - جڑانوالہ	15-11-82	کامیاب	16-1-84	
مس تحسین شاھدہ دختر محمد صادق بھٹی - معرفت پروفیسر محمد صادق بھٹی عزیز عابد - ریلوے روڈ - گجرات -	ریاضی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج گجرات	6-11-82	کامیاب	14-1-84	
مس صفیہ شاھین دختر عبدالرحمان خان - مکان نمبر 4 - بلاک نمبر 16 - ڈی - جی خان -	ریاضی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج - جامپور -	27-12-83	کامیاب	22-1-84	
مس فرزانہ گیلانی دختر فیض الرحمان گیلانی - 6 - براس سٹریٹ - والمد لینک روڈ - لاہور -	ریاضی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - میانوالی	13-11-82	کامیاب	13-1-84	

1	2	3	4	5	6	7
مس شاہین حسین دختر محمد حسین۔ چک نمبر 185 - 9 ایل - ضلع ساہیوال -	ریاضی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج سمندری -	13-11-82	کامیاب	15-1-84	
مس تخلیق ربی دختر خواجہ اسماعیل۔گلی نمبر 4 - 1207 جی بی جڑانوالہ -	انگریزی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج جڑانوالہ -	13-11-82	کامیاب	27-1-84	
مس تحسین فضل دختر پروفیسر فضل مسیح - کرسچین ٹاؤن سیالکوٹ -	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - سیالکوٹ -	17-11-82	کامیاب	1-2-84	
مس صباء رضا دختر ریاض علی شاہ - 15/16 این سمن آباد لاہور -	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - فیصل آباد -	—	کامیاب	24-1-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد -
مس نوشیبہ کوثر دختر چوہدری عبداللطیف - ایس - ڈی - او - 7 کینال کالونی - بہاولپور -	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - رحیم یار خان -	1-2-83	کامیاب	3-3-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین بہاولپور -

مسز کوثر قریشی دختر غلام غوثہ قریشی ۔ مکان نمبر 20 گلی نمبر 10 مسلم پورہ سانندہ کلاں ۔ لاہور ۔	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیالکوٹ ۔	15-3-83	کامیاب	—	—
مس شاہدہ رشید دختر محمد عبدالرشید فاروق ۔ منزل ۔ اپر ۔ ہیلتھ سنٹر چکوال ۔	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ۔ چکوال ۔	12-2-83	کامیاب	—	—
مس مسرت قادر دختر غلام قادر مکان نمبر 242 ۔ مہاجر کالونی ہارون آباد ۔	انگریزی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ہارون آباد ۔	1982ء	کامیاب	27-1-84	—
قلمیہ شاہین بھٹی دختر جان محمد بھٹی ۔ کلاتھ ہاؤس بلاک نمبر 7 ڈیرہ غازی خان	انگریزی	گورنمنٹ ایم سی کالج برائے خواتین خانیوال ۔	17-11-81	کامیاب	27-1-84	—
مسز آمنہ بی بی رحمان دختر عبدالحق مکان نمبر بی ۔ 788 محلہ چڑی مار ۔ بہاولپور ۔	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین بہاولپور ۔	2-3-80	کامیاب	25-1-84	—
مس تنزیل فرحان دختر عبدالمومتی العوشی ۔ محلہ کمہاران بہاولپور	انگریزی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج احمد پور شرقیہ	1-2-83	کامیاب	28-1-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین بہاولپور ۔

1	2	3	4	5	6	7
مس روبینہ شاھین دختر صوفی محمد عبدالقیوم - محلہ لکڑمنڈی انجم روڈ وزیر آباد	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گجرات	28-2-82	کامیاب	—	
مس شہناز نصیر دختر نصیر احمد 3 اے - تہران سٹریٹ نمبر 8 چوک ناخدا وسن پورہ لاھور -	انگریزی	گورنمنٹ اسلامیہ گرلز انٹر کالج قصور -	30-1-82	کامیاب	—	
مس تسنیم انجم دختر محمد یاسین 30 - ایف سی کالج کیمپس لاھور نمبر 16	انگریزی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج چنیوٹ	16-11-82	کامیاب	31-1-84	
مس زبیدہ خانم دختر راؤ ارشاد علی ذیل 31 - ٹیپو سلطان کالونی - بدو ستری ضلع - ملتان -	انگریزی	گورنمنٹ گرلز کالج برائے خواتین ملتان	30-11-80	کامیاب	26-1-84	
مس سعدیہ تصدق دختر مرزا تصدق رسول چغتائی مکان نمبر 694 اندرون بہار گیٹ ملتان -	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان	30-11-83	کامیاب	26-1-84	
مس تبسم ارشاد دختر محمد ارشاد خان مکان نمبر 1231 جی غلام محمد کالونی فیصل آباد -	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد	7-11-82	کامیاب	27-1-84	
مس خالدہ پروین دختر محمد شفیق الرحمان 1274-اے 2 تدبیر آباد ملتان -	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سلطان بہاولپور	1982	کامیاب	13-2-84	

مس شہناز پروین دختر عبدالتواب چوہدری 49 جے ماڈل ٹاؤن لاہور ۔	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلبرگ لاہور	2-6-82	کامیاب	25-1-84
مسز فیاض مسعود دختر سید رحمت ستار شاہ کاشانہ مسعود گلی نمبر 4 محلہ عامر پارک ڈی سی روڈ گوجرانوالہ ۔	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گجرات موجودہ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج گوجرانوالہ	15-11-82	کامیاب	24-1-84
مس نیلم نصرت دختر چوہدری نصراللہ خاں 128-بی سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ ۔	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرانوالہ	15-11-82	کامیاب	—
مس کوثر شاہین دختر چوہدری حبیب اللہ ستیانہ بنگلہ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد ۔	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد	6-11-82	کامیاب	27-1-84
مس فوزیہ غازی دختر فضل الرحمان غازی 10-سی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا ۔	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرگودھا	25-4-81	کامیاب	25-1-84
مس مسرت اقبال دختر حافظ محمد اقبال گلی نمبر 5 مکان نمبر 746 سول لائن گوجرانوالہ ۔	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرانوالہ	1-9-79	کامیاب	—

1	2	3	4	5	6	7
مس نسیم روحی دختر شیخ عبدالصمد 105 - نیو سمن آباد لاہور 5	انگریزی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج لاہور کینٹ	8-11-82	کامیاب	4-1-84	
مس عفت ممتاز دختر ممتاز احمد گلی نمبر 65 اندر نگر بسطامی روڈ لاہور	انگریزی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج وزیر آباد	10-3-82	کامیاب	24-1-84	
نیلوفر شاہین دختر ایم اے رحیم موحلہ ویٹو - ظفر علی روڈ سیالکوٹ کینٹ -	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیالکوٹ		کامیاب	—	
مس آسیہ قمر دختر سید رسول شاہ گلی نمبر 21 مکان نمبر 33 کوچہ مغلپورہ لاہور -	انگریزی	گورنمنٹ کالج برائے خواتین باغبانپورہ لاہور	23-11-82	کامیاب	—	
مسز نوید مسعود دختر شیخ احسان کریم مکان نمبر 21 گلی نمبر 41 ایف 1-7 اسلام آباد -	انگریزی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج کہوٹہ	12-3-83	کامیاب	24-1-84	
مس خالدہ پروین دختر مرزا میراں بخش معرفت نیشنل صلاح ہاؤس نزد بازار بھلوال (سرگودھا)	ایجوکیشن	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج بھلوال	3-11-82	کامیاب	8-2-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرگودھا

مس شہناز پروین دختر ڈاکٹر بشیر احمد قریشی 6-458 ۔ اندھی کھوئی چوک بازار ملتان		ایجوکیشن گورنمنٹ کالج برائے خواتین بہاولپور	15-1-81	کامیاب	24-1-84	
مسز غزالہ قدوس دختر مظفر حسین مکان نمبر 69 بلاک نمبر 14 ڈیرہ غازی خان		ایجوکیشن گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈیرہ غازی خان	27-12-82	کامیاب	22-1-84	
مسز سعیدہ اقبال دختر چوہدری اقبال محمد 1512-اے رسول پورہ اکبر روڈ ملتان ۔		ایجوکیشن گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساہیوال بورےوالہ		کامیاب	12-2-84	
مس روبینہ کوثر دختر غلام حسین محلہ گوڑھا ۔ گلی نمبر 2 ۔ منڈی بہاؤ الدین ۔	اردو	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گجرات	1-10 83	کامیاب	22-1-84	
مس زہرہ خاتون دختر سردار خان بلاک کے مکان نمبر 73 ۔ ڈیرہ غازی خان ۔		گورنمنٹ گرلز انٹر کالج جامپور	23-12-82	کامیاب	22-1-84	
مس نجمہ خانم دختر چوہدری ریاض حسین مکان نمبر 79 بلاک نمبر 7 ۔ زون نمبر 6 خانیوال ۔	اردو	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرگودھا	13-3-83	کامیاب	13-1-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین خانیوال ۔

1	2	3	4	5	6	7
مسز نغمہ فراز دختر مرزا احمد 1370 النواز - پرانا سوجہ آباد روڈ - ملتان -	اردو	گورنمنٹ گرلز کالج صادق آباد	23-1-84	کامیاب	22-1-84	گورنمنٹ کالج برائے خواتین لیہ -
مس حمیدہ بانو دختر محمد منیر لودھی هاؤس ماڈل ٹاؤن - اگوکی سیالکوٹ -	اردو	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج لیاقت پور	14-10-81	کامیاب	15-1-84	
مس رابعہ یزدانی دختر ایم اس خان طالب یزدانی - یزدانی منزل 45- ڈی سانده روڈ لاهور	اردو	گورنمنٹ گرلز کالج آف ایجوکیشن برائے خواتین لاهور	24-10-82	کامیاب	14-1-84	
مسز طاہرہ تسنیم دختر چوهدری علی محمد 15- گل بہار کالونی گلی نمبر 5 ستیانہ روڈ فیصل آباد	اردو	گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد	9-11-82	کامیاب	—	
مس خاور تحسین فاطمہ دختر محمد سعید اختر 81 منیر حسین روڈ ماڈل ٹاؤن سیالکوٹ -	اردو	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیالکوٹ	6-11-82	کامیاب	—	
مسز شاهین فردوس دختر محمد حسین ای 848 وچھو والی اندرون شاہ عالم رنگ محل لاهور - 8 -	اردو	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج راوی روڈ لاهور	1-9-82	کامیاب	16-1-84	

مسز فاخرہ تحسین دختر چوھدری محمد عبداللہ 490 - اے غلام محمد کالونی فیصل آباد	پاکستان سٹڈیز	گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد	—	کامیاب	17 1.83	
مس ازھت حیدر دختر شیخ فضل الدین حیدر 585 شادمان لاھور -	نفسیات	لاھور کالج برائے خواتین لاھور	28.3.80	کامیاب	25.1 84	
مس فریدہ یاسمین دختر محمد حسین کمرہ نمبر 124 گرلز ھوسٹل -	نفسیات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرانوالہ	1-12.82	کامیاب	—	
مس روبینہ تسنیم دختر اللہ دتہ مکان نمبر 2 گلی نمبر 3 محلہ امرتسری مغلپورہ لاھور -	نفسیات	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم	4.12.82	کامیاب	22-1.84	
مس عفت زھرہ دختر سید علی حسین شاھد 427 - بی شاد باغ لاھور -	نفسیات	گورنمنٹ انٹر کالج پسرور	24.2.83	کامیاب	—	
مس شمع پروین دختر سید امام الحق 127 آرمی آفیسر کالونی شیر شاہ روڈ ملتان کینٹ	زوالوجی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج چشتیاں	1982	کامیاب	22-1 84	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج احمد پور شرقیہ -

1	2	3	4	5	6	7
مسز منزہ سلیم دختر چوہدری غلام رسول معرفت میجر سلیم اقبال جان باز ٹریننگ ٹیم نمبر 18 چکوال ۔	سوشیالوجی	گورنمنٹ گرلز کالج برائے خواتین چکوال ۔	12-12-82	کامیاب	—	
مسز تنویر خالدہ دختر غلام قادر مکان نمبر 359 محلہ تیلیاں والا ساھیوال ۔	سوشیالوجی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج بوریوالہ	11-11-82	کامیاب	16-1-84	
مس امتل سعلی دختر ملک عنایت اللہ مکان نمبر 1375 - ڈاکخانہ سمبڑیال سیالکوٹ ۔	سوکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج پسرور	21-11-82	کامیاب	—	—
مس رشیدہ ظفر دختر ظفر اقبال احمد 626- ڈی پیپلز کالونی فیصل آباد	سوکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین فیصل آباد ۔	9-12-82	کامیاب	11-3-84	—
مس حمیرہ قیوم دختر عبدالقیوم۔ لیکچرر پولیٹیکل سائنس ۔ لاھور کالج برائے خواتین لاھور ۔	سوکس پولیٹیکل سائنس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔ لاہور کینٹ لاھور کالج برائے خواتین۔ لاھور ۔	17-5-82	کامیاب	—	—

مسز غزالہ شاہین دختر محمد شریف مکان نمبر 35 ایس-6-بی-نیو اسلامیہ پارک لاہور -	سوکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج فیروز والا	1-1-84	کامیاب	—	—
مس چمن یاسمین دختر رب نواز مکان نمبر بی be hind 190 VI چکوال - مقب جی-پی-او	سوکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ڈیرہ غازی خان	4-12-82	کامیاب	—	گورنمنٹ انٹر گرلز کالج پنڈ دادن خان
منصورہ خانم دختر محمد نیامت اللہ روتانھی جونیر مینجر لیور برادرز پاکستان لمٹیڈ - رحیم یارخان -	سوکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج احمد پور شرقیہ	21-12-81	کامیاب	—	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج احمد پور شرقیہ
حمیرہ انجم دختر تاج محمد خان-20 اے - سیٹلائٹ ٹاون-بہاولپور-	سوکس	گورنمنٹ انٹر گرلز کالج - لیاقت پور	17-11-82	کامیاب	13-3-84	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج لیاقت پور
مس شاہدہ نسرین دختر حافظ گل محمد خان کھوسہ 8 بلاک نمبر 5 - ڈیرہ غازی خان -	سوکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - وہاڑی	5-12-82	کامیاب	19-3-84	
مس طاہرہ انجم دختر بشیر احمد ارشد 46 - اے رحمان پورہ لاہور - 16	سوکس پولیٹکل سائنس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گجرات	30-11-83	کامیاب	7-3-84	

1	2	3	4	5	6	7
مس حمیدہ اختر دختر عبدالعزیز خان مکان نمبر بی-1-3-ایس-39-A بلاک اوکاڑہ ۔	سوکس پولیٹیکل سائنس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - اوکاڑہ	16-10-82	کامیاب	12-2-84	
سیدہ خورشید فاطمہ دختر سید باؤ علی شاہ ۔ سید باؤ علی شاہ ہاؤس نمبر 90/A ہاؤس نمبر 3 بلاک نمبر 11 خانیوال ملتان ۔	سوکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج حاصل پور ۔		کامیاب		
مس غزالہ شاہین دختر محمد شریف مکان نمبر 32 ایس-ای-بی نیو اسلامیہ پارک لاہور ۔	سوکس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج فیروز والہ	1-1-84	کامیاب		
مس غزالہ بشیر دختر چوہدری محمد بشیر ۔ بشیر سٹریٹ نمبر 5 نوناریاں پارک لاہور 6 ۔	سوکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیالکوٹ	25-11-83	کامیاب		
مسز نیلم امام دختر محمد ہدایت ظفر 3789 سرور روڈ لاہور کینٹ ۔	ہوم اکنامکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان	8-11-82	کامیاب	18-1-84	

مس رضوانہ حمید دختر عبدالحمید بلاک نمبر 1 ـ سی سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا ـ	ہوم اکنامکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرگودھا ـ	6-11-82	کامیاب	—	گورنمنٹ کمپنٹ کالج لاہور ـ
مسز خالدہ پروین دختر ڈاکٹر خورشید عالم ـ 23 ـ کے III ـ ماڈل ٹاؤن لاہور ـ	,,	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج جوہر آباد	—	کامیاب	21-1-84	—
مس نصرت اسلام دختر میجر اختر اسلام مکان نمبر 79 ـ بلاک نمبر 33 سرگودھا ـ	,,	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرگودھا ـ	27-3-80	کامیاب	17-1-84	—
مس نائلہ فاروقی دختر محمد ظہورالحق مکان نمبر 6 ـ محلہ مدھار ـ مزنگ لاہور ـ	سوکس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور ـ	—	کامیاب	—	—
مس تسنیم کوثر دختر محمد یعقوب مکان نمبر 6 ـ گلی نمبر 4 ـ دیو سماج روڈ ـ رام نگر ـ لاہور ـ	فارسی	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج شکر گڑھ	2-11-83	کامیاب	4-3-84	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج گجرات
مس مصباح یاسمین دختر عبدالرب قریشی 62 ـ 1 ـ اے ـ خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن ـ لاہور ـ	فارسی	گورنمنٹ کالج ایجوکیشن برائے خواتین لاہور ـ	7-12-81	کامیاب	29-1-84	—

1	2	3	4	5	6	7
مس ناصرہ انور دختر محمد انور چوہدری - 285 - بی - سٹیلائٹ ٹاؤن - بہاولپور -	پولیٹیکل سائنس	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ہارون آباد -	25-5-83	کامیاب	—	
مس تسنیم کوثر دختر عبدالحمید سب انجنیئر - 7 بغداد روڈ بالمقابل انٹر کالج بہاولپور -	،،	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج - صادق آباد	1-10-81	کامیاب	—	
شمع بشیرہ دختر بشیر احمد بالمقابل گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم -	فائن آرٹس	گورنمنٹ کالج برائے خواتین - جہلم -	1-7-82	کامیاب	21-1-84	

سرکاری اشتہارات وصول کرنے والے اخبارات کی فہرست کی فراہمی

135- بیگم بشریٰ رحمان نامزد رکن کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم پنجاب میں سرکاری اشتہارات وصول کرنے والے اخبارات و رسائل کی مکمل فہرست ایوان میں پیش کریں گے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر متعلقہ

صرف وہی اخبارات سرکاری اشتہارات وصول کرنے کے اہل ہوتے ہیں جو وفاقی میڈیا لسٹ پر ہوتے ہیں میڈیا لسٹ ایک وفاقی Confidential دستاویز ہے اور اس کے مندرجات ظاہر نہیں کئے جاسکتے ۔

باغات کے لئے اضافی پانی کی فراہمی

میاں عبداللطیف (وائس چیرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ انہار کی جانب سے باغات کے لئے کوئی علیحدہ اضافی پانی نہیں دیا جاتا بلکہ وہ پانی اس کھال کے حصہ داروں سے کاٹ کر دیا جاتا ہے جن کی زمین اس کھال پر واقع ہو ۔ نتیجتاً یہ عمل موگہ کے حصہ داروں میں لڑائی کا باعث بنتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت پانی کے حصہ داروں کے مابین اس نزاعی مسئلے کے تصفیہ کے لئے کوئی اصلاحی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر ریٹائرڈ غضنفر محمد خان)۔

عام حالات میں موگہ کے سائز میں دس فیصد (10) تک ترمیم کی صورت میں موگہ میں کوئی رد و بدل نہیں کیا جاتا ہے ۔ تاہم باغ کے پانی کے معاملہ میں حصہ داروں کی تکلیف کو مدنظر رکھ کر اس حد کو پانچ فیصد (5) مقرر کیا گیا ہے ۔ چنانچہ باغات کے اضافی پانی کے معاملات میں موگہ کے سائز میں پانچ فیصد سے زائد اضافہ کی صورت میں موگہ کے سائز میں موقعہ پر رد و بدل کر دیا جاتا ہے لیکن پانچ فیصد سے کم تر ترمیم کو اینٹوں کی چنائی میں سمونا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے ۔

اس لئے حلقہ داوون کو مجبوراً اپنے پانی کے حصے سے معمولی کمی برداشت کرنا پڑتی ہے ۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سیم کے پانی کی نکاسی

55-میاں عبداللطیف (وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں واقع بعض چکوک نمبر 386 - ج ب - 389 ج - ب 437 - ج - ب اور 438 - ج - ب کے علاوہ دیگر دیہات میں گذشتہ پانچ چھ سال سے سیم کا پانی کھڑا ہے ۔ نتیجتاً سینکڑوں ایکڑ مزروعہ اراضی برباد ہو چکی ہے اور مزید اراضی کے نقصان خطرات درپیش ہیں ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سیم پانی کا نکاس بوس لائن کے ساتھ ساتھ ممکن ہے مگر ضلع جھنگ کے ایک زمیندار نے آگے بند باندھا ہوا ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ اس جگہ بوس لائن واقع نہیں ہے ۔ حالانکہ مذکورہ زمیندار کی زمینوں کے دونوں اطراف میں بوس لائن واقع ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ سیم کے پانی کی نکاسی کے لئے کوئی مستقل بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیر ریٹائرڈ غضنفر محمد خان) :-

(الف) تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چند دیہات یعنی چک نمبر 432 ج ب 433 ج ب 434 ج ب 437 ج ب 438 ج ب 439 ج ب 386 اور 489 ج ب قابل ذکر ہیں زیر زمین پانی کی سطح اونچی ہو جانے کے باعث سیم سے متاثر ہوئے ہیں اور کچھ رقبہ میں جو زیادہ تر چک نمبر 432 ج ب میں واقع ہے پانی کھڑا ہے ۔

(ب) اس سلسلہ میں ضروری محکمانہ کارروائی کی جا رہی ہے ۔

(ج) چکوک ھائے متاثرہ کا سروے ہو چکا ہے اس مسئلہ کا حتمی حل تو گوجرہ ڈرینج پراجیکٹ جو سکارپ لوئر رچنا - گوجرہ کھیوڑہ سب یونٹ کا حصہ ہے کی تکمیل میں مضمر ہے مزکورہ سکارپ مرکزی حکومت کے چھٹے پانچسالہ منصوبہ میں شامل کرنے کے لئے تجویز کیا گیا تھا لیکن محدود وسائل کے پیش نظر مزکورہ منصوبہ میں اس کے لئے رقم مختص نہیں کی جاسکی تاھم محکمہ آبپاشی گوجرہ ڈرینج سسٹم کی تکمیل کے لئے ضروری اقدامات کر رھا ہے تاکہ سکیم کی تشکیل کے بعد اس کی منظوری کے لئے مزید کارروائی کی جاسکے۔

کھوتی نہر اور خسرہ گرداوری مال کا تقابلی جائزہ

103 - چوہدری قادر بخش :- (چیرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) کیا وزیر آبپاشی و برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ قبل ازیں یہ معمول تھا کہ آبیانہ کے تعین کے لئے پٹواری نہر گرداوری کے اختتام پر ایک پرچی جس پر رقبہ کاشت کے اندراج کی تفصیل ہوتی تھی ، کاشتکار کے حوالے کر دیتا تھا جسے اب ترک کر دیا گیا ہے -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ تفصیل سے کاشتکار کو اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس کے رقبہ کی گرداوری درست ہوئی ہے یا غلط ۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پہلے کھوتی نہر حوالہ تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہوتی ہے پھر پٹواری مال ڈھال باچھ تیار کرکے وصولی کے لیے نمبرداروں کے سپرد کرتے ھیں ۔ اور یہ لازم نہیں کہ محکمہ انہار کے متعلقہ اھلکاران تحصیل ہیڈ کوارٹر کھتونی نہر کا تقابلی خسرہ گرداوری ذریعہ محکمہ مال سے کریں تاکہ اگر محکمہ انہار سے بسلسلہ گرداوری کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو یا اگر کسی کاشتکار کو کوئی اور شکایت ہو تو اس کا موقعہ پر ھی ازالہ ہوسکے ۔

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پرانا مروجہ طریق کار تبدیل کرنے کے باعث کاشتکاران میں بے اطمینانی و بے چینی کی فضا پائی جاتی ہے -

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت کاشتکاران کی تکلیف رفع کرنے کے لیے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)

(الف) اب بھی یہی معمول ہے کہ پٹواری نہر بعد از اختتام پیمائش پرچی متعلقہ کاشتکاروں کو تقسیم کرنے کیلئے نمبردار کے حوالے کرتا ہے -

(ب) یہ درست ہے کہ کچی پرچی ملنے سے کاشتکاروں کو اپنے رقبہ کے متعلق اندازہ ہو جاتا ہے کہ گرداوری درست ہوئی ہے یا غلط -

(ج) یہ درست ہے کہ پہلے کھتونی حوالہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہوتی ہے - اور بعد میں پٹواری مال ڈھال باچھ تیار کرکے نمبرداوں کے حوالے کرتا ہے یہ لازم نہیں کہ محکمہ انہار کے متعلقہ اہلکاران تحصیل ہیڈ کوارٹر کھتونی نہر کا مقابلہ خسرہ گرداوری دیہہ محکمہ مال سے کریں - کیونکہ پہلے ہی کھتونی کا مقابلہ خسرہ نہر سے ہوتا ہے - اسکی چیک ریڈر ضلعدار - ضلعدار - پٹواری متعلقہ کرتا ہے اور بعد میں دفتر ڈویژن میں آڈٹ کھتونی ہوتی ہے - تب جا کر کھتونی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتی ہے - مزید برآں خام و پختہ پیمائش کے دوران پٹواری کے کام کو مختلف افسران بشمول ضلعدار - ڈپٹی کلکٹر - سب ڈویژنل آفیسر - ڈویژنل کینال آفیسر ایک مقررہ کوٹہ کے مطابق پڑتال و شرتال کرتے ہیں -

(د) درست نہیں - کیونکہ سابقہ طریقہ میں تا حال کوئی تبدیلی نہیں کی گئی -

(ه) جزو (د) کے جواب کی روشنی میں کسی لئے اقدام کی ضرورت نہیں -

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سیم کا تدارک

104 - چوهدری قادر بخش (چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ)

کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ تریموں سدھنائی لنک کینال کے باعث ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی یونین کونسل نمبر55 چک 36/694 گ ب کا سارا علاقہ سیم سے بری طرح متاثر ہو چکا ہے - اور گرد و نواح کے چکوک بنجر اور دلدل میں تبدیل ہوچکے ہیں - نیز متذکرہ چکوک میں زیر زمین پانی کڑوا اور ناقابل آبپاشی ہے -

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ چکوک کے لوگوں نے افسران بالا کی خدمت میں متعدد بار اس امر کی درخواستیں دی ہیں .. کہ سیم سے متاثرہ چکوک کو آفت زدہ قرار دیا جائے مگر ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا -

(ج) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ چکوک نمبر 36/694 گ - ب 45/703 گ - ب اور 36/704 گ - ب نہر گوگیرہ برانچ کے انتہائی ٹیل پر واقع ہیں اور محکمہ انہار نے متذکرہ چکوک کو معمول کے مطابق پانی کی فراہمی سے معذوری کا اظہار کیا ہے -

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو محکمہ انہار متذکرہ چکوک کو آبپاشی کے لیے نہر حویلی سے پانی مہیا کرنے پر آمادہ ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) -

(الف) یہ حقیقت ہے کہ یونین کونسل نمبر 55 چک نمبر 36/694 گ - ب کا بیشتر رقبہ تریموں سندھنی لنک کے سیم کی وجہ سے بری طرح متاثر ہوا ہے اس علاقہ میں پانی کڑوا اور ناقابل آبپاشی ہے -

(ب) یہ درست نہ ہے کہ متزکرہ چکوک کے لوگوں نے بقول ان کے کسی ایسے علاقہ کو آفت زدہ قرار دینے کیلئے متعدد بار درخواستیں محکمہ انہار کو دی ہوں ۔ جو کہ سیم زدہ ہے تاہم متذکرہ علاقہ میں قابل خراب فصلات کی معافی کے متعلق زمینداران کی درخواستوں پر حسب قواعد رعایت دی جاتی ہے یہ علاقہ واپڈا کی ٹی ۔ ایس لنک ڈرینج سکیم میں شامل ہے جس پر ستمبر 1981ء سے کام ہو رہا ہے اس سکیم میں انیس میل "19" میل لمبی سیم نالی کی کھدائی و "56" ڈرینج ٹیوب ویل کی تنصیب شامل ہے ۔

(ج) یہ درست ہے ۔ کہ یہ چکوک گوگیرہ برانچ کی ٹیل سے نکلنے والے کھیکھہ راجباہ سسٹم کے بجھڑیانوالہ مائنر سے سیرآب ہوتے ہیں ۔ یہ درست نہ ہے کہ محکمہ انہار نے ان چکوک کو معمول کے مطابق پانی سے معذوری کا اظہار کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ مائنر دو بڑی نہروں حویلی کونال اور TSMB لنک پر سے پلاٹ کراسنگ کے ذریعہ سے گزرتا ہے جس سے کراسنگ کے اوپر کی طرف اکثر بھل چڑھ جاتی ہے ۔ جسے وقتاً فوقتاً صاف کیا جاتا ہے تاکہ پانی کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا نہ ہو اس کے علاوہ بھی ان چکوک کو پانی فراہم کرنے کیلئے تمام ممکن اقدامات کئے جاتے ہیں ۔

(د) متذکرہ چکوک کی آبپاشی کیلئے نہر حویلی سے پانی مہیا کرنے کے منصوبے کا تفصیلاً جائزہ لیا گیا جو متعلقہ رقبہ کی سطح حویلی کونال میں پانی کی سطح سے اونچا ہونے کیوجہ سے ناقابل عمل پایا گیا تھا ۔

دوھرے آبیانے کا خاتمہ

109 - راؤ صفدر علی خان–(وائس چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد)
کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :–

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں واقع درج ذیل انہار غیر دوامی ہیں اور صرف چھ ماہ چلتی ہیں —

(1) سردار نالہ (2) بکھی نالہ (3) نالہ ترکو (4) نالہ بیٹی (5) نالہ کل واہ (6) نہر پران (مظفر گڑھ کونال) (7) نالہ کپڑے کھوس (8) سبائیو والا مائنز ۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے ۔ کہ متذکرہ انہار کے غیر مستقل ہونے کے باعث مندرجہ ذیل سکارپ کے ٹیوب ویل آبپاشی کے لئے نصب ہیں —

(1) 136 اے بی ۔ (2) 191 اے بی ۔ (3) 194 اے بی ۔
(4) 203 اے بی ۔ (5) 204 اے بی ۔ (6) 206 اے بی
(7) 208 اے بی ۔ (8) 328 اے بی ۔ (9) 332 اے بی
(10) 218 اے بی ۔ (11) 219 اے بی ۔ (12) 336 اے بی ۔
(13) 364 اے بی ۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ جزو (ب) بالا میں مندرجہ تمام ٹیوب ویل عرصہ قریباً چار سال سے بند پڑے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کی بندش کی وجوہ کیا ہیں ۔

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے باعث متذکرہ علاقہ کے کاشتکاروں سے دوہرا آبیانہ وصول کیا جاتا ہے ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت متذکرہ ٹیوب ویلوں کو چالو کرنے اور کاشتکاروں سے دوہرا آبیانہ وصول نہ کرنے کے بارے میں کیا اقدام کر رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)
(الف) جی ہاں ۔ مذکورہ انہار غیر دوامی ہیں ۔

(ب) سکارپ کے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا بنیادی مقصد متعلقہ علاقہ سے سیم اور تھور کا خاتمہ ہے ۔ اور جہاں زیر زمین پانی میٹھا ہے وہاں ٹیوب ویلوں سے آبپاشی کے لئے زائد پانی بھی مہیا

کیا جاتا ہے ۔ تاہم مذکورہ ٹیوب ویلوں سے آبپاشی کے لئے پانی اوں مہیا کیا جاتا ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔ جزو (ب) میں مندرج ٹیوب ویل مستقل طور پر بند نہیں ۔ البتہ بعض اوقات مختصر وقفوں کے لئے بجلی یا مشینری میں نقائص کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں اور مرمت کے بعد انہیں چلا دیا جاتا ہے ۔ یہ ٹیوب ویل 1969-73ء کے دوران لگائے گئے تھے ۔ اور اب کافی پرانے ہو چکے ہیں اس لئے کچھ ٹیوب ویلوں کا اخراج کم ہو گیا ہے 13 ٹیوب ویلوں میں سے 6 ٹیوب ویلوں (332 ، 208 204 ، 194 ، 191 ، 136 ، PA) کا اخراج زیادہ کم ہو گیا ہے اور انہیں بور کرنا دوبارہ تجویز کیا گیا ہے ۔

(د) جو ٹیوب ویل کسی فصل کے دوران چلا ہو اس پر دوھرا آبیانہ لگایا جاتا ہے تاہم اگر کوئی ٹیوب ویل کسی فصل کے دوران 600 گھنٹے سے کم چلے تو اس پر ٹیوب ویل کا زائد آبیانہ معاف کر دیا جاتا ہے ۔ اس کے لئے متعلقہ چیف انجینئر صاحبان نوٹیفیکیشن جاری کرتے ہیں مذکورہ ٹیوب ویلوں کی چھان بین کی جا رہی ہے تا کہ ضروری نوٹیفیکیشن جاری کیا جا سکے ۔

(ہ) جزو ہائے (ج) و (د) میں اقدامات کی وضاحت کر دی گئی ہے

ضلع خوشاب میں سیم کا انسداد

110 — ملک محمد اکبر خان اعوان (وائس چیئرمین ضلع کونسل خوشاب) — کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ چشمہ لنک کینال کی وجہ سے علاقہ تھل نورپور تھل ضلع خوشاب کا ہزاروں ایکڑ رقبہ سیم و تھور کی نذر ہو چکا ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پہاڑی نالوں کے نمکین پانی اور نہر ”مہاجر برانچ“ کی وجہ سے دامن پہاڑ تحصیل و ضلع خوشاب کا ہزاروں ایکڑ رقبہ سیم و تھور کی وجہ سے ناقابل کاشت ہو چکا ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کتنا رقبہ نا قابل کاشت ہو چکا ہے اور اس سے کتنے افراد متاثر ہوئے ہیں ۔ اور آیا حکومت سیم و تھور کے انسداد اور متاثرین کی آبادکاری کے لئے کوئی منصوبہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں)

(الف) یہ درست ہے کہ چشمہ جہلم لنک کینال کی وجہ سے آدھی کوٹ اور تحصیل نور پور تھل کے دیگر مواضعات کا رقبہ سیم و تھور سے متاثرہ ہے ۔

(ب) دامن پہاڑ تحصیل و ضلع خوشاب کا رقبہ پہاڑی نالوں کے نمکین پانی اور نہر مہاجر برانچ کی وجہ سے سیم و تھور سے متاثرہ ہے تاہم دامن پہاڑ کا وہ رقبہ جو نہر مہاجر برانچ کے بائیں طرف شمال کی جانب واقع ہے مہاجر برانچ کی کمانڈ میں نہیں اور یہ پہاڑی نالوں کی وجہ سے متاثرہ ہے ۔

(ج) نہر مہاجر برانچ کی کمانڈ میں تحصیل و ضلع خوشاب کے رقبہ کا سروے کیا گیا ۔ واپڈا کے اکتوبر 1982 کے سروے کے مطابق 4 لاکھ 50 ہزار ایکڑ رقبہ میں سے 2 لاکھ 88 ہزار ایکڑ (64 فیصد) رقبہ میں زیر زمین پانی کی گہرائی صفر سے 5 فٹ تک تھی ۔یہ رقبہ سیم سے متاثر ہے ۔ حکومت مسئلہ سے پوری طرح آگاہ ہے اور سیم و تھور کے تدارک کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں چشمہ جہلم لنک کی وجہ سے مواضعات آدھی کوٹ اور جن کے رقبہ جات بری طرح متاثر ہوئے ۔۔ علاقہ میں سیم پر قابو پانے کے لئے چشمہ جہلم لنک سکیم کے تحت 40 ڈرینج ٹیوب ویل لگائے گئے جو گذشتہ کئی سالوں سے کام کر رہے ہیں ۔ تاہم مسئلہ کی شدت کے پیش نظر ایک اور ڈرینج سکیم تشکیل دی گئی جس پر واپڈا عملدرآمد کر رہا ہے ۔ اس سکیم کے تحت 22 میل لمبی سیم نالیاں اور 5 پمپنگ اسٹیشن زیر تکمیل ہیں جون 1985 کو کام پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا ۔ اس سے علاقہ میں کافی حد تک سیم ختم ہو جائے گی ۔

واپڈا نے حال ہی میں ایک بڑے منصوبہ بنام سکارپ تھل (مہاجر برانچ) کی رپورٹ تیار کی ہے جس کی چھان بین کی جا رہی ہے ۔ اس منصوبہ کے تحت ھڈالی اور خوشاب سب یونٹ کے تقریباً اڑھائی لاکھ ایکڑ رقبہ کی اصلاح مقصود ہے ۔ اس سکیم کے تحت موجودہ سیم نالیوں کی اصلاح نئی سیم نالیوں کی تنصیب اور ٹائیل ڈرینج بچھانے کی تجاویز زیر غور ہیں ۔ سکیم کو چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں شامل کیا گیا ہے ۔ وفاقی حکومت سے سکیم کی منظوری اور مطلوبہ رقم کی فراہمی پر عملدرآمد شروع کیا جائے گا ۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں سیم و تھور کے انسداد کیلئے ڈرین کی تعمیر

113 ۔ سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ - (وائس چیئرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان) کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں زیر کاشت نہری رقبہ تقریباً 3 لاکھ 80 ہزار ایکڑ ہے جس کا تقریباً 48.5 فیصد رقبہ سیم و تھور کی زد میں ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ 1969ء میں سیم و تھور کے انسداد کے لئے واپڈہ نے ایک سیکم موسومہ ڈرین نمبر 1 تیار کی تھی جو قصبہ شاہ دین (تحصیل ڈیرہ غازی خان) سے شروع ہو کر قصبہ شاہ جمال نزد جام پور (تحصیل جام پور ضلع راجن پور) دریائے سندھ میں گرانی مقصود تھی اور اس سے تقریباً 60 ہزار ایکڑ متاثرہ کو قابل کاشت بنانا تھا ۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ تا حال متذکرہ بالا منصوبے پر عمل درآمد نہ ہو سکا ۔ نتیجتاً مزید اراضی متاثر ہو رہی ہے اور اس سے مقامی باشندوں کا روزگار کی تلاش کے لیے نقل مکانی کا خدشہ لاحق ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا ڈرین کی تکمیل کے لئے مناسب فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اور کب تک ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی -(بریگیڈئیر ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)

(الف) ڈیرہ غازی خان کا زیر کاشت رقبہ 155254 ایکڑ ہے جس میں سے تقریباً 88000 ایکڑ سیم کے زیر اثر ہے اس سیم زدہ رقبہ کی بحالی کیلئے ڈرین نمبر ۱ کا منصوبہ مرتب کیا گیا ہے اور اس منصوبے کے زیر عمل آنے پر سیم پر کافی حد تک قابو پایا جا سکے گا -

(ب) مجوزہ ڈرین نمبر ۱ 200 مربع میل رقبہ کی بحالی کیلئے بنائی گئی ہے جس میں مذکورہ دیہات کی بحالی بھی شامل ہے -

(ج) یہ درست ہے کہ ڈرین نمبر ۱ کی سکیم ابھی ابتدائی مراحل میں ہے لیکن امید ہے کہ اس کی منظوری کے بعد اس پر جلدی سے عمل ہوگا اور لوگوں کی پریشانیاں دور ہو جائینگی -

(د) سیکم کی منظوری کے بعد رقم مہیا کی جائے گی -

سیم نالیوں کی صفائی

126 - خواجہ محمد اصغر کوریجہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خان) کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل لیاقت پور میں واقع سیم نالیاں ملکانی اور عمرو عدم توجہی کے باعث مٹی سے اٹی پڑی ہیں اور پانی کا بہاؤ قطعاً بند ہے -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ بالا ڈرینوں سے نکاسی آب کے لئے ڈیزل پمپ لگائے گئے تھے مگر وہ بھی عرصہ دراز سے ناکارہ ہو چکے ہیں - نتیجتاً مزید اراضی سیم سے متاثر ہو رہی ہے -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے - تو کیا حکومت متذکرہ بالا سیم نالیوں کی صفائی کے لیے کوئی معقول بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (بریگیڈیر ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)

(الف) تحصیل لیاقت پور میں ملکانی اور عمر سیم نالیوں کی کھدائی سال 1964ء میں ایک منظور شدہ منصوبے کے تحت ہوئی تھی - اس وقت موقع پر ملکانی ڈرین جس کا ڈیزائن ڈسچارج 9 کیوسکس ہے اور لمبائی 9 میل ہے صحیح حالت میں ہے اس کا پانی ملکانی اسکیپ سے ہوتا ہوا خود بخود دریا میں چلا جاتا ہے - اور پانی کے اخراج میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہے - البتہ عمر ڈرین جو کہ صرف 170 میل لمبی ہے اور اس کا ڈسچارج صرف 2 کیوسکس ہے - اس کے پانی کے اخراج کے لئے برجی قدرتی ذریعہ موجود نہ ہے - شیدانی راجباہ کی پانچ باجی پر اس مقصد کے لئے Pumping Station موجود ہے ابتدائی دور میں جب سیم کا اس علاقہ میں قدرے زور تھا ، سیم کا پانی بذریعہ پمپ شیدانی راجباہ میں ڈال دیا جاتا تھا - بعد ازاں سیم کی شکایت دور ہونے پر پمپ چلانے کی ضرورت نہ تھی - اب البتہ سیم کی شکایت پھر محسوس ہو رہی ہے - جس کو دور کرنے کے لئے حسب سابق پمپ چلانے کا انتظام کیا جا رہا ہے - جس کے بعد سیم کی شکایت کا ازالہ ہو جائے گا - اس ضمن میں سیکم کو آخری شکل دی جا رہی ہے -

(ب) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے - ڈیزل پمپ صرف عمر ڈرین کے لئے لگائے گئے تھے - ملکانی ڈرین پر اس کی ضرورت نہ ہے - عمر ڈرین کا ڈسچارج صرف دو کیوسک ہے - موقع پر اس وقت ڈرین میں معمولی پانی موجود ہے- جس کو جلد شیدانی راجباہ میں بذریعہ پمپ ڈالنے کا انتظام کیا جا رہا ہے -

(ج) جیسا کہ جز ہائے (الف) اور (ب) سے ظاہر ہے کہ ملکانی ڈرین کے متعلق سوال بالکل حقیقت کے خلاف ہے - البتہ عمر ڈرین چلانے کے لئے فوری طور پر انتظام کیا جا رہا ہے - اور شکایت کا جلد ازالہ ہو جائے گا -

بسوں کے اڈوں پر بدنظمی کا تذکرہ

116۔ قاضی عبدالقدوس ۔ (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ۔ راولپنڈی) کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہرو کو جانے والی جی۔ٹی۔ایس اور مقامی بسوں کے مرکزی اڈوں اور راستے میں واقع چھوٹے شہروں میں ہر وقت مسافروں۔کی بھیڑ رہتی ہے اور بدنظمی کے مظاہرے مشاھدے میں آتے ھیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت اس سلسلے میں کیا مثبت اقدام کررھی ہے ۔

(ج) آیا حکومت عوامی خواھش کے پیش نظر ٹریفک کے مسئلہ کو حل کرنے کیلئے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں مثلاً لاھور ۔ راولپنڈی ۔ اسلام آباد میں اندرون شہر ریل گاڑیاں [Circular Railway] چلانے کا منصوبہ تیار کرنے کے لئے تیار ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ھو تو اس پر کب تک عمل درآمد شروع ھوگا ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیئر ریٹائرڈ غضنفر محمد خان)

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہروں کو جانے والی تمام جی۔ٹی۔ایس یا پرائیویٹ بسوں کے مرکزی اڈوں سے یا راستے میں واقع چھوٹے شہروں میں ہر وقت مسافروں کی بھیڑ رہتی ہے ایک شہر سے دوسرے شہر چلنے والی بسوں میں تقریباً نوے (90) فیصد تعداد نجی شعبہ سے تعلق رکھتی ہے ۔ صوبہ کے اندر روٹ پرمٹوں کے اجراء پر کوئی پابندی نہیں اور مسافروں کی تعداد کے مطابق ھر سال ان بسوں میں اضافہ ھوتا رھتا ہے ۔ جہاں تک مقامی بسوں کا تعلق ہے ۔ صرف لاھور ، راولپنڈی ، اسلام آباد میں پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی بسیں چلتی ھیں ۔ بعض شہروں میں جی ٹی۔ایس مقامی طور پر یہ سہولت مہیا کرتی ہے ۔ صبح اور شام کے اوقات میں بھیڑ زیادہ ھوجاتی ہے ۔ لیکن

ہر وقت بدنظمی کے مظاہرے مشاہدے میں نہیں آتے ۔ مخصوص اوقات میں بھیڑ کا ہونا قدرتی امر ہے اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی ان اوقات میں مسافروں کی تعداد زیادہ ہوجاتی ہے ۔

(ب) روٹ پرمٹ پر پابندی نہ ہونے کے باعث نجی شعبہ بسوں کی تعداد بڑھا سکتا ہے ۔ جہاں تک اربن ٹرانسپورٹ کی مقامی بسوں کا تعلق ہے حکومت اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے ۔

(ج) اس سوال کا تعلق صوبائی حکومت سے نہیں ۔ کیونکہ ریلوے وفاقی حکوت کے ماتحت ہے ۔

(د) (ج) کے پیش نظر صوبائی حکومت اس سوال پر کوئی تبصرہ نہیں کرسکتی ۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی کی کارگذاری

سوال نمبر 62 ۔ منجانب چوہدری ہارون الرشید تہیم ممبر صوبائی کونسل پنجاب

حصہ سوال جسکا جواب دینا ابھی باقی ہے	جواب
(ج) × × × × ×	
نیز جن ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ہے اور جرم ثابت ہوگئے ہیں ان میں کتنے ملازمین ترقی یاب ہوئے ۔	مطلوبہ اطلاع/کوائف کے حصول کیلئے حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات کے سربراہان سے استفسار کیا گیا ۔ جملہ محکمہ جات نے کسی ایسے ملازم سرکار کی نشاندہی نہیں کی جس کے خلاف سال 1980ء تا سال 1983ء محکمہ انسداد رشوت ستانی کے ایماء پر محکمانہ کارروائی کی گئی ہو اور اس کے مجرم گردانے

جانے کے باوجود اسے ترقی دے دی
گئی ہو - ماسوائے ان کے جو سزا
یاب ہونے کے بعد اپیل یا دیگر
قانونی ذرائع سے بری الزمہ قرار دئیے
جانے کے بعد ترقی یاب ہوئے -

وزیر تعلیم کی جانب سے پرائمری اور ثانوی تعلیم کا عمومی جائزہ

جناب قائم مقام چیئرمین (ملک اللہ یار خان)—شکریہ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے اب جناب وزیر تعلیم تعلیم کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے -

اناونسر - اب جناب وزیر تعلیم صوبے میں تعلیم خصوصاً پرائمری اور ثانوی تعلیم کا عمومی جائزہ پیش کرتے ہیں - چوہدری عبدالغفور وزیر تعلیم پنجاب -

وزیر تعلیم (چوہدری عبدالغفور)—بسم اللہ الرحمن الرحیم
جناب گورنر و چیئرمین صوبائی کونسل ، وزراء کرام اور معزز اراکین کونسل - آج کے اس جائزے کا مقصد روایتی انداز سے کچھ ہٹ کر بات کرنا ہے جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ اس نوع کے ایوانوں میں اس قسم کے فورم میں حکومتیں اپنی کامیابیوں اور کاوشوں کے بلند بانگ دعویٰ کرتی ہیں اور اپنی ناکامیوں کے اعداد و شمار دبیز پردوں میں محصور کرتی ہیں بحث برائے بحث کے طور پر اس ہاوس کی جو عام پارلیمانی روایات ہوں اس سے آپ سب حضرات واقف ہیں لیکن اس ہاوس میں وہ ماحول موجود نہیں ہے اس میں "Noes" and "Ayes" اور For and against کی کوئی تفریق موجود نہیں بلکہ سب کی قدریں مشترک ہیں ہماری سب کی منزل ایک ہے ہم سب اس ہاوس میں اس لیے بیٹھے ہوئے ہیں کہ مل کر ملک و قوم اور صوبے کی بات کر سکیں آج کے اس جائزے اور حقائق پر بحث کرنے کا مقصد بھی صرف یہی ہے کہ میں مثبت انداز میں بجائے اس کے کہ حکومت کی کامیابیوں پر اعداد و شمار پیش کر کے بتاوں کہ گذشتہ چھ ، سات سال میں کتنے اسکولوں میں اضافہ ہوا کتنے نئے کالج بنائے گئے کون کون سے کتنے فنی اور ٹیکنیکل تعلیمی ادارے وجود میں آئے کہاں کتنی رقوم خرچ ہوئیں اس تعلیم کی

جہاں تک اہمیت ہے آپ کو حقائق سے آگاہ کروں جس سے نہ صرف آپ بلکہ حکومت بھی اس کا اندازہ کر سکتی ہے اور کر رہی ہے حکومت نے تعلیمی اخراجات پر اپنے وسائل میں رہتے ہوئے جس قدر ممکن ہوا ہے اضافہ کیا ہے کل ہی جناب چیئرمین پی اینڈ ڈی نے اعداد و شمار میں آپ کو بتایا کہ محکمہ تعلیم پر موجودہ مالی سال میں 371 کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں جبکہ Non-Development fund میں 321 کروڑ اور ڈویلپمنٹ کی مد میں 49 کروڑ سے قریب محکمہ تعلیم پر اس سال خرچ کیا جائے گا تو آج بھی اس تمام ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا احساس کرتے ہوئے حکومت اپنی ذمہ داری سے آگاہ ہے حکومت کو اسکولوں کی تعداد بڑھانے کے متعلق ، نئی عمارتیں بنانے ، پرانی عمارتوں کی مرمت کرانے ، اسکولوں اور کالجوں میں سامان مہیا کرنے ، اپنے طلباء کے لیے اقامتی سہولتیں مہیا کرنے اور فرنیچر اور لیبارٹری وغیرہ مہیا کرنے کا مکمل احساس ہے حکومت اپنی ذمہ داری حتی الوسع پوری کر رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ کے لیے بھی یہ احساس ہمارے ذہنوں میں موجود ہے روایتی طریقہ کار تو یہ ہے کہ میں ایک لمبی چوڑی لسٹ ان کامیابیوں کی پیش کروں کہ موجودہ حکومت نے اس دور میں کیا کچھ کیا ہے لیکن آج مقصد روایتی طریقہ کار اختیار کرنا نہیں ہے آج مقصد یہ ہے کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ گذشتہ 37/36 سال کے دوران صرف ان سات سالوں کی بات نہیں بلکہ گزشتہ 37/36 سالوں سے ہم کس نہج پر جا رہے ہیں ہمارا تعلیمی نظام کس طور پر اور کس ڈگر پر چل رہا ہے آخر اس میں کون کون سی خرابیاں موجود ہیں کہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ہم واضح طور پر اس کو پیش نہیں کر سکے یہ بات اپنی جگہ موجود ہے کہ 1947 میں صرف اڑھائی ہزار سے پانچ ہزار پرائمری اسکول موجود تھے جبکہ 78-1977ء تک انکی تعداد بتاوں تو اندازاً 32 ہزار کے قریب تھی لیکن آج 85-84ء میں صرف پرائمری اسکولوں کی تعداد جن میں مساجد اسکول بھی شامل ہیں 44 - 45 ہزار بنتی ہے یہ Facts and Figures ہیں آج بھی جناب گورنر صاحب جب کہیں تشریف لے جائیں کسی دورے پر جائیں یا آپ حضرات تشریف لائیں تو کالجوں کا اسکولوں کے اپ - گریڈیشن اور نئے سکول کھولنے کا مسلسل اور متواتر تقاضا ہوتا ہے اسکول اور کالج کھلتے جائیں گے اور کھل رہے ہیں کھلتے رہیں ہیں لیکن آخر کوئی وقت تو آئے گا کہ ہمیں بیٹھ کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم کیوں تمام ناکام اور ناراض لوگوں کو پیدا کر کے اپنے ملک کی بنیادوں کو متزلزل کر رہے ہیں اور کس طرح یہاں بیٹھ کر اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اور اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لا کر محکمہ

تعلیم کے نظام تعلیم کی ان خامیوں کو دور کر سکتے ہیں اس بارے میں کامیابیوں کو چھوڑ کر جو بات میں آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آخر وہ کونسی وجوہات ہیں جو پہلے موجود تھیں اور اب موجود نہیں ہیں وہ کیا وجہ تھی کہ پہلے ایک روایتی استاد جس کی معاشرے میں عزت ہوتی تھی جس کو پڑھانے میں دلچسپی محسوس ہوتی تھی اور وہ اس کو عبادت کا درجہ دیتا تھا اور جو تعلیم کے اوقات میں بلکہ اس کے بعد بھی اپنے شاگردوں کے کردار اور کردار سازی کا فیصلہ کرنا اور نگرانی کرنا اپنا فریضہ سمجھتا تھا آج آخر وہ استاد کہاں ناپید ہو گیا ہے اور آج معاشرے میں اس کی وہ عزت کیوں نہیں رہی آج اس کی اپنے شاگردوں میں وہ قدر و منزلت کیوں نہیں رہی کیا وجہ ہے کہ آج اس کا ذہن بھی کمرشل بن کر رہ گیا ہے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اس کے مشاہرے میں کوئی کمی ہے میں اساتذہ کے نیشنل پے سکیل کا عرض کروں گذشتہ سال اگر ان کی تنخواہوں پر اڑھائی سو کروڑ روپے خرچ ہوتا تھا - اللہ کے فضل سے آج اس میں 321 کروڑ روپے رکھا گیا ہے تو سو کروڑ یعنی ایک ارب روپے کا اس میں اضافہ ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اب ان کے مشاہرے بھی اتنے کم نہیں ہیں اور وہ اچھے حالات میں رہ رہے ہیں - پھر کیا وجہ ہے کہ آج وہ اساتذہ اپنی قوم کے لئے فکر مند نہیں ہیں؟ یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ ملک تو بن گیا - حضرت قائداعظم نے اپنے تمام ساتھیوں کی معاونت سے اپنی تمام تر کوشش بروئے کار لاتے ہوئے ہمیں ایک ملک دے دیا - لیکن صحیح طور پر یہ فرمایا کہ ابھی قوم کو بننا باقی ہے - ابھی قوم کو بنانا ہے تو قوم کو بنانے - سنوارنے اور بگاڑنے میں تعلیم کا جو ہاتھ ہے - آپ سب حضرات اس سے واقف ہیں تو آئیے ہم سب مل کر اس بات پر غور کریں کہ آیا وہ کونسی خرابیاں ہیں - وہ کونسا ایک trend ہے جو اس سوسائٹی میں اس معاشرے میں ان اقدار میں آگیا ہے کہ ہم بجائے اس کے کہ تعلیم کے میدان میں further improvements کریں بجائے اس کے کہ ہم اپنی تعلیم کی شرح فیصد کو بڑھائیں - ہم مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکے - بیشک اس میں ترقی ہوئی ہے - لیکن اس قدر نہیں کہ جس قدر ہونی چاہیئے تھی - یہی حال میں عرض کروں کہ کیا والدین نے اپنے بچوں سے محبت کرنا چھوڑ دی ہے؟ کیا انہوں نے ان میں دلچسپی لینا چھوڑ دی ہے - کیا ان کے بچے اسکولوں میں جا کر پڑھتے ہیں؟

کالجوں میں کیا کرتے ہیں؟ وہ کہاں رہتے ہیں؟ ان کی کس قسم کی activities ہیں؟ کیا والدین کا صرف یہی فریضہ ہے کہ وہ اسکولوں کی فیسیں ادا کر دیں اور بچوں کو اسکولوں یا کالجوں میں داخل کروانے کے بعد اس فریضے سے ہٹ جائیں؟ اور وہ سمجھیں کہ ہمارا فریضہ مکمل ہو گیا ہے اور اب تمامتر اسکول کے اساتذہ کی ذمہ داری ہے میں نے اپنے طور پر دیکھا ہے کہ والدین کی دلچسپی یہاں تک قائم ہے کہ وہ صرف امتحان کے وقت یا رزلٹوں کے وقت یا اس کے بعد بچے کے ساتھ بستر بوریا باندھ کر چل نکلتے ہیں کہ بچہ کے نمبروں میں کس طریقے سے اضافہ کروایا جائے اور یہ پرچے کہاں گئے ہیں اس کو کس طرح سے trace کیا جائے اس کے علاوہ یہ سوال وہ اس کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتے یہ ایک گھمبیر مسئلہ ہے جو ہمارے اخلاقی اقدار میں یا ہمارے فرائض کے جو اقدار ہیں ان میں ایک ایسی گراوٹ ہے جس کا یہاں بیٹھ کر جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں والدین کی عدم دلچسپی کی چند ایک مثالیں ہمارے سامنے آئی ہیں۔ گزشتہ دنوں جو drug کے سلسلہ میں جناب گورنر صاحب کی ہدایت پر ایک campaign شروع ہوئی تو اس پر کافی مجالس ہوئیں میٹنگز ہوئیں ایک لڑکے کو جو شاید میڈیکل کالج کا تھا یا یونیورسٹی کا اس کو میوہسپتال کے ایک وارڈ میں داخل کیا گیا۔ بلکہ یہاں تک نوبت آئی کہ اس کے والدین کو بلایا جائے اور ان کو اس میں شامل کیا جائے کہ اس کو نشہ کرنے سے منع رکھا جائے۔ جو طالب علم ہیروئن کے عادی ہو گئے ہیں اس سے ان کو کیسے چھٹکارا دلایا جائے۔ تو اس بچے نے کہا کہ خدارا میرے والدین کو مت بلائیے پوچھا گیا کیوں تو اس نے جواب دیا کہ وہ اپنے والدین کو یہ بتا رہا ہے کہ وہ fourth year کا سٹوڈنٹ ہے جب کہ اس نے ابھی تک first year بھی clear نہیں کیا ایسے والدین بھی ہمارے پاس ہیں کہ جن کو یہ تک پتہ نہیں کہ ان کے بچے کس کلاس میں پڑھ رہے ہیں۔ کہاں پڑھ رہے ہیں کیسی کیسی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں اور ان کے ان پر جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ بیرونی اثرات ہماری درسگاہوں میں داخل ہو گئے ہیں ان کو کس طرح سے اس سے دور رکھا جائے تو ایسے والدین آخر ہم میں سے ہیں۔ ہم خود ہیں۔ تو اس چیز کو دور کرنے کے لئے ہمارے پاس کیا ذرائع کیا تدابیر ہیں کس طریقے سے آپ اس میں مدد کر سکتے ہیں کیونکہ

میں سمجھتا ہوں صرف اور صرف تعلیم کی ذمہ داری کسی بھی معاشرہ میں خواہ وہ کتنا ہی ترقی یافتہ کیوں نہ ہو حکومت پر عائد نہیں ہوتی اس کا تمام تر معاشرہ ذمہ دار ہے چاہے وہ پرائیویٹ اداروں کی شکل میں ہو چاہے وہ ایجوکیشنسٹ (educationists) کی شکل میں ہو یا ان والدین کی شکل میں جن کو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم سے آراستہ کریں۔ حکومت اپنے تمام تر وسائل کے طور پر اس بات کی ذمہ دار ہے کہ ابتدائی تعلیم تو مہیا کی جائے لیکن جب تک آپ حضرات یا پرائیویٹ سیکٹر اس میں آگے بڑھ کر حصہ نہیں ڈالتا تو کہاں تک اس میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے جس کو ہمیں سامنے رکھنا ہے۔ سٹوڈنٹس سے بات کریں، والدین کو ٹیچر کو چھوڑ کر تو ان کی اپنی الگ کہانی ہے۔ وہ سٹوڈنٹ کہانی کہتا جو رات کو لیمپوں کی روشنی میں پڑھتا تھا، موم بتی میں اور مٹی کے تیل کے لیمپوں کی روشنی میں دن رات کام کرتا تھا۔ اس کے علاوہ جو غیر نصابی سرگرمیاں ہیں اور اس قسم کی جو سرگرمیاں تھیں وہ اس کے نزدیک نہیں آتی تھیں۔ آج یہ تمام عوامل جو درسگاہوں میں شامل ہو گئے ہیں جو تمام غیر ضروری عناصر ان میں شامل ہو گئے ہیں۔ درسگاہیں جو اسلحہ خانہ بن کر رہ گئی ہیں اس میں یہ تمام تر باتیں آخر کہاں سے آ رہی ہیں۔ یہ تین چار تکون یا تین چار جو اس کے زاویے ہیں والدین سٹوڈنٹ اور طلبہ یہ جب تک آپنی اپنی جگہ قائم نہیں ہیں اپنے اپنے فرائض کو انجام نہیں دیتے تعلیمی ادارے جس قدر بھی کوشش کریں کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ ایک نظریاتی مملکت ہونے کے ساتھ جس ملک کو آزاد کرانے کے ناطے سے ہم نے تہیہ کیا تھا کہ ہمیں ایک اسلامی نظریاتی مملکت کے تحت رہتے ہوئے اس ایک ماحول کو پیدا کرتے ہوئے اپنی درسگاہوں میں ایک ہی نکتہ میں ایک ہی سمت میں ایک ہی منزل کی طرف بڑھنا ہے۔ ہم نے کس قسم کے شہری پیدا کرنے تھے کیا ہم نے ایسے لوگ پیدا کرنے تھے جو جا کر سکولوں کی بسوں کو ان کے کمروں کو ان کی کھڑکیوں کو ان کی عمارات کو ان کے فرنیچر کو جلائیں۔ آخر معاشرے میں کہاں یہ خرابی موجود ہے۔ صرف اور صرف تعلیم میں درسگاہوں میں یہ سب کچھ موجود نہیں۔ اس کی ذمہ داری معاشرہ پر بھی تو عائد ہوتی ہے تو کیا ہم سب لوگ اس میں شامل نہیں ہیں۔ کیا اس بارے میں ہماری کوئی

ذمہ داری نہیں کہ ہم سب لوگ بیٹھیں اس پر سوچیں اور اس کا کوئی حل تلاش کریں -

میں اعداد و شمار کی طرف جانا نہیں چاہتا ہیں صرف یہ کہوں گا کہ تعلیمی اداروں کی اگر تعداد کی طرف جائیں تو ہر سال میں کتنا اضافہ ہوتا ہے - کتنے ملازمین کا اضافہ ہوتا ہے - اگر صرف اپنے تعلیم کے محکمے کے ملازمین کو دیکھیں تو ان کی تعداد دو لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے - اگر محکمے کو دیکھیں کہ کتنے ہیں ہماری یونیورسٹیاں کتنی ہیں ہمارے پاس بورڈز کتنے ہیں جو ان کے امتحانات لے رہے ہیں ہمارے پاس نصابی سرگرمیوں کو جانچنے کے لئے ٹیکسٹ بک بورڈ ہے اور دیگر آلات بصری ہیں ان کو استعمال کرنے کے لئے - وہ کہاں ہیں آخر کہیں جا کر تو ہمیں ٹھہرنا ہوگا اور سوچنا ہوگا کہ آخر ہم کہاں جا رہے ہیں کس قسم کے شہری کس قسم کے مسلمان کس قسم کے پاکستانی ہم اپنی آئندہ نسل کو بنانا چاہتے ہیں - کیا اپنے محدود ذرائع کے اندر رہتے ہوئے جو ہم سب کی طرف سے اتنا سرمایہ خرچ کیا جا رہا ہے - کیا اسکے مثبت نتائج حاصل کرنے میں ہم کامیاب ہوگئے ہیں - تعداد کی طرف اگر میں جاؤں گا کہ ہمارے تعلیمی اداروں کی کیا تعداد ہے تو تفصیل میں جانے کے بغیر میں عرض کرونگا کہ 52-53 لاکھ سٹوڈنٹس ہمارے تعلیمی اداروں میں موجود ہیں ہمارے میٹرک کا امتحان لینے والے ادارے ہیں یا بورڈ موجود ہیں 1977-78 کی اگر میں بات کروں تو اس میں تقریباً ایک لاکھ 70 ہزار طلبہ کی تعداد شامل ہے جو میٹرک میں appear ہو چکے ہیں - آج 1982-83ء میں ان کی تعداد 2 لاکھ 18 ہزار کے قریب ہے - اسی طرح انٹر میڈیٹ کے امتحان کی بات کریں تو 1977-78ء میں 70-72 ہزار سے بڑھ کر ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے - لیکن اس کی شکل کیا ہے ہم تمام اتنے کالجز کھول کر سکولز کھول کر اس میں ہم حاصل کیا کر پائے - یہ بتاؤں کہ میٹرک کے امتحان میں تین لاکھ بچے جو appear ہوتے ہیں اس میں 50 فیصد فیل کی شرح ہے یہ میں نہیں کہتا کہ شرح اس دور میں کم ہو گئی ہے بلکہ میں کہوں گا کہ یہ شرح 53 فیصد سے بڑھ کر 56 فیصد سے زائد میٹرک کے سٹوڈنٹس کی ہے لیکن کیا اس سے ہم مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں کہ ہمارے آدھے سٹوڈنٹس جو ہیں وہ فیل کی لسٹ میں شامل ہیں - ایک ایسی فوج سٹوڈنٹس کی ہم ہر سال پیدا کر رہے ہیں - یہ میٹرک کی بات ہے جس میں 50 فیصد سے

کچھ کم سٹوڈنٹس ہمارے ناکام ہوتے ہیں ۔ انٹرمیڈیٹ کا حال اس سے بھی بد تر ہے ۔ اور اسکی شرح انتہائی مایوس کن ہے ہمیں یہاں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ یہ بات آپ لوگوں کو اعتماد میں لیکر بجائے اسکے سب اچھا کے طریقہ کارکو اپنائے رکھیں اپنی ان کاوشوں ۔ کوششوں اور کامیابیوں کی فہرست ہر وقت آپکے سامنے رکھیں ہم چاہتے ہیں تعلیم کا معیار جو زوال پذیر ہے یہ کیوں ہوا تعلیمی معمار میں کیوں انحطاط ہوا یہ ایک دن ایک سال یا چند سالوں کی بات تو نہیں ہے اس کیلئے یہ سب کچھ دیکھنا ہو گا ۔ اگر انٹرمیڈیٹ کی بات کروں تو ان بچوں کی pass per centage جو figure سامنے آئے گی جن کا 25 فیصدی آتا ہے جو کئی بورڈوں کی ہے اگر میں بتاوں تو انٹرمیڈیٹ کی تو 17 فیصدی سے بھی کم ہے آخر اتنا سرمایہ لگا کر اس قومی ضیاع کو کس طرح روکا جا سکتا ہے آخر وہ کیا طریقہ کار ہے جس سے بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں جو تعلیم دینے والے لوگ ہیں ہم ان کو علیحدہ نہیں پرکھ سکتے ۔ یہ لوگ محکمہ تعلیم میں کام کرنے والے لوگ ہیں ۔ سوسائٹی کا ایک علیحدہ حصہ نہیں ۔ اس بارے میں محکمہ تعلیم کے جو صاحب الرائے اشخاص ہیں جن کو ایجوکیشنسٹ (educationists) کہتے ہیں جن کی عمریں اس کام میں صرف ہوئی ہیں ان کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا وہاں دوآراء سامنے آئیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ ہماری اخلاقی اقدار ۔ ہمارے معاشرے کی جنرل مجموعی جو گراوٹ ہے اس کا محکمہ تعلیم بھی ایک حصہ ہے وہ بھی اس میں اثر انداز ہوتا ہے ۔ محکمہ تعلیم کے نتائج میں وہ اثر انداز ہوتا ہے ۔ ایک ٹیچر پر وہ اثر انداز ہوتا ہے ہمارے والدین پر وہی اثر انداز ہوتا ہے اور ہمارے سٹوڈنٹس پر اثر انداز ہوتا ہے لیکن یہ سب کچھ اس لئے تو نہیں ہم فرار کی راہیں تلاش کر رہے ہیں ۔ دوسری رائے اسکے مقابلے میں یہ ہے کہ یہ بات نہیں کہ واقعی اخلاقی اقدار میں گراوٹ ہے اس لئے تعلیم اسکی زد میں آ گئی بلکہ وہ کہتے ہیں کہ تعلیم میں کوئی ایسی بنیادی خرابی موجود ہے جس وجہ سے پورا معاشرہ انحطاط پذیر ہے ۔ اس کے علاوہ کہ آپکے نکتہ نظر سے کن باتوں کا کس approach کے ساتھ کس سائنٹیفک approach کے ساتھ ہم تجزیہ کر سکتے ہیں ۔ کس طریقے سے آپ ذہین دفتین جو اذہان ہیں ہماری مدد کر سکتے ہیں ۔ اس میں کون سی بات ہے تعلیم جس کی بنیادی ذمہداری کردار سازی ہے یہ سب اسکو بنانے میں ہے ۔ یہ کردار جو ہم آگے پیدا کر رہے

ہیں ہمارے کورسز میں سب باتیں موجود ہیں کہ جھوٹ مت بولو کسی امانت میں خیانت مت کرو ۔۔ تمام اسلامی اقدار کی چیزیں ہماری کتابوں میں موجود ہیں لیکن نتیجہ کیا برآمد ہو رہا ہے ۔ کیا یہ صحیح ہے اگر نہیں ہو رہا تو کیا ٹیچر حضرات میں کوئی ایسی بات ہے کیا معاشرے کے کردار میں کوئی ایسی بات ہے کیا گھریلو ماحول جو میسر کر رہے ہیں سٹوڈنٹس کو ان میں کوئی ایسی بات ہے ۔ کیا ہم پورے طور پر تو اسکو وہ ماحول میسر نہیں کر رہے جس میں وہ ایسا شہری بن کر سامنے آئے جو نڈر ہو جو صحیح طور پر سوچنے والا ہو ۔ صحیح بات کرنے والا ہو وہ اپنے ملک اور قوم کا محب وطن ہو ۔۔ آخر کسی جگہ سے تو سٹارٹ لینا ہے کسی جگہ سے تو ابتدا کرنی ہے ۔ ہمیں تو ہمیں مل کر بیٹھنا ہے اور یہ سوچنا ہے کہ یہ سب باتیں نہیں ہو رہی ہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟ کہ آپ کی اور حکومت کی ان تمام کوششوں کے باوجود مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہو رہے ۔ یا اگر ہو رہے ہیں تو اتنے اعلی پیمانے پر کیوں برآمد نہیں ہو رہے ۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کے بارے میں غور کرنے کے لئے میں آج آپ کو زحمت فکر دے رہا ہوں ۔ امتحانات کے نتائج کی شرح میں جو انحطاط ہے ۔ اس کا بنیادی مسئلہ کیا ہے ۔ یہ ہم سب کے لئے باعث فکر ہے ۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم کیا پڑھا رہے ہیں اور کیا پڑھ رہے ہیں کس طرح پڑھ رہے ہیں اور کس طرح پڑھا رہے ہیں ۔ یہ سب ضروری باتیں ہیں ۔ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کیا ہمارا نصاب ہماری ضرورتوں سے مطابقت رکھتا ہے ۔ کیا اس نصاب تعلیم کے ذریعے ہم اپنے طالب علموں کو ایسی ضروری مہارتوں اور تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں جس سے وہ جدید تقاضوں کو پورا کر سکیں اور جس سے international forum پر باقی بچوں کی ذہنی سطح کے برابر انہیں لایا جا سکے ۔ کیا ہم اس ضمن میں فنی اور سائنسی تعلیم پر مناسب توجہ دے رہے ہیں کیا ہم جدید دور کے تقاضوں اور مسائل کو پورے طور پر سمجھ رہے ہیں ۔ ہم ان کو اپنے تعلیمی اداروں اور تعلیمی نظام میں مضبوط کرنے کے لیے کیا کچھ کر رہے ہیں ۔ کیا ہم نے اپنے نظام تعلیم کو ماضی کی تاریخ ۔ اپنی قومی امنگوں اور نظریات کے مطابق ڈھالا ہے ۔ یا ڈھالا جا رہا ہے یا اس میں مزید improvement ہو سکتی ہے ۔ آپ کے علم میں ہے کہ اسلامی نکتہ نظر اور اسلامی معاشرے

کی اقدار کو سامنے رکھ کر موجودہ حکومت نے یہ سب کام کیا ہے ۔ ہمارے پس منظر کے مطابق تعلیم ۔ ہماری قومی امنگوں ۔ ماضی کی تاریخ اور نظریات کو سامنے رکھ کر کورسز کو ترتیب دینا ۔ اس میں سے ایسی تمام باتوں کو نکالنا جو نظریہ پاکستان یا اسلامی نظریے کے منافی ہیں یہ سب باتیں پیش نظر ہیں لیکن کیا یہ سب کافی ہے کیا اس میں مزید اضافہ کیا جا سکتا ہے کیا ہماری Direction غلط ہے کیا ہم نے کوئی اور راستہ متعین کرنا ہے جس کے لیے ہم نے یہ سب کچھ کرنا ہے ہمیں ان سب چیزوں کا جائزہ لینا ہے کہ آخر استاد پڑھائی میں دلچسپی کیوں نہیں لیتے ۔ طلباء اپنے کام میں دلچسپی کیوں نہیں لیتے والدین اپنے بچوں کے لئے اتنے پریشان کیوں نہیں ہوتے جس طرح پہلے ہوتے تھے ۔ تعلیمی اداروں کو بیرونی مضرات سے محفوظ رکھنے کے لیے ہم کیا کر رہے ہیں ان تمام چیزوں کو جب ہم اس پس منظر میں دیکھتے ہیں کہ اس پر تمام تر اخراجات ہیں اس بجٹ میں جو اضافہ کر رہے ہیں کیا اس سے ہمیں مطلوبہ نتائج دستیاب ہوئے نہیں میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں ۔ 1977-78ء میں ہمارا تعلیمی بجٹ ، ترقیاتی بجٹ پندرہ کروڑ خرچ کر رہا تھا جب کہ اب ہم پچاس کروڑ روپے خرچ کر رہے ہیں ۔ غیر ترقیاتی مد میں 109 کروڑ کچھ ہزار روپے خرچ ہوتے تھے ۔ لیکن آج ، جیسا کہ کل آپ کو بتایا گیا تھا ، اس پر 321 کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں ۔ مجموعی طور پر 372 کروڑ روپیہ محکمہ تعلیم پر خرچ کیا جا رہا ہے ۔ جب کہ 1977-78 میں اس پر صرف 122 یا 124 کروڑ روپیہ خرچ کیا جا رہا تھا ۔ ان تمام باتوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے طالب علم ہم داخل کرتے ہیں ان کی نصف سے زیادہ تعداد فیل ہو جاتی ہے ۔ اسلام نے ہمیں تعلیم کی ہدایت کی ہے ۔ ''اقراء'' سے اس کی ابتدا کی ہے ۔ تعلیم حاصل کرنے کی یہ فوقیت بتائی گئی ہے کہ اس کو حاصل کریں خواہ ہمیں چین تک کیوں نہ جانا پڑے ۔ ہر مسلمان مرد اور عورت پر اس کا فریضہ بتایا گیا ۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ان تمام تر سکولوں ، مدرسوں اور اداروں کے باوجود ہمارے سکول جانے کی عمر کے بچوں میں صرف 45 فی صد داخل ہو رہے اور اگر اس کی تعداد میں آپ کو بتاؤں کہ ہمارے پاس جو باقی 55 فی صد بچے ہیں ، وہ آخر کہاں ہیں وہ سکولوں میں کیوں نہیں آ رہے کیوں ابھی تک ہم 74 یا 75 فی صد ان پڑھ قوم میں شمار ہو رہے ہیں ۔ اگر اس کے مطابق میں یہ آپ کو اس drop out کی وجہ بتاؤں کہ کیا بات ہے ؟

جس کی کمی ہے جس کی وجہ سے ہم ان تمام نتائج کو حاصل نہیں کر پا رہے - اس میں ہمیں کامیابی کیوں نہیں ہو رہی تو آپ کو سخت مایوسی ہو گی اگر اس میں مڈل سکولوں کی انٹری کا ذکر کروں تو صرف 26 فیصد ہے - ہائی سکولوں میں ہمارے بچے صرف 17 فی صد رہ جاتے ہیں - یہ جو ہم قوم میں ایک ناکام فوج ظفر موج کا اضافہ کر رہے ہیں - وہ کہاں جائیں گے - اس حد تک ہمیں ایک قوم بننا ہے جس کی حضرت قائداعظم نے بنیاد ڈالی - آخر وہ قوم کب بنے گی - کن خطوط پر کس طور پر ہم اس پر مزید کیا کرنا چاہیں گے - تو یہ وہ سب باتیں ہیں جس کے لئے میں عرض کرنا چاہوں گا - بالکل ٹھیک ہے - آزادی ہمیں مل گئی - لیکن آزادی سے پہلے کا جو ہمارا نظام تعلیم تھا - اس میں بھی آپ نے دیکھا کہ اس تمام تر بات کے باوجود کہ انگریز نے جو نظام تعلیم ہمیں دیا تھا اس میں اس نے بابو یا اپنے لئے اہل کار پیدا کرنے تھے - لیکن اس کے باوجود آپ نے دیکھا کہ ہماری قومی تاریخ میں کتنے اعلیٰ اذہان کے لوگ پیدا ہوئے - اس میں کیسے کیسے لوگ ہماری رہنمائی کے لیے آئے - ہم اپنی آزادی حاصل کر چکے ہیں - ہماری تعلیم کے تقاضے بدل چکے ہیں - فطری تقاضے بدل چکے ہیں - لیکن اس کے باوجود آج اس طرح کے لوگ پیدا کیوں نہیں ہو رہے - ان تمام تر مدرسوں اور سکولوں کے باوجود جو ہم کھولے چلے جا رہے ہیں - ان تمام تر اخراجات کے باوجود تمام تر کوششوں کے باوجود کیوں یہ سب کچھ نہیں ہو رہا - اور دوسرا مسئلہ جس کے لیے میں آپ کو تکلیف دوں گا جس کے لیے دعوت فکر دوں گا کہ پرائمری اور اعلیٰ سطح کی تعلیم پر آج ہم بحث کر رہے ہیں - جس میں ہم بیٹھے ہیں - جس میں ہم رہتے ہیں - پیچھے تک - تحصیل کی سطح تک کی بات ہے اپنے پرائمری تعلیم کے اداروں - اپنے مڈل میٹرک - کالج - انٹر میڈیٹ کالج جو ہمارے گھروں کے نزدیک واقع ہیں ، ان کی باتیں آج ہم کریں گے - ہم چاہتے ہیں کہ اس کے بارے میں آپ بتائیں کہ اتنے ادارے جو آپ کے اور لوگوں کے مطالبات پر کھلتے چلے جا رہے ہیں ، دن رات ان میں اضافہ ہو رہا ہے ، اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے تو کیا یہ سب کھلتے چلے جائیں گے بجائے اس کے کہ ہم ان میں مزید اضافہ کریں ، کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم بیٹھ کر سوچیں ، اس میں ہم consolida'e کریں - جو پھیلاؤ اور بے پناہ وسعت محکمے میں آگئی ہے ہم اس کو بیٹھ کر سوچیں کیا ہمیں اس کو

consolidate کرنا ہے یا اسی رفتار سے اس کو آگے بڑھاتے چلے جانا ہے
کیا ہمارے تعلیمی سیکٹر میں یا اس سطح پر جو اخراجات ہیں کیا
یہ ضروری ہے کہ ان کو بڑھایا جائے - یا اس پر مزید توجہ دی جائے
کیا یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی اعلیٰ سطح کی تعلیم کو restrict کریں یا
اس کو ہر ایک کے لئے کھلا رکھا جائے - یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے
کہ جو talented students ہیں ان کے لیے حکومت کی ذمہ داری ہے
کہ اپنے اخراجات سے انہیں اعلیٰ تعلیم کے مواقع ملیں - لیکن یہ بات
کہ ہر کس و ناکس جو تھرڈ ڈویژن میں پاس ہو وہ بھی کہے کہ میں
یونیورسٹی میں جانا چاہوں گا - کیا ہم اس سطح پر نہ بھی ایڈمشن کرتے
ہیں کہ فنی اور ٹیکنیکل تعلیم پر ہمیں زیادہ توجہ دینی ہے یا کیا
موجودہ سسٹم ٹھیک ہے کیا ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ صحیح کام کررہے ہیں
یا اس میں اضافہ کرنا ہے تو یہ تمام باتیں جو غور طلب ہیں
یہ وہ باتیں ہیں جو آپ کے سامنے ہیں کہ اس کا توازن کیا ہونا چاہیئے -

پرائمری تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے سیکٹر میں - میں چاہوں گا کہ جذباتی
طور پر تفریق نہ ہوں - یہ تنگ جذبات شامل ہونے چاہئیں کیونکہ جب
تک ہم جذباتی طور پر محکمہ تعلیم کی ترویج کے لیے ترقی کے لیے
پروموشن کے لئے اس میں شامل نہ ہوں گے کوئی مثبت لائحہ عمل وضع
نہیں کرسکتے - جب تک ایک ایک شہری جذباتی طور پر اس میں شامل نہ ہو
- لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ جو ہمارے سامنے ٹھوس حقائق ہیں ان
کو نکتہ نظر سمجھتے ہوئے سامنے رکھیں - دلائل کی روشنی میں عملی صورت
دیں - تقاریر اخبارات کے مطالعے سے ان کے اداریوں سے ان کی تجاویز سے
دن رات ہمیں ان سے گزرنے کا واسطہ پڑتا ہے - لیکن ضرورت اس امر
کی ہے کہ آپ کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے علاقائی تجربات سے
فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ ہمارے ادارے وہاں کیا کر رہے ہیں ہمارے اساتذہ
وہاں کیا کر رہے ہیں مفید تجاویز سامنے آئیں یہ بھی مطالبہ ہوتا ہے
کہ سکول ٹیچر نے ڈبل ٹوجر کردیں تو کیا اب مطلوبہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں کیا اب
ان میں داخلے میں ترقی ہورہی ہے کیا ان کو properly look after کیا
جارہا ہے کیا آپ اس بارے میں کوشش کررہے ہیں کہ آپ ان اداروں
کو دیکھیں کہ وہاں کیا ہورہا ہے کیوں ہورہا ہے تو یہ تمام
باتیں ہیں جس کے لیے آپ کو یہاں دعوت فکر دی جارہی ہے تو بتائیے اس
کے کہ میں facts and figures بتاؤں کہ کس طرح ہم اپنے تعلیمی اہداف

فنی ادارے اوپر لے گئے اور ان کو آگے لے گئے میں چاہوں گا کہ اس پر آپ حضرات کی توجہ مبذول کراتے ہوئے آپ کو دعوت فکر دیتے ہوئے اس بات کی درخواست کروں کہ آئیے ہم سب مل کر بیٹھیں اور اس بات کا تفصیلی تجزیہ لے کر آئندہ کے لیے ایک پروسیجر وضع کریں جو ہم تعلیمی اداروں میں جاری رکھ سکیں ۔ بہت بہت شکریہ ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

تعلیم پر بحث

جناب چیئرمین ۔ یہ تو آپ ایک دم responses دینے لگے ہیں ۔ کیا خیال ہے اگر میں آپ کو پندرہ بیس منٹ سوچنے کا وقت دوں یا کوئی آدھا گھنٹہ سوچنے کا وقت دوں ۔ باہر چل کر چائے پئیں کوئی سگریٹ پئیں اور سوچیں اور پھر یہاں آ کر بحث ہوگی ۔ جو حضرات گیلریوں میں بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ ہمارے ساتھ چائے پئیں ۔

(اس مرحلے پر چائے کے لیے وقفہ کیا گیا)

(جناب چیئرمین 11 بج کر 15 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

بیگم زبیدہ احسان الحق حقی (صدر ویمن سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن بہاولپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم—ابھی ابھی کچھ دیر پہلے وزیر تعلیم نے نہایت مدلل نہایت عمدہ بہت صاف ستھرے اور سلجھے ہوئے الفاظ میں تقریر کی ۔ ان کی تقریر تقریباً موثر تھی بہت فائدہ مند تھی مگر ان باتوں ہی سے صرف فائدہ نہیں ہوتا ساتھ ساتھ یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ نقائص بھی پیش کریں تاکہ ہم اپنے مطالبات پورے کروا سکیں اور ان نقائص کو بھی درست کروا سکیں ۔ سب سے پہلے تو میں کہوں گی کہ سکولوں کی مرمت کے لئے جس قدر رقم دی جاتی ہے اتنی خرچ نہیں ہوتی ۔ بہاولپور کے سکولوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے ۔ بہاولپور میں ایک ادارہ دارالاطفال جو سکول بھی ہے یتیم خانہ بھی ہے اور رہائش گاہ بھی ہے وہاں پر 60 بچے رہتے ہیں مگر اس کی حالت کچھ ایسی ہے کہ کسی انسانی بچے کو اس ادارے میں رکھنا صحت کے لئے از حد مضر ہے ۔ میں یہ چاہوں گی کہ اس پر توجہ دی جائے اور اولین فرصت میں اس کی

پوری مرمت کی جائے تاکہ وہ سکول بھی رہے اور رہائش گاہ بھی - اس خرابی کی وجہ یہ ہے کہ پہلے یہ ادارہ محکمہ تعلیم کے پاس تھا اس کے بعد سوشل ویلفیئر کے پاس چلا گیا اس دن سے اس ادارے کی حالت مزید خراب ہو گئی ہے کیونکہ وہاں پر صفائی بھی نہیں ہوتی اور مرمت بھی نہیں ہوتی کچھ رقم ممبران نے اکٹھی کی تھی لیکن وہ رقم اتنی ناکافی تھی کہ ایک دیوار بننے کے بعد ختم ہو گئی - لہذا اس ادارے کو ترقی دینا ہمارے ان یتیم بچوں کے لئے بے حد مفید ہو گی جو ہمارے آئندہ آنے والے اچھے شہری ثابت ہوں گے - اس کے بعد تعلیمی نقائص بیان کئے گئے تھے ان میں زیادہ تر وہ بچے ہوتے ہیں جو دیہات سے آتے ہیں اور بعض کے والدین ناخواندہ ہوتے ہیں جن کو معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے بچے اسکول میں کیا کر کے آتے ہیں بچوں کو کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بچے بھی یہ نہیں بتلا سکتے کہ انہوں نے اسکول میں کیا پڑھا لہذا ان کی تعلیم اتنی نا مکمل ہوتی ہے کہ ان کی کامیابی بھی نا ممکن ہوتی ہے پھر اس کے بعد جو والدین علم کو سمجھتے ہیں وہ اپنے گھر میں اپنے بچوں کے لئے پوری پوری طرح سے توجہ دیتے ہیں اور اتالیق رکھ کر بھی باقی کمی کو پورا کر دیتے ہیں مگر جو ہمارا معاشرہ ہے اس میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن پر ہماری نظر جانی چاہیئے اور میں سمجھتی ہوں کہ جو اس وقت اساتذہ ہیں وہ اتنے قابل نہیں ہیں جتنے پہلے اساتذہ ہوتے تھے کئی دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ کوئی استاد جو پرائمری اسکول میں پڑھاتا ہے خواہ وہ خاتون ہو یا مرد ہو اگر اسے کہا جائے کہ صحیح اردو لکھ کر دکھا دے تو میں یقین سے کہتی ہوں کہ وہ صحیح اردو نہیں لکھ سکتا - میں یہ عرض کروں گی کہ سب سے پہلے ان اساتذہ کو تربیت دی جائے جو طالب علموں کو انسان بننے کی تربیت دیتے ہیں انسان بننے کی تربیت ان کے لئے اشد ضروری ہے مکان بن سکتے ہیں چیزیں بن سکتی ہیں مگر تربیت ایک بہت اہم چیز ہے اس اہم چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے اساتذہ کو لائق سے لائق تر بنایا جائے اس کے مقابلے میں جتنے بھی پرائیویٹ اسکول کھلے ہیں اگر ان کے نتائج دیکھے جائیں تو وہ ہمارے گورنمنٹ کے اسکولوں سے کئی تو بہت اچھے ہوتے ہیں اور کچھ بہتر ہوتے ہیں یہ کیوں بہت بہتر ہوتے ہیں اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی - ان کے والدین اتنے اخراجات دیتے ہیں - جناب والا مجھے افسوس ہوا تھا کہ بہاولپور کے کنونٹ اسکول میں جو بچے پڑھتے ہیں وہاں

کے ہر ماں باپ کا جی چاھتا ہے کہ ان کے بچے وھاں پڑھیں مگر وھاں کی منتظمہ نے کہہ دیا تھا کہ تیسری جماعت کے بعد میں کوئی لڑکا نہیں لوں گی اور صرف اس لئے کہ میرے پاس لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے پھر کیا ھوا کہ جتنے بھی مسلمان ماں باپ تھے ان میں سے کسی نے پانچ ھزار روپے کسی نے دس ہزار کسی نے چار ہزار دے کر یکدم اس کو ایک لاکھ روپے اکٹھے کر کے تین کمروں کا اسکول کر دیا گیا مگر بچوں کو وھاں سے نہیں ھٹایا ۔ جناب جب اس قسم کی خامیاں ھوں تو ہم کیسے کہہ سکتے ھیں کہ ھمارے دوسرے اسکول کامیاب ھوں گے ھمارے مخیر حضرات اپنے بچے کی خاطر خرچ کرتے ھیں لیکن قوم کی خاطر اگر وہ خرچ نہ کریں تو میں سمجھتی ہوں کہ ھماری ذات میں ایک بہت بڑی خامی ہے کہ ھم اسلام سے فائدہ نہیں اٹھاتے اسلام تو ھمیں درس دیتا ہے ھمدردی کا سلوک کا اور محبت کا علم کا یہ ساری باتیں ھم میں ھونی چاھیئں یہ ھمارا اپنا قصور ہے مگر تالی دونوں ھاتھوں سے بجتی ہے ھمارے اساتذہ طالب علموں کی پڑھائی کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے جس کی وجہ سے تعلیم سے بہت سے لوگ بے بہرہ ھیں ۔

دوسری جناب والا ایک اور چیز ہے اور وہ ہے ذریعہ معاش میں گزشتہ پانچ سال سے جناب کی خدمت میں التماس کر رھی ھوں کہ جو بچے بارہ بارہ ۔ چودہ چودہ ۔ پندرہ پندرہ سال کی عمر کے ھیں وہ رکشہ ڈرائیور بنے ھوئے ھیں ان کو خدا کے لئے ختم کیجئے پچھلے سیشن میں مجھے بتایا گیا تھا کہ ان کی تعداد تین ھزار ہے اب پانچ ھزار کی تعداد ھو چکی ہے اور وہ روزی کا ذریعہ نہیں ھیں وہ ایک تجارت کا ذریعہ ہے دس دس رکشے بارہ بارہ رکشے ایک آدمی کے ھیں اور اس نے کرائے پر دیئے ھوئے ھیں اور وہ رکشے چلتے ھیں جناب ان کو مکمل بند کیا جائے انسان انسان پر سواری کیوں کرے ان سے وحشیوں کا کام کیوں لیا جائے یہ طبی نکتہ نظر سے بڑی مضر چیز ہے آپ کسی ڈاکٹر سے پوچھ کر دیکھ لیجئے وہ ضرور کہے گا کہ رکشہ ڈرائیور کی عمر 5 سال ہے ادھر تو ھم کوشش کرتے ھیں کہ تپدق کا مرض ختم ھو ادھر ھم تپدق ان رکشاؤں کو چلا کر بڑھاتے ھیں تو یہ ھماری بڑی پر زور التجا ہے کہ خدا کیلئے ان چیزوں کو ختم کیجئے پہلے صرف بہاولپور میں تھے اور یہ اب تعداد میں دو ھزار سے تین ھزار ھو گئے ان میں کچھ غیر رجسٹرڈ بھی ھیں

ہمارے چیئرمین صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ بتلا دیں گے کہ کتنے ہیں تو میری آپ سے پر زور التجا ہے کہ آپ ان کو ختم کر دیں ۔

اس کے بعد لڑکیوں کیلئے انٹرمیڈیٹ کالج نہیں ہیں پہلے بھی میں نے جناب سے درخواست کی تھی کہ ڈیرہ نواب صاحب میں بھی نہیں ہیں اور بہاولپور میں بھی نہیں ہے بہاولپور میں دو مقامات ایسے ہیں کہ جہاں پر تھوڑی سی کوشش سے کم خرچ کر کے ہماری ضرورت پوری ہو سکتی ہے ہمارے سٹلایٹ ٹاؤن میں ایک اسکول ایسا ہے جو پرائمری اسکول بنتا تھا وہاں پر پرائمری اسکول کافی ہیں اگر جناب والا ۔ اس کو انٹرمیڈیٹ بنا دیا جائے تو ہماری ضرورت پوری ہو جائے گی دوسرے ماڈل ٹاؤن اے میں جو لڑکیوں کی تعلیم کا ٹیکنیکل کالج ہے اس میں اتنی جگہ ہے کہ اگر اس کو انٹرمیڈیٹ کالج بنا دیا جائے تو ہمارے دونوں علاقوں میں انٹرمیڈیٹ کالج مہیا ہو جائیں گے اور موجودہ ڈگری کالج پر پڑا ہوا بوجھ بھی کم ہو جائے گا ۔

میں تو پھر یہ کہونگی کہ میں وزیر تعلیم کی بہت مشکور ہوں کہ جنہوں نے ہمیں اچھی باتیں کہیں مگر زیادہ خوشی مجھے تب ہو گی کہ وہ ہماری ضروریات کو پورا کرے اور پورے ملک کی ضروریات پر نظر رکھے کیونکہ ہم سب پاکستانی ہیں اور پاکستانی ہی رہیں گے ۔

وزیر تعلیم ۔ میں جناب کی اجازت سے عرض کرونگا کہ اس بحث کے آغاز کا مقصد یہ تھا کہ تعلیم کے فلسفہ ، اس کے طریقہ اور نظام تعلیم پر ممبران اپنی آراء کا اظہار کریں ۔ جو انفرادی مسائل ہیں ان کیلئے جنرل بحث کا دن رکھا ہوا ہے تو میں آج کیلئے جناب کی وساطت سے عرض کرونگا کہ اس سسٹم کی جو Broad outlines ہیں اور جن کی نشاندھی کی گئی ہے فاضل ممبران اس پر بحث کریں ۔ انفرادی مسائل وہ جنرل بحث میں لے آئیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی (وائس چیئرمین پنجاب رورل کواپریٹو کارپوریشن) جناب والا ۔ وزیر صاحب نے جو پابندی لگا دی ہے میں اس کے خلاف ہوں ۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تعلیم کا پورا آپریشن ہو کیونکہ تعلیم پر کسی نے کوئی بات روز روز نہیں کرنی ہمیں تو یہ بتانا پڑے گا کہ 317 کروڑ روپیہ جو خرچ کیا جا رہا ہے وہ کہاں خرچ کیا جا رہا ہے اور کہاں نہیں خرچ

کیا جا رہا کیونکہ یہاں نمائندگی جس کے نمائندے آپ بھی ہیں دیہاتیوں کی ہے ہمارے اوپر یہ پابندی لگا دی ہے کہ آپریشن نہیں کرنا ہے تو جناب ہم تو یہ آپریشن چاہیں گے اور چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہمیں کیا مل رہا ہے اسلئے جناب میں یہ عرض کروں گا کہ ایسی کوئی پابندی نہ لگائی جائے جو کچھ کوئی کہنا چاہے وہ کہے اور اس ایوان میں جو نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اجازت دیجیئے ۔

جناب چیئرمین — نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

جناب خاقان بابر — جناب والا ۔ جو موضوع اس وقت زیر بحث ہے اس کیلئے میں جناب کو اور جناب وزیر تعلیم کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ حکومتیں عموماً یہ چاہتی ہیں کہ ہر بات پر پردہ ڈالا جائے اور اور حقائق کو بیان نہ کیا جائے لیکن یہ جو دعوت فکر ہے اور دعوت اظہار خیالات ہے یہ بہت وسیع القلبی کا مظاہرہ ہے جس کے لئے ہم جناب کو مبارکباد دیتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ معاملہ کچھ اتنا آسان بھی نہیں ہے بلکہ کافی الجھا ہوا ہے جیسے میرے بزرگ رہے تھے یہ individual کاموں کی بات نہیں ہے مجموعی طور پر ہم نے دیکھنا ہے کہ باوجود اس کے کہ اتنا خرچہ ہوا باوجود اس کے کہ محنت ہوئی باوجود اس کے کہ اتنا روپیہ حکومت نے بھی خرچ کیا ایکن تعلیم کے وہ مثبت نتائج برآمد نہیں ہوئے جن کی ہم امید کرتے تھے تو اس بات کو بیان کرنے کے لیے ہم کو تاریخ کے اس منظر میں آج کے حالات کو دیکھنا ہوگا یہ نظام تعلیم برطانوی حکومت نے چلایا تھا اور میں یہاں پر زیادہ وقت نہیں لونگا اور جلدی پاکستان پر آ جاؤنگا اکبر الہ آبادی فرماتے ہیں ۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

تو مقصد یہ ہے کہ طریقہ تعلیم پر اعتراض اس وقت بھی ہوا تھا آج بھی ہو رہا ہے آمدن برسرمطلب ۔ پاکستان بننے سے پہلے صورت حال یہ تھی کہ حکومت برطانیہ اپنے مخصوص ادارے بھی رکھتی تھی لیکن عموماً وہ ادارے پرائیویٹ تھے مثلاً انجمن حمایت اسلام ۔ انجمن اسلامیہ اور ہندوؤں کے دیو سماج والوں کے سناتن دھرم ۔ تو ایک مقابلہ انجمن حمایت اسلامیہ والوں

کا سپورٹ کے میدان تعلیم کے میدان میں چل رہا تھا اور وہ مقابلہ چلتا رہا اور اس کے مثبت نتائج بھی نکلتے رہے ۔ لیکن جس وقت پچھلی حکومت کا دور آیا تو یہاں پر تاریخ کو بالکل بھول کر تاریخ کو بالکل نظر انداز کرکے اور حقائق کا تجزیہ کئے بغیر ایک طریقہ کار اختیار کیا گیا جس کو نیشنلائزیشن کا نام دیا گیا اور مختلف اسکولوں کو take over کر لیا گیا مطلب یہ تھا کہ شخصی جمہوریت کو بحال کیا جائے اور قومی تعلیم کی بہتری پیش نظر نہ تھی تو نتیجہ کیا برآمد ہوا ایک طرف تو حکومت کے اخراجات بڑھ گئے دوسری طرف مقابلہ ختم ہوگیا ۔ تو اخراجات اس کے ساتھ بڑھ گئے اور اس کے نتائج مثبت نہیں آرہے اس کی ایک بنیادی وجہ مقابلہ کا فقدان ہے لیکن اس کے کچھ بین الاقوامی محرکات بھی ہیں مقامی طور پر گزارشات کرنے سے پہلے وہ محرکات میں بتانا چاہوں گا روس کا انقلاب 1917ء میں جب ہوا تو اس وقت طالبعلموں سے موثر طور پر کام لیا گیا یہ ایک نوخیز طبقہ ہوتا ہے جس کو exploit کرنا کیمونزم والے بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ ایک ایسا element ہے جس کو استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس کے بعد ابھی 1960ء کی بات ہے کہ یونیورسٹی کے طلباء کے ذریعے یونیورسٹی کو اسلحہ خانہ بنا کر کاسترو نے حکومت کا تختہ الٹا اور طلباء ہی کے ذریعے قبضہ کیا وہاں پر آٹھ ہزار فوج تھی چھوٹا سا ملک تھا یونیورسٹی کے طلباء نے چھاپہ مارا اور فوج نے ان کے ساتھ گڑ بڑ کی اس کے بعد ملک پر قبضہ کر لیا اسطرح سے آپ کئی ملکوں کا مطالعہ کریں میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں تفصیل بتا سکوں پاکستان بننے سے پہلے اور پاکستان بننے کے بعد آج تک جو کیمونسٹ جماعتیں ہیں وہ اس بات میں دلچسپی لیتی ہیں کہ ان طالبعلموں کو اسلام کی راہ پر نہ پڑنے دیا جائے ان طالبعلموں کو اسلام سے دور رکھا جائے ۔ وہ چیز پروفیسروں میں بھی موجود ہے وہ افسروں میں بھی موجود ہے اور وہ طلباء کو پڑھاتے ہیں جہاں پر منصور دادا پڑھایا کرتا تھا آج کئی دادا بنے بیٹھے ہیں جو لوگوں کو کیمونزم پڑھا رہے ہیں اور اس کی طرف کسی نے بھی دھیان نہیں کیا

یہ بین الاقوامی محرکات ہیں ۔ مغربی لوگ یہ چاہتے ہیں جمہوریت بھی ہماری ہو ۔ طرز تعلیم بھی ہمارا ہو ۔ طرز بود و باش بھی ہمارا ہو لیکن خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے ہم اپنا نکتہ نظر رکھتے ہیں ۔ ہم اپنی طرز زندگی رکھتے ہیں ۔ یہ چاہتے ہیں کہ قوم اپنی طرز زندگی پر چلے ۔

ہم دوسروں کی نقل نہیں کرنا چاہتے ۔ تو اس لئے مکمل ذمہ داری ان پر نہیں ڈالتا ایک حد تک کمیونزم ، مغربی جمہوریت اور اسلام پسند عناصر جو ہیں اس کا ٹکراؤ تعلیمی اداروں میں چل رہا ہے ۔ طلباء کی سطح پر بھی اساتذہ کی سطح پر بھی اور اس کے جو نتائج برآمد ہوتے رہتے ہیں ان سے ساری قوم آگاہ ہے ۔ گولیاں بھی چلیں ۔ اسلحے بھی برآمد ہونے لگے اور یہاں تک نوبت آ گئی کہ آپ نے اس کے بعد کچھ قوانین بھی بنائے کچھ ضوابط بھی بنائے اور اس کو کنٹرول کیا ۔ بچوں کے ناحق خون کو روکنے کی کوشش کی اس کو میں مستحسن قدم سمجھتا ہوں ۔ یہ جو سیاسی جماعتوں کے آلہ کار ادارے تھے ان پر جو پابندی حکومت نے لگائی ہے یہ ایک مستحسن اقدام ہے ۔ اس سے بچوں کا قتل و غارت کافی حد تک بند ہوا ہے ۔

اب اندرونی سطح پر بچوں کا معیار تعلیم بلند کیوں نہیں ہوتا ؟ بنیادی وجہ تو یہ نیشنلائزیشن ہے ہمیں بتایا گیا کہ اتنے لاکھ پرائمری انسٹیٹیوشن بن گئے ہیں ۔ یہاں بھی حضرات بیٹھے ہوئے ہیں ۔ چیئرمین حضرات بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ڈسٹرکٹ کونسلوں کے حضرات بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اگر یہی ادارے ڈسٹرکٹ کونسلیں چلاتی ہوں ۔ پرائیویٹ ادارے چلاتے ہوں اور ان کا آپس میں مقابلہ ہو تو حکومت کا روپیہ بچے گا ۔ بہتر طالب علم پیدا ہوں گے ۔ مقابلہ ہوگا ۔ سوسائٹی میں بھی اور تعلیم میں بھی یہ نیشنلائزیشن بنیادی بیماری ہے جو بھٹو کے دور میں ہم پر مسلط کی گئی ۔

اب دوسری طرف جناب ہماری مشکل کیا ہے افسر صاحبان جو ہیں وہ legacy of the past ہیں ہم بھی legacy of the past ہیں مگر گذر جانے والی وہ بھی legacy of the past ہیں لیکن ان کے رویے میں تبدیلی نہیں آئی ۔ جو شخص جہاں بیٹھا ہے کہتا ہے ہم جدا دیگر نسبت جو میں سوچتا ہوں وہ ٹھیک ہے ۔ میں نے اس پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر حضور کے سامنے کئی دفعہ یہ بات عرض کی کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو encourage کیا جائے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے جو کچھ ہوا وہ میں عرض کروں گا لیکن میں فی الحال جناب سے یہی گذارش کرتا ہوں کہ سازش کیسے ہوتی ہے ۔ نیک نیتی کے ساتھ بک فاونڈیشن سائنس کی کتابوں کیلئے بنی کہ سائنس کی کتابیں publish ہونگی ۔ اس کے دائرہ کار کو وسیع کر دیا گیا رقم پنجاب حکومت نے دے دی ۔ یہ طرہ امتیاز بھی پنجاب کا ہے کہ

کا ہے کہ کسی اور صوبے کی حکومت نے نہیں دی ۔ پنجاب کی حکومت نے رقم دے دی ۔ اپنے حصے کی رقم بھی اس کو دے دی اور جناب جو وہاں پڑھانے کا پروگرام ہے وہ میں آپ کو پیش کر دیتا ہوں ۔ کتابیں بھٹو کے دور کی چھپی ہوئی ہیں اب وہ نافذ کرنا چاہتے ہیں اور یہ کتابیں ملاحظہ کر لیں ۔ ایجوکیشن منسٹر صاحب ملاحظہ کر لیں میں اگر ایک ایک کتاب پر بحث کرنے لگوں گا تو بہت لمبا وقت لگ جائیگا ۔ جو ,,والڑ باڑ باوے دا باوا کنک لیاوے گا کتاب پڑھایا کرتے تھے جو بری لگتی تھی یہ اس سے بڑی بری مثال کے طور میں ایک بات کہہ کر پھر یہ کتابیں آپ کو پیش کر دوں گا ۔ یہ ہم کو پڑھائی جانے والی ہیں ۔ بک فاونڈیشن یہ فیصلہ کئے بیٹھی ہے اور آپ انہیں احتیاط کے ساتھ دیکھیں یہ ایک لڑکی کے متعلق ہے روسی لٹریچر کا اردو میں ترجمہ کیا ہوا ہے چینی لٹریچر کا اردو میں ترجمہ کیوں ہے ؟ نہ کسی کو خدیجتہ الکبریٰ یاد آتی ہے نہ کسی کو فاطمہ الزھرہ یاد آتی ہے ۔ نہ کسی کو ام کلثوم یاد آتی ہے ۔ یہ کسی ام سلمہ یاد آتی ہے نہ کسی کو حضرت عائشہ صدیقہ یاد آتی ہے کسی کو کوئی یاد نہیں آتا یہ کہانی میرے بچوں کو پڑھائی جاتی ہے کس لئے ؟ یہ کتابیں میں جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ان کو جناب خود ملاحظہ فرما لیں ۔ ان کتابوں میں کیا خرافات لکھی ہوتی ہیں — اور یہ کتابوں کے پڑھنے کے بعد معصوم ذہنوں پر ان کا کیا اثر ہو گا یہ پرائمری کی کتابیں بچوں کے لئے ہیں جو نیا کورس بک فاونڈیشن کے ذریعہ سے دیا گیا ہے اور جو ہم پر مسلط کیا جا رہا ہے ۔ میں ساری کتابوں پر تبصرہ اس لئے نہیں کرتا کہ میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا —

(اس مرحلہ پر جناب خاقان بابر کیطرف سے کتابیں جناب گورنر صاحب کو پیش کی گئیں)

(نعرہ ہائے تحسین)

اب دین ہم کیا پڑھائیں گے ۔ جناب کے لئے گزارش کرتا ہوں ایک کتاب بک فاونڈیشن نے اور منظور کر رکھی ہے جو نافذ ہونے والی ہے ۔ اس کا ایک ہی پیراگرف پڑھتا ہوں باقی کو آپ پڑھتے رہیں اس میں تاریخ کو کس طرح سے مسخ کیا ہوا ہے ۔ آگے پیچھے حالات کو کر کے کیسے بگاڑا ہوا ہے ۔ میں ایک ہی پیرا گراف پڑھ ہوں گا زیادہ نہیں ۔ میں آپ کا وقت لینا نہیں چاہتا ۔ وہ پیرا گراف یہ ہے :—

,,اللہ نے انسان کو پیدا کیا ۔ زندگی گزارنے کا طریقہ سکھا نے کے لئے دنیا میں پیغمبر بھی بھیجے ۔ آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ تعالے نے ساری دنیا اور ساری قوموں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا تھا،،

اب یہ صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر آج بھی پیغمبر ہیں اور ۔ خاتم النبین آج بھی خاتم النبین ہیں ۔ اس ساری کتاب کو پڑھ کر دیکھ لیجئے تو آپ کو یہ تاثر ملے گا کہ کیا گنجائش کسی نبی کی نئی نبوت اس میں رکھی ہوئی ہے ۔ یہ کتابیں لکھنے والے نے سوچنے کی یہ کوشش نہیں کی کہ میں نے قوم کو کیا پڑھانا ہے ۔ میں زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا آپ اپنے ایکسپرٹ کی کوئی کمیٹی بنا دیجئے ۔ میں ان کے سامنے ثابت کروں گا کہ یہ پڑھانے سے قوم کی بہتری ہونے کی بجائے نقصان ہی ہو گا ۔ اس سے تو بہتر وہی تھا وہ الڑ بلڑ باوے دا باوا کنک لیاوے گا،، پڑھایا جائے تاکہ قوم مقامی بات تو کرے ۔ قوم کو روس کی بات چین کی بات اور غیر اسلامی باتیں تو نہ پڑھائی جائیں ۔ یہ آئندہ کا پروگرام ہے جو میں جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب آپ ایک جرنیل ہیں ۔ آپ نے دنیا میں معر کے مارے ہیں ۔ میں نے آپ کو قریب سے دیکھا ہے ۔ آپ ایک بہادر انسان ہیں کوئی آپکو بز دل نہیں کہہ سکتا لیکن عملی طور پر حکومت ایک بزدلی کا مظاہرہ کر رہی ہے ۔ جو سکولز ماسٹرز ہیں جو پرنسپل صاحبان ہیں جو پروفیسر صاحبان ہیں وہ بیوروکریسی بن گئے ہیں وہ کس چکر میں ہوتے ہیں وہ گریڈ کے چکر میں ہوتے ہیں یہ گریڈ یہ رعائتیں حکومت نیشنلائزیشن اس لئے نہیں کرتی نہ پہاڑ ٹوٹ پڑے گا کیا ڈریں گے یہ پروفیسر قوم ان کا مقابلہ کر سکتی ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ بیورو کریٹس بن گئے ہیں استاد نہیں رہے استادوں کی مثالیں آپ کو بتاتا ہوں سینٹرل ماڈل سکول میں میں پڑھتا تھا دسویں جماعت میں تھا سپورٹس میں بھی تھا debator بھی تھا سب کچھ تھا انہوں نے دیکھا بچہ لائق ہے حساب میرا کمزور تھا نرنجن داس ایک ماسٹر ہوتا تھا ایک گھنٹہ روز کلاس کے بعد فری مجھے پڑھاتا تھا آج کمرشلیزم آیا ہے اس کمرشلیزم کے ساتھ یہ بات شامل ہو گئی ہے کہ گریڈ کون سا ہو سارا دن گریڈ کا تذکرہ ہوتا ہے اور ایجیٹیشنز ہوتی ہیں میں نے ایک ایک جگہ کی ایجیٹیشن کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور میں فردا فردا نہیں بتا سکتا ایک کلیہ آپ کو بتا دیتا ہوں پروفیسروں کا کوئی نہ کوئی گروپ اس ایجیٹیشن میں شامل ہوتا ہے ورنہ طلباء کبھی

سڑکوں پر نہیں آ سکتے اور ان کے اپنے grievances ہوتے ہیں اور وہ اپنے آپکو همه دان سمجھتے ہوں وہ سمجھتے ہیں جو کچھ ہم سوچتے ہیں وہ درست ہے اور رهاں ہر پڑھایا کم جاتا ہے وہاں پر سیاست شروع ہو گئی ہے ۔ تو یہ ایک نتیجہ ہے اس بات کا کہ تعلیمی معیار دو وجوهات پر ثابت ہوگئی ہے ۔ ایک تو مقابلہ نیشنلائزیشن کی وجہ سے ختم ہوگیا ہے دوسرے سیاست آگئی ہے ۔ کہ گریڈوں کو حاصل کرنے کی وهی جو پرانی بیوروکریسی همارے لئے مصیبت بنی ہوئی تھی اس سے کہیں بڑھ کر همارے لیے یہ نئی بیوروکیرسی مصیبت بن گئی ہے ۔ اور اساتذہ گریڈوں کے چکر میں رهتے ہیں ۔ طلباء کو دیکھنے کے چکر میں نہیں ہوتے ۔

تیسرے جناب امتحانات کی بات ہو رہی تھی ۔ میں آپ کو ایک concrete مثال دیتا ہوں جس کا ریکارڈ آپ دیکھ سکتے ہیں ۔ میرے بیٹے نے ایفءاے کا امتحان دیا ۔ وہ کہنے لگا ۔ ڈیڈی میرے یہ نمبر نہیں آسکتے میرے نمبر کم ہیں ۔ میں نے کہا بکواس بند کرو ۔ نالائق طالب علم ایسی بات کیا کرتے ہیں اس نے ضد کی ۔ اس نے کہا ڈیڈی میرے پرچے نکلوا لیجئے میں نے پیسے جمع کروائے ۔ حسب ضابطہ پرچہ نکلوایا جو میں بات کہنی چاھتا ہوں اس کو صرف سنانا مقصد نہیں تھا اب وہ ایم۔اے میں چلا گیا خدا کے فضل و کرم سے لیکن میں یہ آپ کو بات بتاتا ہوں کہ پرچہ جب نکلوایا گیا تو بچہ کا اصرار ٹھیک تھا ۔ پہلے سوال ہونے بعد کے سوال ہوئے درمیان میں ایک سوال تھا جس کے 20 نمبر تھے اس کا ایک نمبر بھی بالکل نہیں دیا گیا تھا ۔ اس نے پورا سوال کیا ہوا تھا ۔ خواجہ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لایا ۔ خیر ایگزامینر کو انہوں نے بھیج دیا اس نے کچھ نمبر دے دیئے ہوں گے تو اس سے نتیجہ کیا اخذ ہوا ۔ پھر دیکھتے وقت دماغ غیر حاضر ہوتا ہے ان لوگوں کا جو دیانتدار ہیں وہ بھی اسی چکر میں پڑے ہوئے ہیں کہ میرا گریڈ فلاں ہو رہا ہے ۔ میرا گریڈ فلاں ہو رہا ہے ۔ وہ ماسٹر نہیں رہا وہ اس جذبہ کے ساتھ نہیں دیکھ رہا کہ بچوں کو صحیح تعلیم دینی ہے ۔

دوسری میں یہ گزارش کرنی چاھوں گا کہ میں آپ کو ثبوت مہیا کر سکتا ہوں ۔ 20 ۔ 20 هزار 30—30 هزار روپیہ دے کر کتنے لڑکے 800 سے اوپر نمبر لے کر آتے ہیں اس کی مثال آپ کے سامنے موجود ہے ۔ اس کا ثبوت مہیا کیا جا سکتا ہے ۔

آوازیں — بالکل ٹھیک ہے ۔

جناب خاقان بابر — ان میں سے اکثریت کی حالت یہ ہوتی ہے ۔ اس میں شک نہیں بڑے genuine لوگ بھی ہوتے ہیں ۔ بہت سے اچھے ذہین لوگ بھی ہوتے ہیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں سے اچھے لوگ نہیں ہوتے ۔ بڑے لائق لوگ یہاں موجود ہیں لیکن ایک طبقہ ایسا ہے جو زیادہ نمبر لگواتا ہے ۔ چنانچہ آرمی میڈیکل کالج کے اندر انہوں نے یہ اصول طے کیا کہ تم خواہ 800 ساڑھے آٹھ سو بھی نمبر لے آو ہم نے امتحان لینا ہے ۔ آپ رزلٹ دیکھ لیجئے آٹھ آٹھ سو نمبر لے جانے والے فیل ہوگئے اور جو بمشکل تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوئے تھے اس امتحان میں کامیاب ہوئے اور ان کو داخلہ ملا ۔

تو مطلب یہ ہوا کہ نمبروں والی بات ٹھیک ہے اور اس کو روکنے کی ضرورت بھی ہے ۔ یہ ہم لاءاینڈ آرڈر کا مسئلہ نہیں بنا سکتے ۔ یہ بہر حال تعلیمی مسئلہ ہے اور اس کے حل کا صرف ایک طریقہ ہے کہ ان حضرات کو کسی نہ کسی طریقے سے گریڈوں کے چکر سے ، دولت کے چکر سے نکالنا پڑے گا ، خواہ حکومت قانون کے ذریعے نکالے خواہ عوام ان کا گھیراؤ کر کے ان کو درست کرے ان کو ہر حالت میں استاد بن کر رہنا پڑے گا ۔ جب تک یہ استاد نہیں بنیں گے ، اس وقت تک بات نہیں بن سکتی ۔ جب تک یہ افسر بنے رہیں گے ، اس وقت تک مثبت نتائج برآمد نہیں ہو سکتے ۔

جناب والا ، دوسری گزارش تعلیمی اداروں کو قومیانے کے متعلق میں کرنی چاہتا ہوں ۔ میں نے یہاں پر کہا اور آپ نے اتفاق کیا ۔ حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ جو نیشنلائز کر لیے گئے ہیں ؛ وہ تو ٹھیک ہے ۔ آئندہ کے لیے نئے اداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے ۔ ہم نے حضور کی اس بات کو تسلیم کیا ۔ لیکن جو آرڈیننس بنا ہے وہ بعینہ نیشنلائزیشن کی لائنز پر ہے ۔ جو نئے تعلیمی ادارے اب تک بن چکے ہیں ، وہ بھی اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد بند ہو جائیں گے ۔ وہ نہیں چل سکتے اور کام نہیں کرسکتے بیورو کریسی چاہتی ہے کہ ہم ان کے اوپر اپنا کنٹرول رکھیں ۔ آرڈیننس بنانے سے پہلے کسی سے مشورہ کر لیا ہوتا ۔ میں لمبی بحث میں پڑنے سے بہتر سمجھتے ہوئے جناب کو یہ گزارش گزار کروں گا کہ یہاں پر وکلاء حضرات موجود ہیں ۔ چٹھہ صاحب ہیں ، دوسرے بھائی ہیں ۔ وکیل بہت موجود ہیں ۔ جناب وزیر قانون

اور جناب وزیر تعلیم بھی قانون دان ہیں۔ جناب، آپ وکلاء کی ایک کمیٹی بنا دیجیے۔ ہم آپ کو بتائیں گے کہ یہ آرڈیننس نقصان دہ ہے۔ اس کو implementation کی سطح تک نہ لایا جائے۔

Mr. Chairman—Mrs. U. Karamat has done no harm to anybody.

Mr. Khaqan Babar. She is my sister. No problem.

Mr. Chairman—But then don't beat her.

Mr. Khaqan Babar—She has made no complaint Sir. Dot't worry. جناب، میں گزارش کر رہا تھا کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔ میں نے جناب سے ملاقات کی بہت مرتبہ کوشش کی لیکن جناب مصروف تھے۔ میں نہیں بات کرنی چاہتا تھا۔ میں ذاتی معاملات کے لئے آپ سے وقت نہیں مانگ رہا تھا۔ میرے ذہن میں یہ باتیں تھیں کہ اجلاس سے پہلے آپ کے گوش گزار کر سکے اس کا کوئی تدارک کیا جا سکے۔ جناب والا، یہاں چار وکلاء کی ایک کمیٹی بنائیں اور انھی کی سربراہی میں بنائیں۔ اب وہاں پر ایک کلاز کیا لکھی جاتی ہے؟ جو کمیٹی ہم بنائیں وہ اگر غلط فیصلہ کرتی ہے تو No court shall take cognizance thereof ایسا بڑا کوئی نیشنل سیکیورٹی کا مسئلہ آ گیا ہے جناب عدالتیں اتنی ہی بری ہیں کہ ایجوکیشن کے معاملے میں کوئی گڑبڑ ہو جائے تو عدالتوں تک نہ جائیں تو پھر ان کو بند کر دیجیے۔ پھر ہائی کورٹ کی ضرورت کیا ہے؟ سول ججوں کی ضرورت کیا ہے۔ اسسٹنٹ ججوں کی ضرورت کیا ہے؟ اگر یہ نظام عدل یہاں پر رہنا ہے تو پھر کیوں اس طریقے سے جیسے مارشل لاء ریگولیشن ہوتا ہے۔ یہ ایک آرڈیننس پاس کیا جاتا ہے پھر ایک قابل اعتراض آرڈیننس ہے۔ اس لیے آپ مہربانی فرمائیں اور اس آرڈیننس کو review کرائیں۔ اور ہماری رپورٹ کے بعد اس کے نفاذ کے آرڈرز دیں۔ ورنہ جو تعلیمی ادارے بنے ہوئے ہیں وہ بند ہو جائیں گے کوئی نئے بھی نہیں بنیں گے۔ ان اداروں کے لئے incentive کی ضرورت ہے۔ incentive کیا ہے؟ جو شخص رقوم لگاتا ہے اس کی عزت کی جائے۔ جو شخص اپنی گرہ سے رقم لگا کر سکول بناتا ہے اسے معاشرے میں بلند مقام دیا جائے۔ انجمن حمایت اسلام

کے کارپردازوں کو معاشرے میں عزت کا مقام ملتا تھا ۔ ان کے پاس حکیم الامت علامہ اقبال تشریف لے جاتے تھے ۔ بڑے بڑے علمائے دین ان کے پاس جاتے تھے ، بزرگ ان کا تقدس کرتے تھے ۔ وہ عالی مرتبہ پاتے تھے ۔ وہ فلاحی کاموں کے لئے مال لگاتے تھے اور عزت حاصل کرتے تھے ۔ تو جناب والا ۔ ایک تو وہ مال لگائیں دوسرے وہ جوتے کھائیں یہ بات نہ ہو سکے گی ۔ اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ جناب ۔ جو آپ کی بک فاونڈیشن بن رہی ہے ایک تو اس سے بچیں کیونکہ اس سے ہمارا ستیاناس ہو جائے گا اور دوسرے آرڈیننس کا نفاذ اس وقت تک روک دیجئے جب تک آپ کی نامزد کردہ کمیٹی دلائل کے ساتھ اس پر اپنا تبصرہ نہ پیش کرے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

بیگم بشریٰ رحمان ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے خاقان بابر صاحب کے فوراً ہی بعد مجھے اظہار خیال کی دعوت دی ۔ کیونکہ اسمبلی میں گھن گرج اور جوش و خروش وہ پیدا کر چکے ہیں اور اس کی نفسیاتی مار دے چکے ہیں ۔ اس کے بعد میرے جیسی کم علم عورت ہی کھڑی ہونی چاہیے تھی ۔ جناب والا ۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے فاضل وزیر تعلیم نے ایک بہت ہی مدلل اور خوبصورت تقریر پیش کی ہے ۔ میرے جیسی نیم خواندہ عورت کو بھی سمجھ آئی ہے کہ اگر مقاصد کو روپوش کرنا ہو تو الفاظ کا جال پھینکا جاتا ہے ۔ بہرحال ان کی تقریر سے کچھ نتائج میرے سامنے آئے ہیں ۔ وہ یہ ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ تعلیم میں بھی خامیاں ہیں ۔ نظام تعلیم میں بھی خامیاں ہیں ۔ والدین کی تربیت میں بھی کھوٹ ہے ۔ اساتذہ بھی کور نگاہ اور مردہ ذوق ہیں تو پھر اس تعلیم کا کیا فائدہ ہے اگر ہم یہ ساری باتیں فرض کر لیں ۔ یا جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ پچھلے سینتیس اڑتیس سال میں ہم نے اتنے زیادہ سکول کھولے ہیں ، پرائمری اور مڈل تعلیم کو زیادہ کیا ہے تو اس کے کیا مثبت نتائج سامنے آئے ہیں تو جناب والا ۔ مثبت نتائج اسی وقت سامنے نہیں آتے ۔ اس کے لئے صدیوں اور نسلوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اس باغبان کی طرح جو اپنی ضعیفی میں درخت لگا رہا تھا تو کسی نے اس سے پوچھا تھا کہ بابا ۔ تم تو کل مر جاؤ گے ۔ یہ درخت کیوں لگا رہے ہو تو اس نے جواب دیا تھا کہ میں تو نہیں ۔ مگر میرے بعد آنے والی نسلیں اس کا پھل کھائیں گی ۔ منشور بناتے ہوئے ۔ قانون و ضوابط بناتے ہوئے ۔ بچوں کے بارے میں

سوچتے ہوئے ہم ہمیشہ اپنا ذاتی مفاد سامنے رکھتے ہیں ۔ اس باغبان کی طرح یہ نہیں سوچتے کہ اج کے بنائے ہوئے قوانین و ضوابط اور سکولوں کے نصابات کل کی نسلوں کے کام آئیں گے ۔ جناب والا ۔ ابتدائی تعلیم کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اسلام میں تعلیم کا مقصد کیا ہے اور قرآن تعلیم کے بارے میں کیا کہتا ہے ایک تو تعلیم وہ ہے جو ہم سکولوں میں حاصل کرتے ہیں جس کے عوض ہمیں ڈگریاں دی جاتی ہیں ۔ لیکن ایک تعلیم اور بھی ہے جو انسان کو معاشرے کا شعور دیتی ہے ۔ منصب کا شعور دیتی ہے ۔ زندگی کا شعور دیتی ہے ۔ حقوق و فرائض کا شعور دیتی ہے اور اس کے علاوہ قرآنی تعلیمات کا شعور دیتی ہے ۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے زندگی کا پورا منشور دیتی ہے ۔ لیکن ہمارے ہاں جو ابتدائی تعلیم ہے ۔ اس میں اتنے مراحل اور موڑ کیوں آئے یہ ساری باتیں ہم نے معصوم بچوں پر کیوں آزمائیں کہ ہر پانچ چھ سال کے بعد نہ صرف یہ کہ ان کے کورسز بدل دیتے ہیں ۔ بلکہ ان کا نظام تعلیم بھی بدل دیتے ہیں ۔ ہمارے اور آپ کے زمانے میں بھی پرائمری سکول ہوا کرتے تھے اور ہم کچی پکی جماعت میں پڑھتے تھے ۔ ایک قاعدہ ۔ ایک سلیٹ اور ایک تختی دے کر گھر والے کچھ سکھا دیتے تھے اور ہم جا کر پہلی جماعت میں داخل ہو جاتے تھے ۔ اب جناب والا نرسری سکولوں کا فیشن آیا تو کیا ہوا کہ ماؤں نے آڑھائی تین سال کے بچے سکولوں میں داخل کرانا شروع کر دیئے ۔ وہ بھی بچوں سے عاجز آ جاتے ہیں انہیں سکول میں تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ کر آنا چاہتی ہیں ۔ لیکن کسی نے یہ نہیں سوچا کہ آڑھائی ۔ ساڑھے تین یا چار سال کے بچے کے لئے کس قسم کی کتابیں منتخب کی جائیں ؟ کیونکہ ملک میں یہ خیال imported تھا کہ بچوں کے لئے نرسری سکول ہونے چاہئیں اس لئے ہم نے انھی کی کتابوں اور نصابات سے مدد لینے کی کوشش کی اور اس میں انگریزی نظموں کی تصویروں والی ۔ رنگوں والی اور اس طرح کی بہت سی کتابیں شامل ہو گئیں ۔ تعلیم کی ابتدا یہاں سے ہوتی ہے کہ رنگوں اور تصویروں والی کتابیں دکھائی جاتی ہیں اور ابھی تک پاکستان میں انگریزی کتابوں میں pleasant summer کی شان بتائی جاتی ہے ۔ تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ پاکستان میں تو summer کبھی pleasant نہیں ہوا ۔ یہ کتابیں ان ملکوں میں پڑھائی گئیں جہاں کبھی کبھار سورج نکلتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ بہت pleasant summer ہے تو اس قسم کے ideas ۔ جس طرح خاقان بابر صاحب نے چین ۔ جاپان

اور روش کے بارے میں بھی فرمایا ہے - یہ ابتدائی کتابیں ہر طرح ہمارے لیئے غلط ہو جاتی ہیں - اس کے بعد جب نئے لوگ آتے ہیں وہ پھر ایک تجربہ کرنا چاہتے ہیں - اور وہ تجربہ بچوں پر ہی کیا جاتا ہے اور ہمیشہ انکی کتابوں پر کیا جاتا ہے - آخر یہ تجربہ بچوں پر کیوں کیا جاتا ہے ؟ کبھی آپ ان کا طریقہ تعلیم اردو میں کر دیتے ہیں کبھی انگریزی میں کر دیتے ہیں آپ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں اس میں یہ ہوتا ہے ہمارے دو بچوں نے انگلش میڈیم میں کیا پڑھا ہوتا ہے باقی دو بچے اردو میڈیم میں ہوتے ہیں اسی طرح کورس خیالات کے ساتھ تبدیل ہو جاتے ہیں - یہی حال یونیفارم کا ہے جب کوئی سکول چاہتا ہے یونیفارم بدل دیتا ہے اور جب چاہتا ہے سکول اپنی فیس زیادہ کر دیتا ہے - کم کر دیتا ہے جب جی چاہے کتابیں مہنگی ہو جاتی ہیں - اس کے بعد اساتذہ پر بات آتی ہے اساتذہ کے ساتھ والدین پر بھی بات آتی ہے - اسی طرح میں یہ کہونگی کہ والدین کے بھی اپنے فرائض ہیں جو ٹھیک طرح ادا نہیں کر رہے ہیں - کیا اساتذہ اپنے فرائض ٹھیک طرح ادا کر رہے ہیں - پہلے ایک سوال ذہن میں آتا تھا کہ آپ ان کو معاشرے میں تحفظ دیجئیے یہ غریب طبقہ ہوتا ہے اگر یہ پیٹ بھر کر روٹی کھائے گا تو یہ جی جان سے بچوں کو پڑھائے گا لیکن ہوا یوں ان کے سکیل بھی بڑھا دئیے گئے معاشرے میں بھی ان کو عزت بھی دے دی گئی والدین نے ان کو ذہنی طور پر تسلیم کر لیا آپ لوگ بھی ان کو مراعات دیتے رہتے ہیں - اور بھی دینے والے ہیں کیا ذہنی کیفیت میں تبدیلی آئی ہے - اساتذہ نے تعلیم کو ایک کاروبار بنا لیا ہے - میٹرک کے بچوں کو لے لیجئیے جب امتحان نزدیک آتے ہیں آپ کسی بھی سکول کے سائنس کے انگریزی کے حساب کے کسی بھی استاد کے گھر جا کر دیکھیں پوری کلاس لگی ہوئی ہے - استاد کہتا ہے کہ آپ میرے گھر دو گھنٹوں کے لئے آجائیں اگر آپ بائیولوجی یا کیمسٹری میں پاس ہونا چاہتے ہیں - ایک غریب عورت میرے پاس آئی اور اس نے کہا کہ ماسٹر صاحب تین سو روپے ماہوار مانگتے ہیں آپ جا کر خود ہی دے دیں یا سفارش کریں کہ میں اتنے پیسے نہیں دے سکتی میں غریب عورت ہوں وہ یہ نہیں سوچتے کہ معاشرے میں غریب لوگ بھی ہیں - انکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے پھر یہ ہے کہ ہم نے مانا وہ غریب ہیں وہ اپنے معیار حیات کو بلند کرنا چاہتے ہیں - میں یہ پوچھتی

ہوں کہ انکے اپنے فرائض کیا ہیں وہ استاد کہاں گئے ہیں جو ایک معصوم بچے کی انگلی میں پکڑے ہوئے قلم کی ادا سے یہ جان جاتے تھے کہ تم نے بڑے ہو کر قائداعظم بننا ہے علامہ اقبال بننا ہے کہاں گئے وہ استاد جو انکے سر پر دست شفقت بن کر کھڑے ہو جاتے تھے ان میں ذاتی دلچسپی لیتے تھے ۔ اور چاہتے تھے کہ اس شکل وصورت کے بچے کو کہیں سے کہیں پہنچادیں ۔ یہ بھی درست ہے کہ ایک کلاس میں سو سو بچے ہوتے ہیں وہ کسطرح ذاتی دلچسپی لے سکتے ہیں لیکن ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ انکو 100/80 بچوں میں سے ایک بچہ بھی نظر نہیں آتا جب ہم چھوٹا سا راونڈ اپنے کسی سکول میں جاتے ہیں اور کسی بچے کی تقریر سن کر ہم بتادیتے ہیں اسکے بارے پیش گوئی کرکے بتا دیتے ہیں کہ یہ بچہ ایسا نکلے گا تو یہ اساتذہ ایسا کیوں نہیں کر سکتے کیا آج کوئی استاد یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی بچے کو کسی اعلی مقام پر پہنچایا ہے ۔ آخر ایسا کیوں ہے اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ پہلے زمانے میں ان لوگوں کو خود بھی تعلیم کا شوق تھا ۔ اور ایک اعلی طبقے سے استاد آتے تھے ۔ اب جناب والا طبقاتی تفریق نہیں رہی جتنے نچلے طبقے کے آدمی ہیں وہ بی اے۔ ایم اے کر لیتے ہیں اسکو اگر کوئی نوکری نہیں ملتی وہ کہتے ہیں کہ چلو بچوں کو ہی پڑھالیں جب انکو 5/6 سال پڑھانے کا تجربہ ہو جاتا ہے اور کوئی اچھی ملازمت مل جاتی ہے تو وہ وہاں سے چلا جاتا ہے ۔ اور وہ بچوں کو دوسرے کے رحم وکرم پر چھوڑ جاتا ہے ۔ یہی باتیں نصاب پر اور نصاب تعلیم پر اثر انداز ہو رہی ہیں ۔ آپ نے اپنی تقریر میں بھی یہ فرمایا تھا کہ ایسی تعلیم کا کیا فائدہ ہے جس میں ہم لوگوں کو پڑھاتے چلے جارہے ہیں ۔ اسکے جواب میں عرض کرونگی یہ سوال کبھی نہیں کرنا چاہئیے ۔ کہ تعلیم کا کیا فائدہ ہے ۔ تعلیم کا دوسرا نام فائدہ ہے یہ اور بات ہے کہ کسی مٹیریل صورت میں یہ فائدہ آپکے سامنے نہیں آتا آج نہیں آیا۔ کل نہیں آتا ۔ لیکن کبھی نہ کبھی کہیں نہ کسی صورت میں وہ فائدہ آپکے سامنے آجاتا ضرور ہے میں تھوڑی سی مثال انڈونیشیا اور ملائیشیا کی دیناچاہتی ہوں ۔ پچھلے دنوں مجھے ایک تعلیمی دورے پر وہاں جانا پڑا وہاں میں نے خاص طور پر تعلیمی حالات کا جائزہ لیا ۔ ایک محفل میں ملائیشیا کے اخبار نویسوں نے سوال کیا کہ آپ 1947 میں

آزاد ہوئے تھے - آپکو آزاد ہوئے اتنے سال ہوگئے ہیں لیکن آپ نے ابھی تک -تعلیمی میدان میں ترقی کیوں نہیں کی ؟ جبکہ ہم لوگ 1957 میں آزاد ہوئے تھے اور آپ دیکھیں ہمارا بچہ بچہ تعلیم یافتہ ہے - مجھے بڑی شرم آئی اور مجھے اس سوال کا جواب نہیں آتا تھا - جناب والا تعلیم کا یہ مقصد نہیں ہونا چاہئے کہ ڈگری ہولڈرز یا سکالرز پیدا کریں یا کرسیوں پر بابو بٹھا دیں - خوبصورت وردیاں پہننے والے آدمی سامنے آئیں انگریزی میں گفتگو کرنے والے ذہین آدمی سامنے آئیں - جناب والا تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ تعلیم یافتہ شخص کو اپنی ذات کا شعور ہو - اپنے معاشرے کا شعور ہو - اپنی زمین کا شعور ہو - اپنے مذہب کا شعور ہو اپنے خدا کی پہچان ہو - اپنی ذات کا عرفان ہو اور یہ جناب والا ایک دن میں نہیں آتا - پہلی جماعت میں نہیں آتا - دسویں جماعت میں بی - اے پاس کرکے نہیں آتا - یہ بتدریج انسان کے اوپر حالات اور واقعات کی بارش ہوتی ہے اس میں سے انسان سونا بن کر نکلتا ہے کم از کم یہ تو ہو سکتا ہے - کہ پاکستان کے تمام شہری اپنا نام لکھ سکتے ہوں اپنا شناختی کارڈ پڑھ سکتے ہوں - جو پاسپورٹ وہ جیب میں لئے پھرتے ہیں اسکا نمبر پڑھ سکتے ہوں - ٹیکسی ڈرائیوروں کو اتنا پتہ ہو کہ یہاں انگریزی میں لکھا ہے دائیں طرف مڑنا منع ہے اسطرح بہت سے حادثوں سے جان بچ سکتی ہے - اور تعلیم یہ تعلیم نہیں ہے - انڈونیشیا میں خواتین کی تعلیم کی شرح 80 فیصد ہے مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی ہے کہ انکے گھروں میں جو نوکرانیاں کام کرتی ہیں وہ نوکرانیاں بھی میٹرک پاس ہیں - جناب والا یہاں یہ کہتی ہیں کہ میں تو میٹرک پاس ہوں مجھے چیچوکی ملیاں میں استانی بنا دیں - میں گھر میں روٹی کیوں پکا رہی ہوں - مگر آپکو معلوم نہیں کہ جب میٹرک پاس کا سرٹیفکیٹ پاس ہو تو روٹی پکانے میں کتنا لطف آتا ہے -

جناب چیئرمین - اور کھانے کا مزا چیچوں کی ملیاں میں یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں

بیگم بشریٰ رحمان - جناب والا یہ اپنے دل کے ادراک کی اندر کی روشنی کی بات ہے اور ایک دانشور کا قول ہے کہ اگر آپکے دل میں علم کی سچائی ہوگی تو آپکی شخصیتوں میں حسن ہو گا - اگر آپکی شخصیتوں میں حسن ہو گا تو آپکی زندگی میں نظم و ضبط ہو گا - اگر آپکی زندگی میں نظم و ضبط ہو گا تو آپکی حکومت میں آپکی ریاست میں سکون اور

امن ہو گا - اسکے لئے آپ اپنے دلوں میں علم اور سچائی کی روشنی کموپ
اہ پیدا کریں - مثلاً کسی چھوٹے سے ملازم کے لئے ، کسی راہ گیر مزدور
کے لئے یہ کتنی خوشی کی بات ہے کہ وہ اپنے دستخط خود کر سکتا ہے
کم از کم اتنا تو ہو - اتنے سالوں میں اتنا تو ہو جاتا کہ تمام عورتوں
کو اور تمام مردوں کو اپنا نام لکھنا اور پڑھنا اور تھوڑا اخبار کے ہیڈنگ
پڑھنے آجاتے تو انکو بھی ہم تعلیم یافتہ میں شامل کر لیتے - ہم یہ کیوں
سوچتے ہیں کہ ہمارے بچے آسمان کے تارے توڑ لائیں - انکو ہم طالب
علم سمجھیں گے - ہم نے ان سے سوال کیا کہ انڈونیشیا اور ملائیشیا میں
اپنی تعلیم کی شرح اتنی جلدی کیسے بڑھائی - جبکہ ہم سوچتے ہیں اور
اپنے ہر منصوبے کو فائلوں میں رکھ کر دیتے ہیں اور پھر کوئی اور آجاتا
ہے اور پھر وہ منصوبہ فائل میں دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے جناب والا -
انہوں نے کہا کہ ہم ہر کام کے لئے حکومت کو نہیں دیکھتے ہم یہ
سمجھتے ہیں کہ معاشرے میں رہنے کے لئے کچھ اصول ہوتے ہیں - اس
معاشرہ کا فرد ہونے کے ناطے ہمارے بھی کچھ فرائض ہیں ہمیں خود کچھ
کرنا چاہیئے انہوں نے طریقہ کار بنایا تھا دس آدمیوں کی ایک ٹیم تیار کی
اور انہوں نے کہا ہم نے رضاکارانہ طور پر اس ٹیم کو بستی بستی گاؤں
گاؤں اور قریہ قریہ میں بھیجا اور وہ ٹیم رضاکارانہ طور پر گئی انہوں نے
ہم سے پیسے نہیں لئے اور نہ کرایہ لیا انکو یہ کہا گیا کہ وہ دور دور
جاکر گاؤں میں بھی ایک ایک ٹیم تیار کریں - انہوں نے وہاں یہ نہیں کہا کہ
سارے گاؤں کو جا کر سر پر اٹھا لیا بلکہ دس دس لوگوں کی ٹیم مقرر کی اس
میں ایک انکا لیڈر بنایا اسطرح اس ٹیم نے اپنے اپنے گاؤں میں رضاکارانہ طور
پر تعلیم کو عام کرنا شروع کر دیا اسطرح تعلیم گھر گھر اور ہر دروازے
پر پہنچ گئی - انہوں نے کہا اس کام کے لئے ہم نے نوجوانوں کو استعمال
کیا - ابھی خاقان بابر صاحب نے کہا کہ رضاکارانہ کام کرنے کے لئے فلاح
و بہبود کے لئے ہمارے پاس سب سے اچھی ٹیم جو ہے وہ نوجوان لڑکے اور
لڑکیوں کی ہے - یہ لوگ جوش اور جذبے سے بھرے ہوتے ہیں محب وطن
ہوتے ہیں کام کرنا چاہتے ہیں - ان میں توانائی بھی ہے ان میں رعنائی بھی
ہے سب کچھ ہے مگر رہنمائی نہیں - انکو صحیح الفاظ میں صحیح بات نہیں
کہی جاتی میں آپ سے دعوے کے ساتھ کہتی ہوں کہ میں ان سے منوا کر
دکھاؤں کہ جہاں آپ انکو بھیجنا چاہیں وہ جائیں گے - بات یہ ہے کہ

ہم اپنے منصب سے نیچے نہیں اترتے ہم اپنی vanity کے مارے ہوئے ہیں
ہم سوچتے ہیں ہم کیوں کریں وہ کریں ملائیشیا میں انہوں نے یہ
کہا کہ ہم نے طلبا کو اپیل کی نوجوان نسل سے کہا کہ رضاکارانہ طور
پر یہ کام کریں تعلیم کو پھیلانے کے لئے ہمارے ہاں نوجوان نسل سامنے
آئی اور دس دس کے گروپ میں جا کر انہوں نے تعلیم کو عام کر دیا۔
جناب والا میں بھی یہی گزارش اس معزز ایوان کے معزز اراکین کے سامنے
کرونگی ہم یہاں پر آتے ہیں اپنے مسائل پیش کرتے ہیں اور دھواں دار
تقاریر کرتے ہیں۔ سب کچھ ہوتا ہے لیکن یہ سبکچھ ایک جذبے سے ہوتا
ہے چونکہ ہمارے دل میں کچھ کرنے کا جذبہ ہے تو کسی نہ کسی طور
پر ہم کرتے ہیں اگر ہم انہیں کے خطوط پر کام کریں اور خاص طور پر
خواتین کی ایک ٹیم بنائیں اور تعلیم نسوان کو عام کریں تو ہو سکتا ہے
کہ کل ہم ان کے سوال کا جواب دے سکیں کہ 1947 سے لے کر لیکر
تک یہاں کیوں تعلیم عام نہیں ہوئی۔ خیال خام یہ ہے کہ صاحب ثروت
صاحب جائیداد لوگ ہی خاندانی ہوتے ہیں اور صاحب جائیداد اور صاحب
املاک لوگوں کو خاندانی لوگ کہا جاتا ہے اور تعلیم پر جس طرح ان کی
اجارہ داری ہے وہ انہیں چاہیے تو نظریہ یہ ہوتا ہے کہ چونکہ میں صاحب علم ہوں
تعلیم یافتہ ہوں اس لئے تعلیم میرے ہی خاندان میں رہنی چاہئیے کسی دوسرے
خاندان میں نہیں جانی چاہئیے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ تعلیم اللہ تعالی کی
نعمت ہے۔ علم وہ بارش ہے جو ہر غریب اور امیر پر یکساں ہوتی ہے۔
علم ہی سے آدمی کو فضیلت حاصل ہوتی ہے دولت و ثروت سے حاصل نہیں ہوتی
اس لئے میں جناب فاضل وزیر تعلیم کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہونگی
کہ وہ یہ کہہ کر ہم سے ان کے حقائق چھپائیں بھی نہیں اور نہ ہی ہمیں
آزردہ کریں اور ہماری ہمتوں کو کم بھی نہ کریں یہ کہہ کر کہ جناب
پہلے نظام تعلیم ہے یعنی تاریخ تعلیم کے کوئی مثبت نتائج سامنے نہیں آئے۔ اسی
وقت اس سے زیادہ بات کرنے کا وقت نہیں ہے جب وہ نصاب طے کرتے
ہیں جیسے وہ نظام طے کرتے ہیں اور جب وہ بڑی بڑی کرسیوں پر بیٹھتے
ہیں۔ جب وہ Intellectuals کو دعوت دیتے ہیں تو اس وقت وہ ماؤں
کو بھی دعوت دیں۔ مائیں جو بچوں کا پہلا سکول ہیں جن کی گود پہلا مکتب
ہے اس گود سے بھی کچھ سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئیے کہ انہیں تو کیا
پڑھانا چاہئیے انہیں کسطرح سے پڑھانا چاہئیے یہ نہیں ہے کہ سارا الزام ہی
انہیں پر ڈال دیں۔ ہمارے زمانے میں ہمارے والدین کو اتنی فرصت نہ تھی

کہ وہ ہمارا ورق ورق دیکھتے - لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ ہم بھی تابعدار قسم کے بچے تھے لیکن اب میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ موجودہ دور میں لڑکی لکھی اور فیشن ایبل مائیں اپنے بچوں پر زیادہ توجہ دیتی ہیں - رات کو بیٹھ کو ان کا کام کرواتی ہیں اس لئے کہ competition زیادہ ہو گیا ہے - بچے زیادہ ہیں اور سکول کم ہیں - اس لئے سارا کچھ انہیں کو کرنا پڑتا ہے اور آپ سے یہ التماس ہے کہ نصاب ترتیب دیتے وقت آپ ان گھریلو عورتوں کو جو کہیں نہ کہیں سوشل ورک کر رہی ہیں یا نئی نسل کے بچوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں آخر ان کو کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے اور اس نیک کام کے لئے آپ گھر سے شروع کریں گے - کوئی بھی نیک کام آپ شروع کریں گے تو آپ کے ساتھ سارا زمانہ شروع ہو جائے گا کیونکہ نیک کام کے لئے کسی نے کہا ہے کہ :-

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ پھر آتے گئے اور کاروان بنتا گیا

جناب چیئرمین - آپ نے ایک سوال کیا تھا اس بستے کا جس کا وزن ایک عظیم جانور اٹھاتا ہے اس کے بارے میں کچھ کہئے -

بیگم بشریٰ رحمان - جی جی - انہوں نے بھی فرمایا تھا کہ اس پر ہم غور و خوض کر رہے ہیں - میرا خیال ہے کہ جتنی دیر تک یہ بستے کے اوپر غور و خوض کریں گے ہمارے بچے پوتوں اور نواسوں والے ہو جائیں گے اور ان کے قد چھوٹے رہ جائیں گے - ان کے ساتھ ہم ایک گدھا بھیجا کریں گے جو ان کا بستہ اٹھایا کرے گا اور وہ محاورہ بھی درست ہو جائے گا - لیکن جناب والا وزیر تعلیم کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ سارا زور بستے پر کیوں ہے - میں یہ پوچھتی ہوں کہ اگر ہم اپنے سے پہلی نسل کے بارے میں باتیں کریں تو ان سے لائق لوگ تو اس زمانے میں پیدا نہیں ہوئے - ہمارے باپ دادا یا جسطرح ہم سے بزرگ لوگ ہیں اتنی تعلیم عام کرنے کے باوجود ان سے عظیم لوگ تو ابھی ہم نے پیدا نہیں کئے ہیں - وہی لوگ بڑے تھے - وہی سوچنے والے تھے وہی عظیم تھے لیکن ان کے بستے اتنے بڑے نہیں تھے - ایک اردو کا قاعدہ ہوتا تھا - ایک حساب کی کتاب ہوتی تھی - ایک تختی ہوتی تھی ایک سلیٹ ہوتی تھی - لیکن جناب والا آج میں آپ کو چیلنج کرتی ہوں کہ اس زمانے کے کسی بھی

آدمی کو جس میں آپ بھی شامل ھیں - یہاں اور بھی بہت سے معزز اراکین اس میں شامل ھوں آپ ان سے اردو میں یا انگریزی میں باتکر کے دیکھ لیجئے آج کی نوجوان نسل کا کوئی آدمی نہ ان کا مقابلہ کرسکتا ہے نہ ان جیسا تدبر رکھتا ہے - نہ ان جیسی باتکر سکتا ہے - لیکن یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ٹاٹوں پر بیٹھ کرپڑھا ہے اور تختیوں پر مشق کی ہے - اب بچہ پیدا ھوتا ہے تو میں اس کے ھاتھ میں قلم یا بال پوائنٹ پکڑا دیتی ہے اور کہتی ہے کہ اس کے ساتھ جو کیڑے مکوڑے بنتے ھیں بناتا چلا جا - اس میں میرا کوئی ذمہ نہیں - جناب والا آپ اس کی quality پر believe کرتے ھیں یا quantity ایک بستے میں بہت ساری کتابیں ھیں - الف ب کے رنگین قاعدے ھیں پھر اس کے بعد رنگین قاعدے - اے بی سی کے رنگین قاعدے ھیں - پھر اس کے بعد رنگین قاعدے - پھر ان کی عملی کتابیں ھیں - رنگین تصویریں ھیں تو ایک الف اور ب سکھانے کے لیے آپ کو دس کتابوں کی امداد کی کیوں ضرورت ہے کیا آپ کے پاس ایسے اساتذہ نہیں ھیں اگر طالبعلم کو ایک بار الف ب یا اے بی پڑھا دیں تو ان کو ذہن نشین ھوجائے آپ کو اتنی باھر کی ایڈ کی کیوں ضرورت پڑتی ہے کہ دس کتابیں حساب کی رکھتے ھیں - دس کتابیں اردو کی رکھتے ھیں - دس کتابیں انگلش کی رکھتے ھیں - آپ ان کے لئے ایک مضبوط قسم کا بستہ کیوں نہیں بناتے ھیں- آپ بستے کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے ھیں - چھ سال یا ساڑھے پانچ سال کے بچے کے لئے بنیادی اردو - بنیادی انگریزی بنیادی حساب اور بنیادی اسلامیات یعنی چار چیزیں آپ کو چاھیئں - تو آپ ان کے بارے میں ان کا ایک بستہ کیوں نہیں مرتب کرتے - یہ دیکھ کر یہ دیکھتے کیوں نہیں کہ اس کلاس میں یہ بستہ ھونا چاھیے اور اس میں یہ ھونا چاھیے جناب والا - دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے ان کی اسلامیات کی کتابیں نہیں پڑھی ھیں اسلامیات بچے کو پہلی جماعت سے لگ جاتی ہے - پہلے یہ oral ھوا کرتی تھی - بچے کلمے وغیرہ زبانی یاد کرکے جاتے تھے - اب انہوں نے پہلی جماعت میں بھی written کردی ہے - اب پہلی جماعت دوسری جماعت اور تیسری جماعت کی اسلامیات کی کتاب کو پڑھیں تو ان کی terminology اتنی مشکل ہے کہ بچے سمجھ بھی نہیں سکتے میرے خیال میں بڑے بڑے علماء کی مرتب کی ھوئی ہے اور اتنی مشکل ہے کہ بچے سمجھ ھی نہیں سکتے تو اس کو لکھ کیسے سکتے ھیں - یہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے

دیکھا ہے اور اپنے بچوں کو پڑھایا ہے اور بہت دفعہ اس بات پر افسوس کیا ہے کہ کبھی اسمبلی میں کھڑے ہوکر یا کسی مجمعے میں کھڑے ہوکر ماؤں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی تجاویز بھیجیں فلاں دن میٹنگ ہورہی ہے وہ اس میں آئیں اور اپنی آراء دیں - ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں - یہ تو نہیں ہے کبھی ہم سے بھی مشورہ لیکر دیکھیں کہ بچے پڑھائے - شکریہ -

جناب چیئرمین - اب آپ آئیے -

قاضی عبدالقدوس - (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) - جناب چیئرمین میں سب سے پہلے آپ کا اور وزیر تعلیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے تعلیم جیسے اہم موضوع پر اپنی رائے کے اظہار کرنے کا موقع دیا یہ موضوع اتنا اہم اور اتنا وسیع ہے کہ ایک سیشن کے دو یا تین گھنٹوں میں اظہار خیال کرکے یہ توقع کرنا کہ ہم تعلیم کے میدان میں انقلاب لے آئیں گے ناممکن ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس اہم شعبہ میں بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے ہمیں چاہئیے کہ ہم ان قوموں کی تاریخ دیکھیں تقلید کریں جو تعلیم میں ترقی کر چکی ہیں - انہوں نے صرف اسمبلی میں ڈسکشنز کر کے ترقی نہیں کی بلکہ کچھ کمیشن بٹھائے ہیں جو field میں گئے ہیں - جنھوں نے تحقیق کی ہے اس کے بعد ان نتائج کی روشنی میں نئی reforms کی ہیں جو آجتک چل رہی ہیں - جناب والا اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ ایک کمیشن بٹھایا جائے جس میں دوچار وہ لوگ شامل ہوں جنھوں نے پرائمری سکول سے career شروع کیا اور اپنی زندگی کو وقف کیا - دوچار وہ آدمی ہوں جنھوں نے بیرون ملک تعلیم و تدریس کا کام کیا ہوا اور چند وہ آدمی ہوں جو عوام کے نمائندے ہوں اور اس طرح ایک بہت بڑا کمیشن مقرر کرنے کے بعد اسے یہ preposit on دی جائے کہ وہ تحقیق کرے کہ ہمارے لڑکے جسطرح وزیر تعلیم نے فرمایا ہے کہ ہماری آبادی کا نصف حصہ داخل ہوتے ہیں - یہ کم داخل کیوں ہوتے ہیں اور داخلے کے بعد وہ drop out اور repeaters کیوں ہوتے ہیں یہ ساری باتیں اور بچوں کے لئے تعلیمی مقصدیت پیدا کرنے کے لئے ہمیں کیا کیا طریقے رائج کرنا ہونگے - اور بچوں کی تعلیم کا طریقہ بدلنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا - تو اس سلسلے میں ایک کمیشن مقرر کریں اور وہ جو رپورٹ پیش کرے اس پر عمل کیا جائے اس سلسلے میں ایک

کی مثال دونگا کہ برطانیہ میں تعلیم کے سلسلے Plowden Commission میں بالخصوص پرائمری تعلیم کے سلسلے میں ایک کمیشن مقرر کیا گیا ۔ جس کے غالباً 24 یا 25 ارکان تھے ۔ جو ماہر تعلیم تھے اور سیاستدان بھی تھے ۔ تین سال کمیشن کام کرتا رہا ۔

انہوں نے دو سو سکولوں کو منتخب کیا ان کا intensive اور extensive مطالعہ کیا اور اس کے بعد ایسی ایک رپورٹ تیار کی کہ جس رپورٹ کی روشنی میں آج ہم دیکھتے ہیں کہ برطانیہ کا سارا نظام تعلیم چل رہا ہے ۔ آج ہمیں ایک ایسے کمیشن کی ضرورت ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے آج تک تعلیم کے بارے میں اگر کوئی پالیسی مرتب ہوئی تو بند کمروں میں اور چند آدمیوں نے بیٹھ کر مرتب کی اور آج تک جس پر تحقیق نہیں ہوئی ہے اس معاملہ میں سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ 1835ء میں لارڈ میکالے نے جو نظام تعلیم دیا تھا آج وہی نظام تعلیم جا رہا ہے اور اس وقت کے پیش نظر جو تعلیم کا مقصد تھا آج بھی ہمارے سامنے وہی مقصد ہے اس کی تفصیل میں جانے کی بجائے میں صرف ایشین ڈرامہ کے معروف مصنف Gunner کی ایک کوٹیشن اس نظام تعلیم کے متعلق پیش کروں گا جو کہ ہمارے تعلیمی نظام پر بعینہ صادق آتی ہے ۔ اس نے کہا تھا ۔

> "The system was determined by the fact that the degree are the passport to Government service"

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جو ڈگریاں لی جاتی ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرا بیٹا سی ۔ ایس ۔ پی کرے گا پی سی ایس کرے گا ۔ ڈاکٹر بنے گا ۔ انجینئر بنے گا یا وکیل بنے گا ۔ اس طرح سے ڈگریاں نوکریوں کے لئے لی جاتی ہیں ۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ لڑکے کا aptitude کیا ہے یہ نہیں سوچا جاتا کہ لڑکا کس طرح سے ملک کی زیادہ بہتر خدمت کر سکتا ہے تو ہماری تعلیم میں مقصدیت نہیں ہے ۔ اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ ہمارا نظام تعلیم جو ہے اس کو اس طرح سے بدلنا چاہیے ۔

جناب چیئرمین ۔ او بھئی دیکھئے یہ کون ہے گیلری میں ۔ آپ خاموشی سے سنیں دیکھیں وہ کتنی اچھی باتیں کر رہے ہیں ۔

قاضی عبدالقدوس ۔ جناب چیئرمین میں نے ابھی فلاسفی آف ایجوکیشن کے متعلق بات کرنی ہے اور کسی فلاسفی کی بنیاد جو ہوتی ہے

وہ اس کا کچھ مقصد ہوتا ہے تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ آج ہماری تعلیم میں کوئی مقصدیت نہیں ہے ۔ ہم صرف ملازمت کے لئے ڈگریاں لیتے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے یا تو Creaming انسٹی ٹیوٹ ہیں یا پھر ڈپلومہ ملز ۔ وہاں پر صرف رٹہ لگا کر امتحان پاس کروایا جاتا ہے تاکہ اگلی کلاس میں داخلہ لیا جا سکے اور ہائر کلاسز میں بھی رٹہ لگا کر یا مختلف دیگر ذرائع سے امتحان پاس کر کے ڈگری حاصل کرنا مقصد ہے ۔ اس سلسلہ میں میری وہی گزارش ہے کہ نظام تعلیم میں تبدیلی لائی جائے ۔ تبدیلی ہم نے کیسے لانی ہے ایک تجویز ہے اس کے پہلے کہ میں اپنے صوبے یا قومی لیول کی تجاویز پیش کروں میں ایک جنرل بات کروں گا کہ ہمارے پرائمری کے بچوں پر بالخصوص زیادہ توجہ ہونی چاہیے اور ان کے کورسز بڑھانے کی بجائے زیادہ سے زیادہ کتب پڑھانے کی بجائے صرف اتنا پڑھانا چاہیے کہ جس کو بچہ پڑھ سکتا ہو اور لکھ سکتا ہو ۔ معمولی حساب جانتا ہو اور اس کے علاوہ اس کے کردار کی تعمیر پر زیادہ توجہ ہونی چاہیے اور اس کی گائیڈینس ہونی چاہیے اور اس کے اندر ایک inquisitive اور experimental mind پیدا کرنا چاہیے تاکہ وہ آئندہ ملکی حالات میں زیادہ سے زیادہ پریکٹیکل ہو زیادہ realistic ہو اور زیادہ rationalised ہو ۔ اس کے بر عکس پرائمری سکولز میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جب ہمارے بچے پرائمری سکولوں سے مڈل سکولوں میں آ جاتے ہیں تو inquisitive نہیں ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ پرائمری لیول میں دو بڑی لعنتیں ہیں جس طرح سے میں نے گزارش کی ہے کہ ایک تو کورس اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ رٹہ لگا کر پاس کرانے کے لئے پہاڑے بھی رٹہ لگا کر سکھائے جاتے ہیں اور انہیں practically کچھ نہیں بتایا جاتا ۔ دو دونی چار سکھایا جاتا ہے ۔ ان کے سامنے کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی کہ جس کو وہ multiply کر کے دکھائیں کہ یہ کس طرح چار ہوتے ہیں basic engineering کے اصول وہاں سکھائے جاتے ہیں لیکن انہیں practically کچھ نہیں سکھایا جاتا وہ رٹہ لگا کر آگے چلے جاتے ہیں اور یہ ایک چیز ہے جو ہمارے پرائمری طلباء میں کوئی نئی جدت پیدا نہیں کرتی ۔ ان کا horizon وسیع نہیں کرتی وہ رٹہ ہے یہ strictly ختم ہونا چاہیئے اور یہ ختم ہو سکتا ہے اگر گورنمنٹ اس سلسلہ میں serious ہو ۔ دوسری بات ہے جسمانی سزا یہ دونوں باتیں بظاہر نہایت معمولی سی ہیں ۔ عام آدمی انہیں

کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن میرے نقطہ نظر سے یہ دونوں باتیں نہایت بنیادی ہیں جس میں ایک انقلاب کی ضرورت ہے ۔ پرائمری کے بچے ان تتلیوں کی مانند ہوتے ہیں جنہیں اگر ذرا سختی سے پکڑا جائے تو ان کا تمام رنگ بکھر جاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ڈنڈے کا خوف ان کی شخصیت کو پنپنے نہیں دیتا ۔ ان کی شخصیت کی تعمیر نہیں ہوتی ۔ انہیں ایک مکمل انسان بنانے کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ۔ ویسے تجاویز اس سلسلہ میں بے شمار دی جا سکتی ہیں جس کے لیے میں نے گزارش کی ہے کہ کوئی کمیشن مقرر کیا جائے تب اس میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے ۔ ان دو لعنتوں کے بعد دوسرا مرحلہ سیکنڈری ایجوکیشن کا آتا ہے ۔ جب بچے سیکنڈری ایجوکیشن میں جاتے ہیں ۔ تو ان کی inquisitive spirit یا mind کو بڑھانے کے لیے زیادہ پریکٹیکل بنانے کے لیے میری ایک تجویز یہ ہے کہ سیکنڈری کلاسز میں ووکیشنل ٹریننگ کی تعلیم ضروری کی جائے ۔ ووکیشنل ٹریننگ سے میری مراد اس فلسفہ کی طرف حوالہ ہے جو جان ڈیوی Dewy کا فلسفہ ہے Learning by doing پرائمری کے بعد کے جو لڑکے ہیں ۔ ان کا ادراک وسیع ہو چکا ہوتا ہے اور وہ بہت جلد سیکھ جاتے ہیں ان کو learning by doing کی تربیت دینی چاہئے امریکہ میں اس پر اسی طرح عمل کیا جاتا ہے کہ بچوں کو ہفتہ میں ایک دفعہ باغبانی domestic crafts ہینڈی کرافٹ یا کھڈی پر کپڑا بنانا یا سوشل سروسز جو کہ ان کے کردار کو مکمل کرتی ہے کرائی جاتی ہے ۔ سوشل سروس ایک ایسی چیز ہے جو بعد میں آنے والی زندگی میں انہیں کام دیتی ہے ۔ ان کے اندر حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ انسانوں کے لئے درد پیدا ہوتا ہے ۔ اور بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔ سوشل سروس ہے یا اس طرح کے اور بہت سے موضوعات ہیں جو پریکٹیکل ہیں وہ کرکے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بہتر انسان بن سکتے ہیں اور یہ نہایت ضروری ہے ۔ کہ پرائمری کی طرح سیکنڈری ایجوکیشن بھی صرف تدریسی کتابوں تک محدود نہ رہے تو اس طرح سے بچہ مکمل نہیں ہوتا ۔ ایسے بچہ experiment چاہیئے اسے اپنی تخلیقی قدروں کو باہر لانے کے لیے کوئی out let ہونا چاہیے اور وہ out let تبھی ہو سکتا ہے کہ آپ دس بارہ vocations رکھیں اور بچہ جسے choose کرے ۔ ان میں سے اپنی پسند کا لے لے اس میں وہ کوشش کرے اس کے علاوہ ان ووکیشنز کا یہ فائدہ ہوگا کہ مختلف بچے جب سیکنڈری کے بعد کالجوں میں داخلہ لینے کے لیے جاتے ہیں تو داخلہ کے لیے یہ شرط

ہونی چاہیے کہ بچہ ووکیشنز جانتا ہے یا نہیں - ووکیشنل ایجوکیشن کریکٹر پر جو بےشمار اثرات مرتب کرتی ہے اس کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ ہمارے اندر بابو پیدا نہیں ہوں گے - انگریزوں کے وقت جو ہمارے بچے پڑھتے تھے - انہیں بابو کہتے تھے وہ گھر کا کام نہیں کرتے تھے ان کے گھر والے کہتے تھے کہ یہ بابو ہے بابو کو کچھ مت کہو اور آج بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو اگر ان کو یہ کہا جائے کہ بازار سے سبزی لے آؤ تو وہ اپنی توہین سمجھتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے کہ اس نے تھیلا اٹھایا ہوا ہے - یہ جو ایک سپرٹ ہے - یہ انتہائی غلط سپرٹ ہے اور اس سپرٹ کو اس طرح سے دور کیا جا سکتا ہے کہ سیکنڈری ایجوکیشن میں ہر لڑکے سے equal work کرایا جائے اور صرف عام سکولوں میں ہی نہیں بلکہ جو اچھے اچھے سکول ہیں جہاں پر امیر زادے پڑھتے ہیں وہاں پر بھی یہ بات لازمی ہونی چاہیے کہ class daitinction ختم ہو جائے اور dignity oflabour کے خلاف جو نفرت ہے وہ ختم ہو جائے اس طرح سے ووکیشنل ایجوکیشن کے دو طرفہ مقاصد کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہم نے علیحدہ جو دستکاری کے سکول اور ٹیکنیکل سکول کھولے ہوئے ہیں وہاں پر ہم سب بچوں کی راہنمائی نہیں کر سکتے ہیں اور وہاں صرف ایسے بچے جاتے ہیں جو اور کہیں نہیں جا سکتے ہیں - لیکن اگر ہم سیکنڈری ایجوکیشن میں ووکیشنل تعلیم شروع کردیں تو ہم ایک ایسی نسل تیار کر لیں گے جن کے اذہان ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لیے تیار ہوں گے اور پھر وہ اپنے ذہن کے مطابق اپنے aptitude کے مطابق ایک پیشہ چن کر ایڈوانس تعلیم کے لیے ان انسٹی ٹیوشن میں ان اداروں میں جا سکیں گے - اور جو علیحدہ سکول بنائے جا رہے ہیں انہیں Ad ance تعلیم کے لئے استعمال کیا جائے نہ کہ Basic تعلیم کے لئے

جناب والا محترم وزیر تعلیم نے جو بہت سی باتیں کہی ہیں ، ان پر فرداً فرداً بات کرنے سے پہلے میں عام تجاویز -

جناب چیئرمین — میرے خیال میں آپ کو تین منٹ اور دوں گا۔

جناب قاضی عبدالقدوس - نہیں نہیں - میں نظام تعلیم سے متعلق عام تجاویز پیش کروں گا ایک تو یہ ہے کہ جیسے میں نے کل گذارش کی تھی کہ عمارتیں زیادہ سے زیادہ بنانے کی بجائے زیادہ سے زیادہ سکول کھولنے کی بجائے انہیں consolidate کیا جائے اور جو سکول کھلے ہیں ان پر توجہ دی

جائے - اس سلسلہ میں میں نے یونیسکو کی ایک رپورٹ بھی پیش کی تھی لہذا اس سلسلہ میں پالیسی میں تبدیلی کی بہت زیادہ ضرورت ہے - اس کے علاوہ ہمارے سکول میں سٹاف بہت کم ہے ۔ ساؤتھ ایشین ممالک میں پاکستان سٹاف کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے - اس لئے سٹاف پورا کیا جائے اور اسی سلسلہ میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ معمولی بات نہیں ہے آپ خود ہی سوچیں اگر بچے زیادہ ہونگے تو ایک استاد انہیں نہیں پڑھا سکتا - اس سلسلہ میں - میں ایک مثال دے کر اس بات کو یہیں ختم کرتا ہوں کہ 1980ء میں برطانیہ گیا ہوا تھا تو وہاں سکاٹ لینڈ کی ایک استانی جسے گولڈن میڈل بھی ملا ہوا تھا اور بڑی telented استانی سمجھی جاتی تھی اس نے صرف اس لئے استعفے دے دیا کہ اس کی کلاس کے بچے 35 ہیں تو اس نے کہا کہ وہ jusice نہیں کر سکتی کیونکہ اس نے محکمہ تعلیم کو لکھا اور انہوں نے کوئی اور استانی نہیں بھیجی - چنانچہ اس نے لکھا کہ بچے زیادہ ہیں اور وہ ان کی پوری طرح تعمیر نہیں کر سکتی اور نہ ہی ان پر انفرادی توجہ دے سکتی ہے بطور استانی وہ اپنے کیریر کو ختم کرتی ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اس لئے استادوں کی کمی کو پورا کرنا نہایت ضروری ہے - اس کے بعد استادوں کے متعلق میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ بھی ٹھیک ہے کہ استاد ذمہ دار ہے - لیکن وہ بھی ایک انسان ہے - اس ایوان میں پچھلے اجلاس میں استاد کو ایک بجس چیز کہہ کر پکارا گیا - آج بھی یہ کہا گیا ہے کہ ان استادوں کو ہمیں ٹھیک کرنا ہوگا جس کے یہ معنی نکلتے ہیں جیسے کان سے پکڑ کر ٹھیک کرنا ہوگا - جناب والا ان کے بھی سہرے خواب ہیں ان کی بھی اولادیں ہیں انہیں بھی کچھ ضرورت ہے ان کی بھی پریشانیاں ہیں ۔۔ ان کیلئے ہم نے کیا سوچا ہے - سوشل سٹیٹس کی بھی یہاں بات ہوئی وزیر تعلیم نے کہا کہ استادوں کا پہلے اتنا سوشل سٹیٹس تھا اب کیوں نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں ٹیچر کا نہ پہلے سوشل سٹیٹس تھا اور نہ ہی آج ہے - آج اگر آپ کے ساتھ کوئی اجنبی بس میں بیٹھا ہو یا ریل میں بیٹھا ہو تو آپ اس سے بڑی خوش مزاجی سے باتیں کرتے ہیں لیکن اگر وہ آپ سے یہ کہیں کہ وہ پرائمری کا استاد ہے تو اس کی طرف دیکھنا چھوڑ دیں گے - دیہاتوں میں بھی آپ نے کوئی مقام نہیں دیا بے شک موجودہ حکومت نے ان کے مسائل حل کرنے کیلئے ہاؤس رینٹ اور کچھ

اور باتیں کی ہیں ۔ لیکن میں ایک ناانصافی کی طرف ضرور اشارہ کروں گا جو ہے ۔ کیڈر سسٹم ۔ جب سکول نیشنلائز کیے گئے تو صوبائی کیڈر بنایا گیا اور اس کے بعد نیشنلائزڈ کیڈرز اور جنرل کیڈر تھا جنرل کیڈر کے لوگ جو بعد میں بھرتی ہوئے وہ استاد تھے ماسٹر ہو گئے ہیں لیکن بقایا دو کیڈروں کی مسلسل گزارش کے باوجود آج تک انہیں حقوق نہیں دیے گئے حالانکہ ان دونوں کیڈروں سے متاثر ہونے والے ہزاروں اساتذہ ہیں ۔ بے شمار ایسے اساتذہ ہوں گے جو ترقی کے سنہرے خواب دیکھتے دیکھتے قبر میں چلے گئے ۔ اور جو ہیں وہ نوحہ کناں ہیں آخر حکومت نے ان کو یہ کیا کیا یہ سب ٹیکنیکل باتیں ہیں کہ سپریم کورٹ میں کیس کیا ہوا ہے حالانکہ پارٹیز استاد اور آپ ہیں اگر آپ ان کے مسائل حل کرتے ہیں ہزاروں اساتذہ کی پریشانیوں کو دور کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سپریم کورٹ اس میں اثر انداز نہیں ہو سکتی ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اساتذہ کو اتنا برا نہ کہیں ۔ آج بھی ایسے اساتذہ ہیں جن سے ہم پڑھتے تھے ہمارے بچے پڑھتے ہیں لیکن ہم ان کو کتنی احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ اتنے devoted لوگ آج بھی موجود ہیں کہ جو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان بننے سے پہلے اچھے تھے ۔ یہ تصور غلط ہے کہ پہلے کا استاد زیادہ ، جب وطن تھا ۔ اس وقت قومیت کا کوئی تصور ہی نہیں تھا اس وقت تو ہم انگریز کے غلام تھے (نعرہ ہائے تحسین) اگر قومیت کا تصور کسی استاد میں ہے تو اس استاد میں ہے جو آج بچے پڑھا رہا ہے ۔ وہ محنت کر رہا ہے تھوڑی سی تنخواہ میں پڑھا رہا ہے ۔ اگر آپ کو تعلیم میں دلچسپی ہے اور یقیناً آپ کو دلچسپی ہے آج کا اجلاس یقیناً اس کی دلیل ہے تو میں یہ کہوں گا کہ تینوں کیڈروں کو ختم کر کے ایک کیڈر بنایا جائے ۔

اس کے علاوہ جناب والا میں ان کی ٹریننگ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہوں گا مختصراً عرض کروں گا کہ اس سے پہلے میں نے ووکیشنل ٹریننگ کی تجویز پیش کی تھی دوسری میری گزارش یہ ہے کہ کردار کی تعمیر ۔ اصل چیز کردار کی تعمیر ہے ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا ہر کلاس میں سکول شروع ہونے سے پانچ منٹ پہلے اخلاقیات کا پیریڈ رکھا جائے جس میں کتابی تعلیم دینے کی بجائے صرف ان کے کردار کے متعلق انہیں مثالیں دی جائیں یقین جانیے یہ بڑا اہم معاملہ ہے مثال کے طور پر میں سگریٹ نہیں پیتا میں کیوں نہیں پیتا حالانکہ میرا سارا خاندان سگریٹ پیتا ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے ۔ میرے ایک استاد تھے اور

جو کلاس شروع کرنے سے پہلے کھڑے ہو جاتے تھے اور کسی ایک موضوع پر بات کیا کرتے تھے اور اکثر یہ کہتے تھے کہ بیٹا سگریٹ نہیں پینا یہ بہت بری عادت ہے مجھے اس وقت کوئی پتہ نہیں تھا کہ یہ عادت بری ہے یا نہیں لیکن وہ بات میرے ذہن میں آج تک بیٹھی ہوئی ہے جس کی وجہ سے میں سگریٹ نہیں پیتا - لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پانچ منٹ کا اخلاقیات کا پیریڈ بچے کی بہترین رہنمائی کر سکتا ہے - اس کے بعد جناب والا میں ٹریننگ کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ اساتذہ کی ٹریننگ ایک دفعہ کے بعد ختم ہو جاتی ہے - دو سال یا ایک سال کا کورس ہوا اس کے بعد ٹریننگ ختم اور ساری زندگی وہ ایکسپرٹ سمجھے جاتے ہیں - اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ہر اساتذہ کے دو تین سال کے بعد ریفریشر کورس ہونے چاہئیں - اس کے علاوہ ورکشاپ لگنی چاہئیں جس میں تعلیم کی ماڈرن ٹیکنالوجی کے متعلق چند اساتذہ کو تعلیم دی جائے جو آگے جا کر اسے پھیلائیں اگر یہ باتیں نہ کی جائیں تو یقین جانیے آج بھی ہمارے بچے بسیں جلاتے ہیں کل بھی جلائیں گے - یہ جو یہاں کہا گیا ہے کہ بچے اس لئے بسیں جلاتے ہیں کہ کمیونسٹوں کا یہاں اثر ہے فلاں بات کا اثر ہے سیاست دانوں کا اثر ہے یہ بالکل غلط ہے ان کی ابتدا پرائمری یا سیکنڈری سکول میں ہوتی ہے جب ان کے اندر گھٹن پیدا ہو جاتی ہے جب ان کی شخصیت مکمل نہیں ہوتی تو وہ بچے جب کالجوں میں جاتے ہیں تو ایک نامکمل شخصیت لے کر جاتے ہیں اور اس نامکمل شخصیت کو سیاست دان استعمال کرتے ہیں اس نامکمل شخصیت کو سوشلسٹ استعمال کرتے ہیں اور اس نامکمل شخصیت کو سرمایہ دار استعمال کرتے ہیں اس کی جڑیں پرائمری اور سیکنڈری سکول میں ہیں کیونکہ جب تک شخصیت کی تعمیر نہیں ہوگی ایسا ہوتا رہے گا پھر آپ اسے بند نہیں کر سکتے - جناب والا ورکشاپ کے بارے میں میں ایک بار پھر کہوں گا کہ اس خیال پر بھی عمل کیا جائے - آپ دیکھیں گے کہ بے شمار نقائص آپ کے سامنے آئیں گے - اگر یہ سب کچھ نہ کیا گیا تو ایک شعر سے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اگرچہ علامہ اقبال نے اس وقت کے متعلق کہا تھا آج بھی وہی وقت جا رہا ہے -

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا

کار طفلاں تمام خواهد شد

جناب چیئرمین—ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔

جناب چیئرمین—آپ یہ بھی بتائیں کہ موجودہ تعلیم میں ہمارے کیا مقاصد ہونے چاہئیں ۔ اور پھر اس کے بعد کچھ ان چیزوں کے بارے میں بھی بتائیں جیسے کنٹرول Supervision ہے ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا—جناب چیئرمین میں وزیر تعلیم کی ممنون ہوں کہ انہوں نے آج ہمیں تعلیم کے موضوع پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی اور جو باتیں اور جو شکوے ہمارے دلوں میں تھے ان کی خود ہی نشاندھی بھی کی ۔ جناب والا ۔ یہ یقیناً لمحہ فکریہ ہے کہ پاکستان بنتے ہی نظام تعلیم کی طرف توجہ دینا اور اس کو نئے سرے سے ترتیب دینا ایک بنیادی ضرورت تھی لیکن کتنا ظلم ہے کہ اتنے عرصہ میں تعلیم کے مقاصد کا تعین تک نہیں کیا گیا ۔ سب جانتے ہیں کہ غلامی کے دور میں تعلیم کا مقصد محض ایک بابو بنانا تھا ۔ لیکن آزاد ہوتے ہی قرارداد مقاصد کی رو سے جو مقصد طے ہونا چاہیے تھا وہ تھا ایک صحیح باکردار ، اصول اقدار کا حامل مسلمان بنانا ۔ لیکن اس پر کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا گیا ۔ گو کہ زبانی جمع خرچ تو بہت رہا ۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا نہایت احسان ہے کہ اب نہایت سنجیدگی سے یہ کوششیں جاری ہیں اور آج جیسا کہ ہم نے اس چیز پر غور شروع کیا کہ آخر کونسے عوامل اس تمام اخلاقی گراوٹ کے ہیں جو ہمارے لئے چیلنج بن چکی ہے اور ہماری نئی نسل کی بے راہ روی اور موجودہ تعلیم کے جو ناخوشگوار نتائج ہمارے سامنے آ رہے ہیں ان کے پس منظر میں کونسے عوامل ہیں جن کی طرف بھرپور توجہ دینا ضروری ہے ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایک تکون Trio ہیں جو والدین ۔ اساتذہ ۔ اور طلباء کی ہے ۔ ...ذکر ہے ہمارے سامنے آیا معاشرہ اور نظام تعلیم بھی شامل کیا جانا چاہیے ... غور کیا جانا چاہیے ۔ ان سب ہی میں بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے ۔

جناب والا کسی مقصد کو پانے کیلئے ہر سطح پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن پریشانی کی بات یہ ہے کہ غور و فکر بغیر کسی مقصد کے اور بغیر کسی نتیجے کے نشستند و گفتند و برخاستند میں ختم ہو جاتا ہے اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کی اپنی بھی مشکلات ہیں ۔ اب دیکھیے کہ اسلامیات کو ہر سطح پر شامل introduce تو کر لیا گیا ہے لیکن لوگوں نے ابھی تک

کو خوشی سے قبول نہیں کیا نہ والدین نے اور نہ ہی طلبا اور طالبات نے ان کا خیال ہے کہ یہ ایک غیر ضروری سی چیز ہے جو ہمیں گھر میں ہی بتا دی جاتی ہے بس اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں - خصوصاً سائنس کے طلباء جو بڑی بڑی کلاسوں میں ہیں اور جنہوں نے شروع سے دینیات کے متعلق کچھ پڑھا اور کچھ نہیں پڑھا وہ اس کی بنیادی اہمیت سے آگاہ نہیں ہوئے لہذا وہ سمجھتے ہیں کہ اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کے مضامین شامل کر دینا طالب علموں کے ساتھ زیادتی ہے جس پر بلکہ احتجاج جاری رہتا ہے بہر حال میری رائے میں اس سلسلے میں سب سے بڑی ذمہ داری اساتذہ پر آتی ہے کہ وہ دینیات کو تھیوری میں محض ایک بے جان سی چیز بنا کر ان کے سامنے یونہی پیش نہ کریں بلکہ عام زندگی میں اس کے دور رس اثرات حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ بہت سوچی سمجھی پلان کے مطابق بڑے دلنشین انداز میں بڑی عملی مثالوں سے اسلامیات پڑھائی جائے بلکہ دلوں پر نقش کی جائے تاکہ ہر طالب علم اپنی زندگی میں اس علم کو وہ اہمیت دے جو اس کا حق ہے وہ جانے کہ اس کی تخلیق کا کیا مقصد ہے۔ نہ خود شناس خدا شناسی اور جہاں شناس ہی اصل میں ہماری تعلیم کا مقصد ہے ابھی تک تو ہم اسلام کا نام لیتے ہوئے بھی جھجکتے رہے ہیں خدا کا شکر ہے ہمیں اب تو تھوڑی بہت جھجک دور ہو گئی ہے۔ الحمدللہ - وہتنے جناب والا - یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ نظریات کے پرچار کرنے والے بڑی محنت سے بڑے استقبال سے اگر اپنی منزل کی طرف چلتے چلے جاتے ہیں تو کیا اسلام کے لافانی حقائق کا اعتراف کرتے وقت اس جھجک کا ہمارے پاس کوئی جواز ہے اور اسلام کیلئے ابھی تک ہمارا رویہ معذرت خواہانہ رہا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ احساس کمتری ہمارے لئے بہت ہی نقصان کا باعث رہا ہے اور اس کی وجہ بدقسمتی ہے ہماری کم علمی کوتاہ بینی اور اغیار کا متعصبانہ پروپیگنڈا تھی کہ اب میں سمجھتی ہوں کہ بہت سی ذمہ داری معاشرہ پر عائد ہوتی ہے والدین کیلئے تو ابھی تک بہت کچھ سنا جا چکا ہے بیشک والدین میں احساس ذمہ داری موجود ہے اور یہ قدرتی طور پر ہونی چاہئے اب کچھ حالات کی سنگینی نے اور کچھ بچوں کی بے راہ روی کی وجہ سے ہمارے ذرائع ابلاغ نے بھی اس چیز کو محسوس کیا اور اب والدین کو اور زیادہ احساس ہو رہا ہے کہ ان کو اپنے بچوں پر زیادہ توجہ دینی چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ اکثر والدین بھی ایک ایسے

نظام تعلیم سے گزر کر آئے ہیں کہ انہیں زندگی کی کسی مقصدیت سے کوئی خاص رابطہ نہیں رہا وقت گزاری اور زندگی کے چند دن ہنسی خوشی گزار دینا ہی بڑے مقاصد ان کے سامنے تھے میں اس سلسلے میں آپ کو ایک افسوسناک سی مثال دیتی ہوں جو زمانہ حال کی ہی ہے میری ایک عزیزہ (جس کے شوہر کے بیرون ملک جانے سے مالی حالت ضرورت سے زیادہ اچھی ہو گئی ہے) نے خود بتایا کہ رات کے دو ۔ تین بجے وہ اپنے بچوں سے کہتی ہے کہ وی ۔ سی ۔ آر پر فلاں فلم لگا دو ۔ اب آپ سوچیئے کہ وہ بیٹی جو اسکول یا کالج میں پڑھتی ہے اور جو ماں کیلئے فلم لگاتی ہے کیا وہ خود نہیں دیکھے گی اور اگر وہ ساری رات فلم دیکھے گی تو ہم اس سے کس قسم کی تعلیم تربیت اور کردار کی توقع رکھ سکتے ہیں جناب والا ۔ یہ صرف ایک گھر کی بات نہیں ہے یہ ایک عام سی مثال ہے والدین کو فرصت نہیں وہ خود فرار کی راہیں تلاش کرتے ہیں بچے بے چارے گھر تو پڑھائی کیلئے فرصت کہاں ۔ اگر وہ باہر نکلیں گے تو تمام طرف ہر بک سٹال پر لائبریریوں میں اور فٹ پاتھ پر مخرب الاخلاق لٹریچر ان کو اندھیروں کی لپیٹ میں ڈالنے کیلئے بے تاب ہے آجکل نوجوانوں کی تفریح کے نام پر ثقافت کے نام پر ہر طرف میوزک سنٹرز کی بہتات نظر آرہی ہے چھوٹے شہروں میں بھی اس قسم کے سنٹرز میں اتنی تیزی سے اضافہ یقیناً تشویشناک ہے ۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس وقت ایسے سنگین حالات میں جبکہ ہر طرح کے خطرات کا ہمیں سامنا ہے ان میوزک سنٹروں کے کیا مقاصد ہیں اور ان کی آڑ میں کیا کچھ ہوتا ہے میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی یہ سوال ایسا ہے تحقیق کی ضرورت ہے اس کے علاوہ جناب والا ۔ ہمارے مسائل کو حل کرنے کا جو طریقہ کار ہے اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے ابھی ایک کرائم کنٹرول کمیٹی میں یہ مسئلہ زیر غور تھا کہ نوجوانوں کو کس طرح تعمیری کاموں میں مصروف رکھا جائے کہ وہ تخریبی کاروائیوں سے باز رہیں اور اس کا طریقہ کار کیا ہونا چاہیئے اس کمیٹی میں یہ مشورہ دیا جا رہا تھا کہ بچوں کیلئے کچھ میدان ملنے چاہیئں تھے ان میں ٹورنامنٹ کرانے کھیل کود کا اہتمام قسم مقابلے منعقد ہونے چاہیئں آخر انہیں کیا برائی تھی اگر نوجوانوں کو اس قسم کی تفریح میسر آ جائے تو وہ تخریبی کاروائیوں سے باز رہ سکتے ہیں آپ اندازہ لگائیں کہ حکومت کی کڑی نظر ہے یا انتظامیہ کی [illegible] کچھ خرافات سے متعلق بچے لگی ہے تو اچھا ہے [illegible] ۶۲۷۵ کیا جاتا [illegible] کی واقعتاً [illegible]

بہرحال یہ بھی کچھ حلقوں کی ایک سوچ ہے جس کی نشاندھی ہو میں نے ضروری سمجھا کہ ہمیں نوجوانوں کو ایسی صحتمند تفریحات ضرور مہیا کرنی چاہئیں جو راہ فرارنہ ہوں بلکہ ان کی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کی نشو و نما کا باعث بنیں اور زندگی کے مقصد کو پانے کیلئے ممد ثابت ہو سکیں - تو جناب والا - میری رائے میں ہمیں پانچوں عوامل ہیں جنز کے بارے میں ہمیں سنجیدگی سے سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے یہ وقت ہے کہ ان کے آپس کے روابط کو بڑھایا جائے اور مل بیٹھ کر ہر سطح پر بہتری کے لئے پوری پوری کوشش کی جائے کیونکہ ہمیں جن خطرات کا سامنا ہے اس وقت صرف ایمان کی سلامتی ہی ہمارا سب سے بڑا سہارا ہے اور اگر اس میں بلندیاں ہوں تو پھر ہم قوم میں اتحاد اور نظم ضبط کی توقع بھی نہیں کر سکتے -

جناب والا - تعلیم ہی کے سلسلے میں ایک ، دو نکات اور کہنا چاہتی ہوں آپ کو یاد ہو گا کہ ڈیڑھ دو سال پہلے اس ایوان میں تعلیم کے موضوع پر کچھ تجاویز پیش کی گئی تھیں اس وقت خواتین کے لئے یونیورسٹی کے قیام کا مطالبہ بھی شامل تھا یہ وقت کا ایک اہم تقاضا ہے مگر اس کا آج کی تقریر میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا اس وقت یہ وعدہ ہوا تھا کہ اس سلسلے میں عنقریب اعلان کر دیا جائے گا -لیکن اس سلسلے میں کوئی واضح قدم نہیں اٹھایا گیا صرف مبہم وعدوں پر وقت گزر رہا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی معاشرے کی اصلاح کے عوامل میں ایک بہت بڑا سیکٹر ہے اس پر غور کرنا از بس ضروری ہے -

اس کے ساتھ ساتھ میں نجی اسکولوں کے سلسلے میں کچھ تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں - نجی سکولوں کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے بہت حوصلہ افزائی کی گئی کہ نجی اسکول ضرور قائم ہونے چاہئیں اور تعلیم کے فروغ کے لئے یہ بڑا قابل تحسین قدم ہوگا اور تعلیم کی ترقی میں ہماری رفتار بڑھ سکے گی آج کل ان کی رجسٹریشن کے آرڈیننس کا سلسلہ شروع ہے میں سمجھتی ہوں کہ ان کی رجسٹریشن تو بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنی من مانی کارروائیاں نہ کر سکیں اور ان کو کسی قواعد و ضوابط میں لایا جائے لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ تجویز دوں گی کہ اس سلسلے میں مثبت نتائج حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی کچھ حوصلہ افزائی بھی کی جائے ان کو کچھ مراعات بھی دی جائیں اور ساتھ ساتھ ان کو ایک

دائرہ کار میں لایا جائے کہ وہ قواعد و ضوابط میں رہیں جناب والا! بہت سے نجی اسکولوں کے مالکان سے ملاقات کا اتفاق ہوا بڑا تفصیلی جائزہ لیا گیا سچ میں اس نتیجے پر پہنچی کہ گو ان اسکولوں کے کھولنے میں کمرشل پہلو ضرور ہے لیکن جناب والا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ اس جذبے سے بھی سرشار ہیں کہ تعلیم کے سلسلے میں قومی اہداف حاصل کرنے کے لئے عوام کی تگ و دو بھی بہت ضروری ہے حکومت کی کوشش ابھی بھی پوری طرح اس بہت بڑے چیلنج سے پوری طرح نبرد آزما ہونے میں کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں پرائیویٹ سیکٹر شامل نہ ہوں۔ تو جناب والا! حقیقت ان کے جذبات کی بھی قدر کرنی چاہیئے اس سلسلے میں ایک ، دو تجاویز ان کی طرف سے بھی پیش کی گئیں ایک تو یہ میں یہ تھی کہ آج کل ان پر یہ خوف طاری ہے کہ اب تک پچھلے دور کا آرڈیننس نمبر ۱۰ [illegible] نہیں ہوا اس سے نیشنلائزیشن کا خطرہ بہر حال ان کے سر پر سوار ہے تو یہ ان سب کا مطالبہ ہے جو میں یہاں پہنچانا چاہتی ہوں کہ اس آرڈیننس کو واپس لیا جائے اس کے ساتھ یہ ہوا ہے کہ جیسے ہی اس آرڈیننس کی خبر اخباروں میں آئی بہت سے مالکان نے جن کی بلڈنگز کرائے پر لی ہوئی تھیں ان کے مالکان نے ان کو نوٹس دے دیئے اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ اسکولز تو نیشنلائز ہو جائیں اور اس طریقے سے ان کی بلڈنگز بھی چلی جائیں یہ بہت بڑا ایشو تھا جس کے لئے وہ بہت پریشان تھے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ ۱۵ نومبر شاید اس کی آخری تاریخ ہے جس میں اپنے کوائف جمع کروانے ہیں تو ان کی درخواست تھی کہ ۱۵ مارچ تک اس کو بڑھایا جائے تا کہ میٹرک اور مڈل کے امتحان کی تیاری میں کوئی رکاوٹ نہ ہو ابھی خاقان بابر صاحب نے تجویز دی تھی کہ ایک کمیٹی ہو جو اس سلسلے میں مزید تجاویز تیار کرے میں اس کی تائید کرتی ہوں یہ بھی ایک اچھا قدم ہو گا تاکہ ان کی خدمات کا پورا پورا فائدہ اٹھایا جا سکے۔ بہت بہت شکریہ۔

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی/منتخب [illegible]): آج وزیر تعلیم نے جو مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے میرے خیال میں پنجاب کونسل کی تاریخ میں جامع طرز کا حامل ہے ہمیشہ حکومت جو بھی کوئی پالیسی پیش کرتی ہے یا رائے طلب کرتی ہے اس میں اپنے مطلب کی کوئی خوشامدانہ تحریر یا کوئی کارنامہ بیان کرتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بڑا معرکہ مارا ہے یہ پہلی دفعہ ہے

میں انہوں نے اپنی تعریف میں کچھ نہیں کہا صرف هاؤس کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا ہے کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کے باوجود اپنی طرف سے بیشمار اقدامات کرنے کے باوجود ہمیں جو امتحان سے رزلٹ حاصل ہوتے ہیں وہ نہ صرف افسوسناک ہیں بلکہ شرمناک ہیں حالانکہ میں سمجھتا ہوں حکومت کی طرف سے بیشمار ایسے اقدامات کئے گئے ہیں جن کا ذکر انہوں نے نہیں کیا جن کا ہمیں علم ہے جن میں ایک مکتب سکولوں کا قیام ہے خواتین کیلئے علیحدہ یونیورسٹی کی تجویز جس پر میری اطلاع کے مطابق کافی کام ہو چکا ہے انشاءاللہ وہ یقیناً قائم ہو گی سپورٹس اور گرلز گائیڈ کی موجودہ حکومت نے جس طرح حوصلہ افزائی کی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اسلامک آئیڈیالوجی کو کسی نہ کسی طریقے سے رائج کرنے پر زور دیا جا رہا ہے یہ بھی موجودہ حکومت کا کارنامہ ہے mass literacy سکیم جس کے تحت کوئی شخص اس وقت تک ڈگری حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ کسی ایک شخص کو پڑھا کر اس کا سرٹیفکیٹ پیش نہ کرے ۔ یہ بھی موجودہ حکومت کے ان اقدامات میں سے ایک ہے جس سے تعلیم کو آگے بڑھانا مقصود ہے اسی طریقے سے زکواۃ فنڈ سے مستحق طلبا کے لئے سکالرشپ کا اجرا ہے ۔ پاکستان بینکنگ کونسل کی طرف سے ہونہار طالب علموں کے لئے قرضہ حسنہ دیا جانا بہت بڑی بات ہے ۔ اسی طریقے سے سائنس ٹیکنالوجی کی تعلیم پر زیادہ توجہ دینے کے اقدامات بھی حکومت نے کئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں وزیر تعلیم نے اپنے لئے کوئی تعریفی ڈنکے بجانے کی قطعاً کوشش نہیں کی یہ بڑا صحیح کیا ہے ہم لوگوں کے سامنے یہ کہا ہے کہ آپ ہمیں مشورہ دیں کہ اس کو کس طرح آگے چلا سکتے ہیں ۔

حضور والا پورا هاؤس یہ محسوس کرتا ہے کہ ہماری پہلی جماعت کی جو تعلیم ہے اس میں بچے کے لئے بستہ واقعی نہ صرف تکلیف دہ ہے بلکہ وہ بامشقت سزا ہے ۔ اس وقت پہلی جماعت میں بھی چھ مضمون رائج ہیں انگلش ۔ اردو ۔ اسلامیات ۔ ریاضی ۔ معاشرتی علوم اور جنرل سائنس ان چھ کتابوں کیلئے چھ کاپیاں رف ورک کیلئے چاہئیں چھ کاپیاں ہوم ورک کیلئے چاہئیں یہ آپ اندازہ کریں پہلی جماعت کے بچے کیلئے جو پیدا ہوتا ہے کسی پٹھان ۔ پشتو یا سندھی کے گھر میں پہلے اسے اپنی مادری زبان بولنی پڑتی ہے اس کے بعد اسے مسلمان ہونے کے ناطے عربی فارسی سیکھنی پڑتی ہے اور دنیاوی معاملات چلانے کیلئے اسے انگریزی پڑھنی پڑتی ہے ایک بچے کو چھ سات زبانیں پڑھنی پڑتی ہیں جس کی وجہ سے بچے پر ابتدائی طور پر دباؤ پڑتا ہے ۔

جناب والا میں صرف ایک نکتہ پر بات کروں گا کہ ہمارے رزلٹ افسوسناک اور شرمناک حد تک خراب کیوں ہیں اسکی وجوہات کے بارے میں عرض کروں گا اگر جناب مجھے موقع دیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو آسانی کے ساتھ ایک دوسرے میں مدغم کیا جاسکتا ہے اب مثلاً اردو اور اسلامیات ہے اسلامیات کو آسانی کے ساتھ اردو کے اندر مدغم کیا جا سکتا ہے۔ ایک خدا ہے ایک رسول ہے اس میں نماز کی فضیلت ہے روزے کا احترام ہے یہ ساری اسلامیات کو اردو کے اندر مدغم کیا جا سکتا ہے اس طریقے سے میں سمجھتا ہوں آسانی سے سائنس کو انگلش کے اندر مدغم کیا جا سکتا ہے۔ بجائے چھ مضامین کے اگر ہمارے ماہرین تعلیم بیٹھیں تو آسانی سے تین مضامین کر کے بچوں کو اس عذاب سے یقیناً نجات دلا سکتے ہیں۔

جناب والا دوسرا مسئلہ عرض کروں گا میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے رزلٹ مناسب نہ آنے کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ پرائمری سے لے کر مڈل تک تمام امتحانات سکولز میں ہوتے ہیں - وہ سکولز اپنے اپنے سکول کی ساکھ رکھنے کے لئے اور لوگوں کی سفارشوں کی بنا پر حالانکہ بچے اور اس معیار پر پورے نہیں ہوتے لیکن نمبر دے کر انہیں پاس کر دیتے ہیں اور یہ مصیبت آگے جا کر میٹرک - انٹرمیڈیٹ اور ہائی کلاسز میں آ کر پڑتی ہے اس لئے میری تجویز یہ ہے مناسب یہ ہو گا کہ پرائمری اور مڈل کی جماعتوں کا بھی امتحان محکمانہ طور پر ہوتا کہ یہ سفارشی پاس نہ کر سکیں اس میں یقیناً محکمہ یہ کہے گا کہ اتنے انتظامات ہمارے لئے کرنا ممکن نہیں ہے آخر ایک چیز کا اگر آپ نے حل تلاش کرنا ہے تو کیسے کریں - بنیادی بات یہ ہے کہ جب تک آپ بچے کو پرائمری سے مڈل سے اوپر صحیح طور پر تیار کر کے آگے نہیں لے جائیں گے نتیجہ یہی رہے گا - دس سال تک ہم پرائمری اور مڈل کی تعلیم میں کوئی پروا نہیں کرتے جب بورڈ کا امتحان ہوتا ہے وہاں پر 20 فیصد 25 فیصد رزلٹ ہوتے ہیں جو واقعی افسوس ناک ہیں اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ پرائمری اور مڈل کے امتحانات بھی محکمانہ طور پر لئے جائیں سکولز محض اپنا رزلٹ دکھانے کے لئے ایسا کرتے ہیں کہ دیکھئے برکت علی ماڈل سکول کا رزلٹ جو ہے وہ 100 فیصد ہے حالانکہ وہ بچے 25 فیصد کے قابل بھی نہیں ہوتے محض اپنے سکول چلانے کا کاروبار چلانے کیلئے اس قسم کا رزلٹ دیئے جاتے ہیں اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ امتحانات محکمانہ طور پر لئے جائیں - اگر ممکن ہو -

دوسری چیز میں عرض کروں گا کہ اساتذہ کا بھی ایک طریقہ کار یہ ہے کہ

ان کی انکریمنٹ اور ترقی سنیارٹی بیسس پر چلتی ہے اس سے بھی اس معاملہ میں حوصلہ افزائی نہیں ہورہی - ایک ٹیچر جو ہے جو اپنا پریڈ گذارنے کیلئے گھڑی کی طرف دیکھتا رہتا ہے کہ پریڈ ختم ہو وہ چلا جائے - دوسرا اسی کالج من اسی اسکول میں ایک استاد ہے جو بچوں کو تعلیم کے علاوہ اسپورٹس کرونا ہے - ان کو ڈیبیٹ کرواتا ہے - ان کو ڈرامے کرواتا ہے - ایک صحیح محب الوطن ہونے کے ناطے کچھ ذمہ داری کا وہ کھلے طور پر ثبوت دیتا ہے - اسے بھی انکریمنٹ وہی ملتی ہے جو دوسروں کو ملتی ہے - اس کے لئے یقینا کوئی incentive رکھا جائے - اسکو کوئی ایڈیشنل انکریمنٹ دی جائے تاکہ ایسے لوگوں کی بھی حوصلہ افزائی ہوسکے - اگر آپ ان کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے تو میں سمجھتا ہوں ہمیں مطلوبہ نتائج نہیں ملیں گے -

جناب والا - ایک اور جو زیادہ تکلیف دہ بات ہے - وہ ہماری mediumism ہے - ابتدائی طور پر بعض اسکولوں میں انگلش میڈیم ہے بعض میں اردو میڈیم ہے جو اردو میڈیم کے بچے ہیں - وہ جب آگے جاکر انجنیئرنگ یا میڈیکل میں پڑھتے ہیں تو ان کو دقت ہوتی ہے کیونکہ انکا معیار انگلش کا اچھا نہیں ہوتا اور تمام نصاب جو انگلش میں ہوتا ہے - اسی طریقے سے انگلش میڈیم کے بچوں کو آگے جاکر جب مطالعہ پاکستان یا اسلامیات کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے تو انہیں دقت ہوتی ہے - اس لئے جب تک انہیں آپ ایک نہیں کریں گے - اس سے کوئی خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہونگے - اسی طریقے سے اگر کسی سرکاری ملازم کو آج لاہور میں پوسٹنگ ہے اور اسکا بچہ انگلش میڈیم اسکول میں پڑھتا ہے اور کل وہ یہاں سے تبدیل ہوکر اوکاڑہ جاتا ہے تو اوکاڑہ میں اس بات کا یقین نہیں کہ وہاں بھی انگلش میڈیم اسکول موجود ہوگا - اگر ہوگا تو وہ اس معیار کا نہیں ہوگا اس لئے تمام اسکولوں میں ایک دفعہ ایک نظام ہو خواہ کوئی آدمی لاہور سے ٹرانسفر ہوکر اوکاڑہ بھی جائے تو اسکے بچوں کے لئے وہی کتابیں ہوں جو یہ لاہور میں پڑھ رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لئے بڑی تکلیف دہ اور نامناسب بات ہے جیساکہ دکھایا گیا ہے کہ اس مرتبہ اڑھائی سو سکولوں - اسکول مکتب کا اجراء کیا گیا ہے اور چیئرمین صاحب پی اینڈ ڈی نے بتایا کہ آئندہ سال ہم گیارہ سو اسکول کھول رہے ہیں لیکن بعض اوقات بعض جگہ پوری ذمہ داری سے کام بھی نہیں کیا جاتا - اس میں مزید چیکنگ کی ضرورت

ہے - مثلاً میں پنڈی کے حوالے سے بات کرونگا کہ وہاں غریب آباد ایک جگہ ہے - اسکول کا فرنیچر چھ مہینے سے خرید کر مسلم ھائی اسکول نمبر 1 سید پور روڈ میں ڈالا ہوا ہے - اب نہ جانے اسٹاف بھرتی کرکے کہاں ڈالا ہوا ہے اس کے لئے منصوبہ بندی کی ضرورت ہے - یہ تو ایسے ہی ہوا کہ گھوڑا پیچھے اور تانگہ آگے - اسکول کی عمارت ابھی بنی نہیں - استاد مقرر نہیں ہوئے تو چھ مہینے پہلے فرنیچر لے کر دوسرے اسکول میں ڈال دینا کس طرح مناسب ہے - بہر حال محکمانہ طور پر ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی چیک رکھنے کی ضرورت ہے - آخر میں یہ عرض کرونگا کہ ہمارے ہاں تعلیم کی اتنی قدر نہیں - اب دیکھئے - ایک شخص ویلڈنگ کا کام سیکھ کر دوبئی چلا جاتا ہے اور وہ وہاں دس بارہ ہزار روپے کمالیتا ہے - پرچون کا ایک دکان دار - دو چار جماعتیں تو کجا بالکل ان پڑھ ہے - آپ بھی وہ کام کرلیتا ہے اور دو ہزار سے لیکر چار ہزار روپے ماھانہ تک وہ کمالیتا ہے - لیکن ایک تعلیم یافتہ شخص - ایم - اے کرنے کے بعد پہلے تو دو چار سال وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتا ہے اور نوکری کی تلاش میں رہتا ہے - اگر ایسے سفارشوں یا غلط ذرائع سے نوکری مل بھی جاتی ہے تو ہزار دو ہزار روپے کی ملتی ہے تو تعلیم یافتہ طبقے کا مناسب ملازموں کے لئے تین چار سال تک انتظار کرنا اور سفارشوں کے پیچھے اور دفتروں میں بھاگنا سخت تکلیف دہ امر ہے ۔ اس کیلئے اگر مناسب ہو تو منصوبہ بندی کی جائے - کوئی ایسی مشکل بات نہیں - یہ تو صرف منصوبہ بندی کی بات ہے - یہاں ہمارے وزیر تعلیم نے کہا کہ ہم نے بہت سے اسکول کھولے - بہت کالج بنائے - میں سمجھتا ہوں کہ ابھی ہم نے بہت اسکول و کالج ہرگز نہیں بنائے - جاپان میں آج بھی تین سو سے زیادہ یونیورسٹیاں ہیں - ہمارے یہاں تو اتنے کالج ہی نہیں - آپ اندازہ کریں کہ ان یونیورسٹیوں کے ساتھ کتنے کالج اور کتنے اسکول ہونگے - ابھی تو ہمیں بہت کالج اور اسکول بنانے کی ضرورت ہے - یہ قطعاً غلط ہے کہ ہم ایک اسٹیار تک پہنچ چکے ہیں - حکومت نے ہدایت جاری کی کہ سالہ طلبہ کیلئے ایک استاد ہوگا - ابھی تو آپ نے اتنے استاد ہی پورے نہیں کئے - چہ جائیکہ آپ کہیں کہ کالج اور اسکول ہم نے بنادئیے ہیں - اس لئے ابھی ہم ابتدائی مراحل میں ہیں - موجودہ حکومت نے خدا کے فضل و کرم سے اس شعبے پر بہت کام کیا ہے اور اسی سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ اس شعبے کو مزید

ترقی دیتے ہوئے ان باتوں پر مزید توجہ دی جائے - ابھی بیشمار اسکول کھلیں گے بیشمار یونیورسٹیاں بنیں گی - بیشمار کالج کھلیں گے - ابھی یہ سلسلہ بند نہیں ہوا - ابھی تو ہم نے کچھ بھی نہیں کیا - شکریہ -

بیگم نجمہ حمید - (لیڈی کونسلر - میونسپل کارپوریشن راولپنڈی)

جناب چیئرمین - چوہدری صاحب کی تقریر سنی - انہوں نے تصویر کے دونوں رخ دکھائے - اصل میں ہم بھی اسی معاشرے سے ہیں - استاد بھی اسی معاشرے سے ہیں اور بچے بھی اسی معاشرے سے ہیں - سچی بات تو یہ ہے کہ ہم سب لوگوں کا معیار زندگی بہت بڑھ گیا ہے اور استادوں کے بھی اتنے ہی مطالبات ہیں - پہلے ہمارے بزرگ کئی کئی میل کا سفر کرکے جایا کرتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے - لیکن اب بچوں کے بستے ڈرائیور اٹھا کر ... جاتے ہیں اور اسکول کے اندر تک چھوڑ کر آتے ہیں - ورنہ ماؤں کی طرف سے چپڑاسی کو حکم ہوتا ہے کہ آپ کو بیس روپے دے دیں گے - ذرا کلاس روم میں بستہ رکھ کر آؤ - سچی بات تو یہ ہے کہ اسی اسٹینڈرڈ کی وجہ سے ہم میں کافی کمزوریاں آگئی ہیں - انہوں نے بتایا ہے کہ استادوں کو مراعات نہیں ملتیں - میں تو سمجھتی ہوں کہ انہیں کافی مراعات ملتی ہیں اور بھی ملنی چاہئیں - میں یہ نہیں کہتی کہ نہیں ملنی چاہئیں - لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارے بچے ٹیوشن پڑھنے جاتے ہیں تو آج کل کے زمانے میں کوئی بھی استاد پانچ سو روپے سے کم ٹیوشن نہیں لیتا - ان کی ٹیوشن فیس پانچ سو روپے سے کم نہیں - اگر وہ پندرہ بیس بچے بھی پڑھائیں تو آپ ان کی آمدنی کا اندازہ لگالیں اور ہماری آمدنی کا بھی - آپ کسی بھی اسکول میں دیکھیں - ہر جگہ یہی ہورہا ہے کہ شام کو ٹیوشن سنٹر جاری ہے - وہ استاد اتنے exhaust ہوجاتے ہیں کہ صبح کے وقت اچھی طرح تعلیم دے بھی نہیں سکتے - ان کی نظریں نالائق بچوں پر ہوتی ہیں تاکہ ان کے والدین کو یہ کہہ سکیں کہ اپنے بچوں کو شام کے وقت ٹیوشن سنٹر میں بھیجیں - ہم انہیں پڑھائیں گے - اس لئے کہ آپ کے بچے نالائق ہیں - قابل بچوں کو وہ نہیں پڑھاتے - ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ جس دور میں طالب علم استادوں کے چھوٹے چھوٹے کام کرتے تھے - لکڑیاں چن کے لادیتے تھے اور باقی کام کیا کرتے تھے تاکہ استاد انہیں شام کو وقت پڑھائیں - مڈل اور میٹرک کی تیاری کرائے وہی استاد شام کے وقت انکو لے کر بیٹھتا تھا اور سارا ٹائم اسی میں گذار دیتا تھا کہ بچے اس سے بھی قابل ہوجائیں -

جناب والا میں اب آپ کی توجہ ایک بہت اہم چیز کی طرف دلاتی ہوں - وہ یہ ہے کہ پہلے ہمارا ایک بورڈ - پنجاب بورڈ ہوا کرتا تھا اب راولپنڈی - گوجرانوالہ - لاہور - سرگودھا - ملتان اور بہاولپور میں بھی بورڈ ہیں - آپ اندازہ لگائیں کہ اگر نمبروں کے پیچھے جاتا ہو تو کوئی جگہ دور نہیں اور کوئی مشکل پیش نہیں آتی ہمارا نمبروں کا معیار یہ ہے کہ ساڑھے آٹھ سو سے زیادہ نمبر جو لے کر آئے وہی انجینئرنگ کالج میں جاسکتا ہے - یہ اس کا میرٹ ہے - چوہدری صاحب والی بات واقعی سچ ہے کہ والدین بوریا بستر باندھ کر بچوں کے ساتھ چل پڑتے ہیں - کہ کہیں جگہ پھر گئے ہیں ، کون سے پروفیسر کے پاس پہنچے ہیں ، کہیں سے واقفیت ہے، کس سے رشتہداری ہے اور وہ لوگ نمبر لگوا لیتے ہیں - یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ جو چار سو نمبروں کے قابل بھی نہیں ہوگا وہ ساڑھے آٹھ سو نمبر لے جائے - اور جو سارا سال محنت کرتے ہیں وہ چھ سو نمبر بھی نہ لے سکیں - یہ سب سے بڑی زیادتی ہے - میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ جیسے پنڈی میڈیکل کالج اور دوسرے پروفیشنل کالج ہیں ، ان سب میں ایسا ہونا چاہیے کہ ان کے اپنے ایڈمیشن کے ٹیسٹ ہونے چاہیں - جس سے انہیں اندازہ ہو کہ واقعی معیار پر طالبعلم پورے اتر رہے ہیں - میں کہتی ہوں کہ اس طرح corruption پورا ختم ہو جائے گی اور لوگوں کے بیس بیس پچیس پچیس ہزار روپے ضائع بھی نہیں ہوں گے سچی بات یہ ہے کہ پھر لوگ اس طرح پرچوں کے پیچھے بھی نہ جائیں گے اور نالائق ساڑھے آٹھ سو نمبر بھی نہ لیں گے - نتیجتاً جو بچے قابل ہوں گے ، وہی ایڈمشن لے سکیں گے - دوسری بات یہ ہے کہ آپ بورڈوں کے نتائج کا اندازہ لگائیں - وہی بورڈ پنڈی بورڈ ہے اور وہی بورڈ لاہور بورڈ ہے - لیکن ہماری بدقسمتی دیکھیں کہ اس دفعہ پنڈی بورڈ کا جو نتیجہ آیا ہے ، اس میں فرسٹ آنے والے لڑکے کے نمبر 879 ہیں جب کہ لاہور بورڈ کے فرسٹ آنے والے لڑکے کے نمبر 948 ہیں - یعنی ہمارے فرسٹ کلاس بچے لاہور میں سیکنڈ کلاس گنے جائیں گے - آپ پنڈی والوں کی بدقسمتی دیکھیں - اور پھر بورڈ کا نتیجہ بھی دیکھیں ' 23 فی صد ہے جبکہ فیڈرل بورڈ کا رزلٹ 68 فی صد ہے - پنڈی بورڈ کا 23 فی صد اور فیڈرل بورڈ کا 68 فی صد نتیجہ آپ دیکھیں - جناب والا ، میری یہ بھی گزارش ہے کہ جتنے بورڈ ہیں ، سب کے ایک جیسے پرچے ہونے چاہیں - ایک جیسے ریزلٹ ہونے چاہئیں اب فرنٹیر والے بچے لاہور بالکل نہیں آ سکتے ، ان کا نتیجہ بارہ فی صد تھا - اس سے

بڑی بدقسمتی اور کیا ہو گی سب بورڈ کا سٹینڈرڈ علیحدہ علیحدہ کیوں ہے - آخر بچے تو اسی پاکستان کے ہیں - اتنا فرق کیوں ہے اتنی زیادتیاں کیوں ہو رہی ہیں آپ پنڈی بورڈ ، لاہور بورڈ اور فرنٹیر بورڈ کے نتائج سے انداز لگا لیں - کیا فرنٹیر والے یہاں کسی بھی پروفیشنل کالج میں آئیں گے - کیا آپ انہیں داخلہ دیں گے وہ تو آپ کے تھرڈ کلاس میں گنے جائیں گے میں کہتی ہوں کہ سب بورڈوں کا ایک ہی نتیجہ ہونا چاہئے ، ایک تو نہیں ہو سکتا , لیکن پھر ایک ہی ہونے چاہئیں - تھوڑا بہت تو فرق ہو سکتا ہے لیکن فرسٹ سیکنڈ آنے والے بچوں کا سو سو نمبروں کا فرق نہیں ہو سکتا یہ سب سے بڑی زیادتی ہے - ایک تو پھر ایک ہوں پروفیشنل کالجوں کی ایڈمیشن ہو ، ان کے اپنے ایڈمیشن کے ٹیسٹ ہوں معیار کے مطابق ہوں - ماں باپ بھی مجبور ہیں - اس لیے کہ بچوں کے کیریئر کا سوال ہے - وہ پیسے بھی دیتے ہیں اور بچوں کے ساتھ نمبر لگوانے بھی جاتے ہیں - اس لئے میں کہتی ہوں کہ آپ جتنی بھی اس پر نظر ثانی کر سکیں ، وہ کریں - شکریہ ایک بات مجھے اور کہنی تھی - انہوں نے وی سی آر کی بات کی تھی -

جناب چیئرمین — وی سی آر کی تو کوئی بات نہیں کی -

بیگم نجمہ حمید — وہ کہہ رہے تھے کہ بچیاں وی - سی - آر دیکھتی ہیں - وہ بچے جو آوارہ پھرتے تھے اب فیملی میں بیٹھ کو تین گھنٹے گزار لیتے ہیں - ورنہ بچے پہلے بھی پانچ گھنٹے ضائع کرتے تھے جب سینما ہاؤس میں پکچر دیکھنے کے لیے جاتے تھے والدین کو تنگ کرکے جاتے تھے اور وہاں لوگوں کے طرح طرح کے ریمارکس سنتے تھے - کوئی سیٹیاں بجاتا تھا اور کوئی طرح طرح کے ریمارکس پاس کرتا تھا - اب دو گھنٹے ان کے آنے جانے میں ضائع نہیں ہوتے اور دوستوں کی ٹکٹوں پر دو سو روپے خرچ نہیں ہوتے - یہ تو ایک بہت اچھی چیز ہے کہ بچے گھر میں بیٹھ جاتے ہیں

جناب چیئرمین اب نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ کیا جاتا ہے

(اس مرحلے پر نماز اور کھانے کا وقفہ کیا گیا)

(نماز ظہر اور ظہرانے کے وقفے کے بعد دو بجے جناب گورنر چیئرمین کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب چیئرمین آپ چاومنٹ لیں گے -

چودھری انور علی چیمہ (چیرمین ضلع کونسل سرگودھا)

مجھے مختصر بولنا ہے ۔ جناب چیرمین صبح دس بجے سے تعلیم کے موضوع پر بحث ہو رہی ہے اور مقرر حضرات نے سارے اہم نکات پیش کر دیے ہیں ۔ میں جناب کے نوٹس میں لاؤں گا کہ محکمۂ تعلیم میں جو معیار تعلیم پست ہو رہا ہے اس کی چند ایک وجوہ ہیں ۔ سب سے پہلے تو lack of supervision ہے ۔ اب جو دور شروع ہے ، اس میں سپرویژن کی طرف بالکل توجہ نہیں دی جا رہی ۔ پہلے وقتوں میں اس طرف اچھی طرح توجہ دی جاتی تھی اور اس توجہ کی وجہ سے گو تعلیم کی شرح کم تھی لیکن اس وقت کا مڈل پاس آج کے بی ۔ اے ۔ پاس سے بہتر سمجھا جاتا ہے ۔ دیہاتوں میں اس وقت بھی تعلیم بہت کم تھی اور آج کل بھی دیہاتوں میں تعلیم کی طرف بہت کم توجہ دی جا رہی ہے ۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ شہری حلقوں میں تعلیم کا معیار کافی حد تک درست ہے ۔ اس کے مقابلے میں دیہاتی علاقوں میں میرے مشاہدے میں آیا ہے کہ تعلیم بالکل نہ ہونے کے برابر ہے ۔ استاد صاحبان کا پیشہ ایک مقدس پیشہ ہے استاد کو باپ سمجھا جاتا تھا اور اب بھی اسے باپ ہی سمجھنا چاہئے ۔ لیکن وہاں استاد صاحبان اس پیشے سے ناانصافی کر رہے ہیں اور انہوں نے تعلیم کی طرف توجہ بالکل چھوڑی ہوئی ہے ۔ وہ اپنی تنخواہ کو محض ایک پنشن سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے ۔ اگر تعلیم پر مناسب نگرانی کی جائے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ معیار تعلیم بلند نہ ہو ۔ میں حال ہی کی ایک مثال پیش کرتا ہوں ۔ میں جناب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں ایک ایسا نیک کمشنر دیا ۔ مسٹر جیون خان صاحب ۔ ان کے ساتھ میں ، ڈی آئی جی صاحب ، ایس پی صاحب ، ڈی سی صاحب ایک جگہ دیہی علاقے میں دورہ کر رہے تھے کہ راستے میں ایک سکول آگیا ۔ کمشنر صاحب نے فرمایا کہ اسے چلو سکول میں جا کر اس کا معیار تعلیم دیکھتے ہیں کہ کیا ہے ۔ معیار تعلیم کس طرح دیکھا کہ سب افسران کو ایک ایک کلاس دے دی گئی کہ طلبہ کا ٹیسٹ لیا گیا ۔ اول تو تین چار استاد ہی موجود نہ تھے ۔ یقین کیا تو یقین جانئے ، کمشنر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ وہ میری تائید کریں گے کہ ساتویں جماعت کے بچے کو پانچ کا پہاڑا نہ آتا تھا ۔ پھر الف بے وہ نہ سنا سکتے تھے ۔ اس پر کمشنر صاحب اور باقی افسران کو تعجب

افسوس ہوا ۔ وارننگ جاری کی گئی کہ ایک ماہ کے بعد دوبارہ سکول میں آئیں گے اور پھر ٹیسٹ لیا جائے گا ۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اب تقریباً جتنے بھی سکول پکی سڑکوں کے اوپر واقع ہیں جہاں کمشنر صاحب یا باقی افسران نے دورہ کرنا ہوتا ہے تو ان کے کان کھلے ہوئے ہیں ۔ وہ دیکھتے ہیں کہ کوئی افسر ادھر نہ آ جائے ۔ تو گذارش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے lack of supervision بہت زیادہ ہو گئی ہے اس کو اس طریقے سے دور کیا جا سکتا ہے کہ 1979ء کے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں ایک شق موجود ہے کہ پرائمری تعلیم بلدیاتی اداروں کے سپرد کی جائے گی ۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ پرائمری سکول اگر بلدیاتی اداروں کے سپرد کر دئیے جائیں تو تعلیمی معیار بہت حد تک سدھر سکتا ہے ہمارا صرف کنٹرول ہو باقی کام آپکے پاس ہی رہے ۔ یعنی گورنمنٹ اپنے پاس رکھے ۔ ہمیں لینے کا شوق نہیں ہے استاد صاحبان کیوں ہڑتالیں کرتے ہیں ۔ یہ لوگ کیوں اخبارات کے ذریعے آپکے نوٹس میں مطالبات لاتے ہیں اسلئے کہ ہم لوگ صرف ان پر کنٹرول کریں گے ۔ جب ہم ان پر کنٹرول کریں گے تو انکو کام کرنا پڑے گا ۔ حکومت کا اس سے کوئی نقصان نہیں ہے اور استادوں کا بھی اس میں کوئی نقصان نہیں ہے ۔ جہاں آپ نے 37 سال تجربہ کیا ہے مزید ایک تجربہ کر لیا جائے ۔ صرف پرائمری تعلیمی ادارے بلدیاتی اداروں کے سپرد کر دئیے جائیں اور دیکھا جائے کہ ان پر کتنی نگرانی ہوتی ہے ۔ جیسا کہ خاقان بابر صاحب نے فرمایا ہے ۔ ہمارے گورنر بڑے دلیر گورنر ہیں لیکن کچھ کام ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کسی وقت کے محتاج ہوتے ہیں ۔ کچھ کام عام نوعیت کے نہیں ہوتے اگر یہ کام سول گورنمنٹ کرنا بھی چاہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہ کام نہیں کر سکے گی اگر مارشل لا کے دوران اور آپ جیسے گورنر اس کام کی تکمیل نہ کر سکے تو پھر میں یہ بر ملا کہتا ہوں کہ یہ محکمہ کبھی بھی لوکل حکومت کے ماتحت نہیں آئے گا ہمیں صرف ان کا کنٹرول دیں باقی سب محکمہ کے پاس رہنے دیں ۔ انشاء اللہ ہم تعلیم کا معیار بلند کر کے دکھائیں گے ۔ دوسرا میرا پوائنٹ ابتدائی تعلیم کے متعلق ہے یعنی پہلی کلاس کے لئے جو استاد لگتے ہیں وہ میٹرک پاس ہوتے ہیں پھر استاد کو، بی۔ٹی۔سی میں داخلہ دلوایا جاتا ہے ۔ ان کو ٹریننگ کیا جاتا ہے ۔ میٹرک پاس لوگ وہاں سفارشات کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے بی۔ٹی۔سی میں داخلہ لے لیتے ہیں ۔ داخلہ لینے کے بعد وہ بچوں کو پڑھانے لگتے ہیں ۔ جس استاد کو اپنے آپ کوئی چیز لکھنی نہیں آتی تو وہ بچوں کو کیا پڑھائے گا

اس سلسلے میں گذارش ہے کہ وہاں اعلیٰ تعلیمیافتہ بی ایڈ ٹرینڈ استاد شروع سے ہی لگائے جائیں جو بچوں کی نفسیات کو جانتے ہوں بی ایڈ استاد بچوں کی نفسیات کو جانتے ہیں اور بی ایڈ کے کورس میں نفسیات کا ایک مضمون شامل ہے تو ایسے استاد بچوں کی شروع میں ایسی بنیاد رکھ دیں گے کہ بچہ لا محالہ آگے بڑھتا چلا جائے گا ۔ مزید گذارش یہ ہے کہ استاد صاحبان کو جو سالانہ ترقیاں ملتی ہیں ۔ یہ ترقیاں انکے نتائج دیکھنے پر ملنی چاہیئں اگر کسی استاد کا نتیجہ درست ہے اچھا ہے تو اسکو ترقی دی جائے ۔ بلکہ accelerated پروموشن دی جائے ۔ اور اس استاد کی حوصلہ افزائی کی جائے ۔ اس کے برعکس اگر کسی استاد کا نتیجہ درست نہیں یا معیار تعلیم ٹھیک نہیں تو اسکو فوری طور پر نکال دیا جائے ۔ اگر استاد میں یہ ڈر خوف پیدا کیا جائے تو وہ اپنے بچوں کی طرف خاص توجہ دیں گے ۔ چوہدری عبدالغفور صاحب وزیر تعلیم نے فرمایا ہے اور ہمیں اسکا اعتراف ہے ۔ کہ اس دور میں جتنا محکمہ تعلیم نے ترقی کی ہے ۔ جتنے فنڈز ہمیں دئے ہیں جتنے سکول اپ گریڈ کئے ہیں ۔ مسجد مدرسے کھولے گئے ہیں اس سے پہلے کبھی اتنے وسیع پیمانے پر نہ کیا گیا تھا لیکن بعض جگہوں پر ہمارے فنڈز ضائع جارہے ہیں اس میں میں اپنے تجربے کی بنا پر عرض کرتا ہوں ۔ مثال کے طور پر تعلیم بالغاں پر ایک پیسہ بھی صحیح خرچ نہیں ہورہا ہے ۔ اگر وہ فنڈ اس طرف دے دئیے جائیں باونڈری والز دی جائیں ۔ اپ گریڈیشن کی طرف تبدیل کئے جائیں ۔ اور تعلیم بالغاں کے لئے کوئی اور ذریعہ تلاش کریں تو معیار تعلیم بہت بہتر ہو سکتا ہے ۔ جیسا کہ خاقان بابر صاحب نے فرمایا ہے کونسار صاحب نے فرمایا ہے ۔ اگر کوئی آدمی یہ سوچ لے کہ اس نے کسی نہ کسی کو پڑھانا ہے تو پھر ہم پڑھا سکیں گے ۔ آپ نے مساجد سکول کو سوار یہ وغیرہ کے لئے کروڑوں روپیہ دیا ہے تو میں چیلنج سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ یہ پیسہ کسی اور طرف divert کریں اور ہم لوگ جو گاؤں کے رہنے والے ہیں مسجد سکول میں سپارے وغیرہ مہیا کریں ۔ تو یہ پیسہ کسی اور طرف لگایا جا سکتا ہے ۔ استاد اچھے مل سکتے ہیں عمارت بھی دی جا سکتی ہے ۔ اپ گریڈیشن کی جا سکتی ہے ۔ اسی طرح امتحانات کا مسئلہ ہے ثانوی بورڈوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے علم میں ہوگا گرسنر رجسٹر ہوتے ہیں ۔ میں اپنے ضلع کی مثال دیتا ہوں لاہور سے انارکلی کی پولیس گئی اور آدمی پکڑ کر لائی ہے وہ واقعی کاپیں

میں رکھے گئے ہیں - بہت بے قاعدگیاں ہو رہی ہیں - اس ضمن میں عرض ہے کہ اگر ثانوی تعلیم بورڈوں میں بلدیاتی اداروں کو نمائندگی دی جائے کمشنر یا ڈپٹی کمشنر یا اس کا کوئی نمائندہ وہاں موجود ہو تو اس طرح پھر ہم لوگ ان کی چیکنگ کر سکتے ہیں اور آپ کے نوٹس میں لا سکتے ہیں کہ وہاں کیا بے قاعدگیاں ہو رہی ہیں - اب ہم لوگوں کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے - وہ ہمیں ممبر بننے نہیں دیں گے - اب اس طریقے سے بورڈ مقرر کئے گئے ہیں - پہلے ایک بورڈ ہوا کرتا تھا جناب والا نے decentralize کا طریقہ بہت اچھا اختیار کیا ہے کہ پاور کو نیچے دے دو - یہ بڑی اچھی بات ہے بڑی اچھی پالیسی ہے لیکن اس پالیسی کے ساتھ نقصان بھی ہوا ہے - ابھی وزیر تعلیم نے فرمایا ہے کہ ڈویلپمنٹ پر بہت تھوڑا خرچ ہوا ہے اور نان ڈویلپمنٹ پر بہت خرچہ ہو رہا ہے - میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بورڈ کوئی کام نہیں کر رہے وہاں سوائے ہیرا پھیری کے کوئی کام نہیں ہو رہا - ڈائریکٹر ایجوکیشن ڈائریکٹر سکولز اور ڈائریکٹر کالجز کو آپ نے علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے مگر علیحدہ علیحدہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا - اگر ان کو پنجاب لیول پر رکھیں تو وہاں خرچہ کم ہوتا ہے - ہم استادوں کے تبادلے نہیں کرا سکتے کیونکہ جس کو تبادلہ کروانا ہوتا ہے وہ لاہور کے چکر لگاتا ہے - آپ کی decentralize کرنے کی پالیسی اچھی پالیسی ہے لیکن اس کو فعال بنایا جائے یا اس کو ختم کر دیں - سلیبس پر کافی بحث ہوئی تھی - میں گذارش کروں گا اس پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ تعلیم کا معیار صحیح ہو سکے - جو انتظامیہ پر خرچ ہو رہا ہے وہ اداروں پر خرچ کیا جائے - جیسے ہائی سکول ادارہ ہے مڈل کا ادارہ ہے پرائمری کا ادارہ ہے - جو انتظامیہ پر خرچ کیا جا رہا ہے وہ اداروں پر خرچ کیا جائے - اور اداروں کے سربراہوں کی یہ ذمہ داری ٹھہرائی جائے کہ ان کے نتائج کس طرح نکلتے ہیں - جب آپ ان کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے تو اس کا لامحالہ نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ اپنے ماتحتوں پر نگرانی کریں گے - ماتحت اچھے طریقے سے پڑھائیں گے اور تعلیمی معیار بلند ہوگا - اس لئے گذارش ہے کہ انتظامیہ پر خرچ کم کرنا چاہئے اداروں پر زیادہ خرچ کرنا چاہئے -

بیگم سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ)—جناب چیئرمین مجھے انسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مجھے چوہدری غفور صاحب کی

تقریر سننے کا موقع حاصل نہیں ہوا ۔ لیکن جو چوہدری صاحب کی تقریر کے بارے میں سنا ہے اس سے معلوم یہ ہوا ہے کہ انہوں نے کافی حد تک اپنی بے بس کا اعتراف کیا ہے ۔ اور جب ایک وزیر صاحب بے بس ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے راستہ فرار ہمیشہ ممکن ہوتا ہے ۔ لیکن یہ چوہدری صاحب کی ذاتی سوچ ہے ۔ جہانتک محکمہ تعلیم کا تعلق ہے تعلیم کا شعبہ 37 سال سے شائد ایسا شعبہ ہے جس کے بارے میں حکومتوں کی approach یہ رہی ہے کہ اس کی تمام dus کو under the carpet کر دیا جائے اور مسائل بڑھتے رہے ہیں اب مسائل اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ اب ہم سے یہ پوچھا گیا ہے کہ ہم کوئی فلسفہ پیش کریں جو کہ ان 37 سالہ accumulated مسائل کا حل بن سکے ۔ میرے پاس کوئی فلسفہ تو نہیں ہے لیکن دو تین تجاویز ضرور ہیں ۔ یہ ایک حقیقت ہم سب کے سامنے ہے ۔ کہ جب سے پاکستان بنا ہے اور جو حصہ پاکستان کا اس وقت ہے یہ پارٹیشن کے وقت آج کی آبادی سے ایک تہائی کم تھا ۔ ہمارے اس خطے کی آبادی تین گنا بڑی ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ اس آبادی کی travelling ہماری جو requirements ہیں ان کے اوپر اور ساتھ ساتھ تعلیم کی بنیادی requirements پر بھی گہرا اثر ہوا ہے ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے اور یہ جو ہماری آبادی کی توسیع کی رفتار ہے اس سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں ہم ان سے انتظامی سطح پر نپٹ نہیں سکے ۔ اس لئے تقریباً ہر فاضل مقرر نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ معیار تعلیم پہلے بہتر ہوتا تھا اور اب ناقص ہے ۔ تو اس کیفیت کو دیکھتے ہوئے اور یہ بھی جانتے ہوئے کہ آئندہ اٹھارہ سال میں توقع ہے کہ ہماری آبادی ایک دفعہ پھر ڈبل ہو جائے گی ۔ ہم ایک crisis situation میں ہیں اور اس crisis situation کو دیکھتے ہوئے پاکستان کے کل وسائل کا جائزہ لیا جائے معلوم ہوتا ہے کہ محض 6 فیصد پاکستان کے کل وسائل کا حصہ تعلیم کے لئے مختص ہوتا ہے ۔ تو جب تک ہم اپنے اتنے بھاری مسئلے پر صرف اس حد تک توجہ دیں گے تو معیار کسطرح بلند کر سکتے ہیں پنجاب کا ایجوکیشن اے ڈی پی 273 کروڑ ہے اور ظاہری طور پر یہ ایک بھاری رقم دکھائی دیتی ہے لیکن اگر ہم over all اپنی نیشنل بجٹ پر نظر ڈالیں جو ہمارے سوشل سیکٹر کے حصے میں آتا ہے تو وہ بہت کم ہے بہر حال ان constraints کے دائرے میں رہتے ہوئے دو تین پریکٹیکل باتیں اس قسم کی ہیں جن پر حکومت پنجاب عمل کر

سکتی ہے اور جن کا شائد صحت مند اثر ہو ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسے ابھی چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا نے بھی کہا اور دیگر حضرات نے بھی کہا کہ یہ لوکل کونسل سسٹم اب پانچویں سال میں جا رہا ہے اور حکومت کے اپنے دعوے کے مطابق نہایت کامیاب ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ پرائمری سکول اس کے حوالے نہ کر دئے جائیں ۔ جب انگریز نے یہ ڈسٹرکٹ بورڈ بنائے تو انہوں نے اس وقت ہمیں natives کہا تھا natives کو اس کا حل سمجھا تھا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ پرائمری ایجوکیشن سے نہیں بلکہ ھائی سکول بھی ڈسٹرکٹ بورڈ کی تحویل میں تھے ۔ لیکن اب ہمارے ہاں اپنی حکومتیں ہیں جو کہ غالباً اس طریقہ کو قابل غور نہیں سمجھتیں ۔ شائد اس پر غور کرنے کی اب گنجائش دو پرائمری سکول ٹیچرز برفین کی طرف سے جو resistence آتا ہے یہ بذات خود اس بات کی indication ہے کہ پرائمری سکول ٹیچرز انسپکشن سے گھبراتے ہیں سپرویژن سے گھبراتے ہیں account ability سے گھبراتے ہیں ۔ اور اس گھبراہٹ کے دباؤ کے تحت گورنمنٹ نے یہ decision نہیں لیا جو کہ کم از کم تین چار سال سے over-due ہے ۔ مجھے امید ہے کہ کم از کم آئندہ ایک دفعہ پھر اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا ۔ کچھ اساتذہ کے بھی مسائل ہیں ۔ جو اساتذہ دیہاتوں میں متعین ہیں ان کے مسائل پیچیدہ ہیں ۔ خاص طور پر زنانہ اساتذہ کے ۔ اگر ایک استانی غیر شادی شدہ ہے تو اس کے لئے دیہات میں جانا مشکل ہے ۔ اگر وہ شادی شدہ ہے تو بھی مشکل ہے ۔ دیہاتوں میں استانیوں کی رہائش نہ مستحکم قسم کی ہوتی ہے اور نہ مستقبل قریب میں ہی کی جا سکتی ہے ۔ اور اس کا مختصر اور فوری طور پر حل شائد ہو کہ جن استادوں اور استانیوں کی سروسز دیہاتوں کے لئے استعمال کی جا رہی ہیں ان کو ٹرانسپورٹ الاؤنس provide کیا جائے ۔ بہت سے ایسے اساتذہ ہیں جو کہ commute کرتے ہیں کیونکہ خاص طور پر ہمارے infrastructure کچھ زیادہ ڈویلپ ہوئے ۔ تو یہ سب سے زیادہ اساتذہ کے لئے ممکن ہوتا ہے کہ وہ شہر سے دیہاتی سکولوں میں پڑھانے جائیں ۔ لیکن جب ان کو اپنی تنخواہ میں سے خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے تو ان کو خاص مشکل پیدا ہوتی ہے تو ایک رورل ٹیچرز ٹرانسپورٹ الاؤنس اگر گورنمنٹ consider کرے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کے ساتھ اساتذہ کی دیہات کی طرف میں یقیناً اضافہ ہو گا ۔ جب اساتذہ کی

بات آتی ہے تو اس کے ساتھ اساتذہ کی ٹریننگ کا ذکر کرنا ضروری ہے ۔ ہمارے ہاں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہم نے پرائمری ٹریننگ کورس نو ماہ کا رکھا ہوا ہے اور چھٹیاں وغیرہ آپ نکال لیں تو استانیوں کو چار پانچ ماہ کی ٹریننگ ملتی ہے ۔ اس کے بعد سمجھا جاتا ہے کہ وہ پڑھانے کے قابل ہیں ۔ میں سمجھتی ہوں کہ اتنی مختصر institutionaly teachers training شاید دنیا میں کہیں بھی نہ ہو رہی ہو یہ محض ایک بہانہ ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ نو ماہ میں استاد یا استانی اتنا سیکھ جائیں اور وہ چائلڈ سائیکلوجی سے بھی نپٹ سکیں اور پڑھانے اور instruction میں مہارت حاصل کر لیں ۔ تو میری تجویز یہ ہو گی کہ پرائمری ٹیچرز کورسز کی میعاد کو بڑھا دیا جائے اور یہ کم از کم دو سال کا کورس ہو ۔ ایف ۔ اے ۔ سی ٹی کم از کم تین سال کا ہو ۔ بی ۔ ایڈ کورس میں بھی توسیع کی جائے کیونکہ میرا خیال اور اندازہ ہے وزیر تعلیم مجھے contradict کر سکتے ہیں ۔ اگر میرا اندازہ غلط ہو کہ ان کا بیشتر وقت پی ٹی سی کے داخلے اور ایف ۔ اے ۔ سی ۔ ٹی کے داخلے میں سفارشوں سے نبٹنے میں گزرتا ہو گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیچر کے لئے short cut route to immediate employment کے سلسلے میں ہمارے ہاں کوئی concept ہی نہیں رہا ۔ استاد یا استانی وہ اپنے لئے national tenencies ہوں یا talents ہوں یا جن کی طبیعت میں اس قسم patience ہو کہ وہ بچوں کو پڑھا سکیں ان کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمارے ٹریننگ کورسز جو ہیں وہ آسان ہیں ۔ ان میں داخلہ حاصل کرنا آسان ہے ۔ ان کی میعاد مختصر ہے ۔ ان کی تقرری عموماً فوری ہو جایا کرتی ہے ۔ تو ہماری سب سے پہلی پنجاب کے لئے بی میں جو ایجوکیشن allocation ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس پر فوری غور کی جو ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا جو اساتذہ کی تربیت کا institution l arrangement ہے اس کو بہتر کیا جائے ۔ ان کی تعداد میں اضافہ کیا جائے ۔ ان کے معیار کو بہتر کیا جائے ۔ ظاہر ہے کہ جب تک استاد اور استانیوں کا معیار بہتر نہیں ہو گا آپ کی جنرل تعلیم اور تعلیمی معیار قطعی طور پر بہتر نہیں ہو سکے گا ۔ بہت ہی طویل گفتگو ہوئی ہے ۔ لمبے حوالے دلائل دئے گئے ہیں اور ہمارے پاس کوئی اتنے دلائل باقی نہیں رہے ۔ تو آخر میں میں اس ایوان کے سامنے اپنا تھوڑا سا دکھڑا سنانا چاہتی ہوں

پورا یہ دکھڑا جو ہے یہ میری ذاتی چھوچھد سے متعلق ہے یہ سوچتے ہوئے کہ بحیثیت ایک ضلع کونسل کے چیئرمین کے میں اپنے ضلع میں کچھ اس قسم کی خدمت کی کوشش کروں جس کے باعث ہمارے سارے بچے معیاری تعلیم سے مستفید ہو سکیں ۔ میں نے ایک لمبی چوڑی جدو جہد کے نتیجہ میں ایک پبلک سکول کا منصوبہ تیار کیا میری کونسل نے اس کو متفقہ طور پر پاس کیا ۔ ہم حکومت سے رقومات نہیں مانگ رہے حکومت کے قانون کی پابندی اس قسم کی تھی کہ اس منصوبے کو عمل میں لانے کے لئے ہمیں کمشنر سے اجازت لینا ہے ۔ اس کو تقریباً تین سال پورے ہونے کو آ رہے ہیں ہم نے دو تین مرتبہ اپنی کونسل میں قرار دادیں بھی لی ہیں متعدد reminders بھیجے ہیں ۔ لیکن ہمیں اب تک صوبائی حکومت سے کوئی back reference نہیں ہوا اور چونکہ تھوڑی سی ضد کی عادت ہے تو جب اس کو pursue کیا گیا تو معلوم یہ ہوا کہ حکومت پنجاب کی سوچ یہ ہے کہ معیاری اداروں کی ضرورت نہیں ہے ۔ elitest education میں ہم believe نہیں کرتے ۔ تو میں نے سوچا چلئے ہماری حکومت پنجاب کا ذہن مساوی ہے اس لئے elitest education کے خلاف ہیں ۔ ایچیسن کالج تو غالباً ان کو نہیں دکھائی دیتا ۔ لیکن مجھے بھی دکھ ہوا یہ سن کر کہ حال ہی میں ملتان کی انتظامیہ اور کمشنر ملتان کی نگرانی میں ایک پبلک سکول کا منصوبہ گورنمنٹ پنجاب منظور کر رہی ہے ۔

تو میں یہ وضاحت چاہتی ہوں کہ آیا جھنگ کے لوگوں کے لئے elitest education پر objection philosopic ہے اور دیگر علاقوں میں نہیں ہے اور میں یہ بھی معلوم کرنا چاہ رہی ہوں کہ کوئی سیٹیزن اپنی individual capacity میں تعلیم کے سلسلہ میں کوئی خدمت ادا کرنا چاہیں اور کوشش کریں کہ اپنی تعلیمی تربیت کے باعث دیگر لوگوں کو مستفید کیا جائے تو اس میں کیوں رکاوٹ پیدا کی جاتی ہے اور میں چاہوں گی کہ وزیر صاحب اس پر تھوڑی سی اپنی توجہ دیں کیونکہ وزیر صاحب نے ہم سے اپیل کی ہے کہ ہم آپ کو help کریں ۔ میں معلوم کرنا چاہوں گی کہ ایک ڈسٹرکٹ کونسل ...

کونسل جب ایک لمبی جدوجہد کر کے اور ایک منصوبہ تعلیم کے سلسلہ میں چلاتی ہے تو اس کو کیوں روکا جاتا ہے؟ اور مجھے یقین ہے کہ اگر جھنگ ضلع کونسل کو یہ سکول بنانے کی اجازت دے دی جاتی تو یقیناً اور بھی ضلع کونسلیں شاید اسی طرف توجہ دیتیں اور ہمارے ہر ضلع میں ایک پبلک سکول لڑکیوں کا اور ایک پبلک سکول لڑکوں کا establish ہو جائے جس کا معیار بھی ہو اور جس کی ضرورت بھی رہو اور ہماری جنرل ایجوکیشن کی بہتری میں اس کا ایک خاص مقام ہو اور اس کا ایک impact ہو تو تعلیمی معیار بہت بہتر ہو سکتا ہے۔ یہ گورنمنٹ کی پالیسی میں ایک contradiction ہے جسے میں سمجھتی ہوں کہ اس کی وضاحت ضروری ہے اور میں ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گی۔

شکریہ

جناب چیئرمین ۔ آپ آئیے گا وٹو صاحب ۔

میاں منظور احمد وٹو ۔ (چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ، پنجاب)

چیئرمین - چوہدری عبدالغفور صاحب - وزیر تعلیم پنجاب نے نہایت دلکش اور دل پذیر انداز میں اپنی گورنمنٹ آف پنجاب کی تعلیمی پالیسی اور اس میں کی جانے والی گزشتہ سات سال کے دوران کی ڈویلپمنٹ اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی معاملات میں کچھ complication اور کچھ ان کے problems کی انہوں نے نہایت اچھے انداز میں نشاندہی کی ہے یعنی انہوں نے ایک طرف تو ڈویلپمنٹ کے معاملات اور ان کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی ہے اور دوسری طرف تعلیمی معیار کے انحطاط پذیر ہونے کی نشاندہی کی ہے اور وہ اس سلسلہ میں ایوان کے رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان معاملات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ایوان کی رائے کیا ہے۔ جناب چیئرمین مجھے ان کی تقریر میں سب سے زیادہ دلچسپی اس بات سے ہوئی جب انہوں نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے school going age کے بچوں میں سے 45 فیصد سکول جاتے ہیں اور باقی 55 فیصد school going age کے بچے پرائمری سکولوں میں نہیں جاتے یعنی وہ پہلی جماعت سے ہی تعلیم سے محروم ہو

جاتے ہیں۔ تو آج اس وقت ہماری اگر یہ پوزیشن ہے کہ 55 فیصد school going age کے بچے اس وقت پہلی جماعت میں داخلہ ہی نہیں لے سکتے ہیں تو آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے 55 فیصد بچے آج سے کچھ عرصہ کے بعد پاکستان کے ، اس قوم کے کتنے بڑے اور کتنے ذمہ دار شہری بنیں گے۔ جناب والا اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 45 فیصد school going age کے بچے جو سکولوں میں جاتے ہیں - ان میں shelterless سکولوں کی اتنی بھاری تعداد ہے کہ ہمارے بچے کھلے آسمان کے نیچے بیٹھتے ہیں اور انہیں دھوپ اور بارش سے محفوظ کرنا ابھی تک ہمارے لئے ممکن نہیں ہوا۔ چنانچہ پنجاب میں بے شمار سکول ، ہزاروں کی تعداد میں ایسے ہیں جو کہ shelterless ہیں اور جن کو ابھی تک عمارتیں مہیا نہیں کی جا سکیں۔ اس سلسلہ میں میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں ہمارے پاس دیہاتوں میں شہروں میں سکول نہیں ہیں - وہاں ہمیں سکول قائم کرنے چاہئیں اور ڈویلپمنٹ کا یہ سلسلہ جو کہ حکومت پنجاب نے پچھلے چند سالوں سے نہایت خوش اسلوبی سے چلایا ہے اس کو ہمیں چلانا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ جو shelterless سکول ہیں کم از کم پرائمری تعلیم کی حد تک ، ہمیں یہ سہولیات حکومت کی طرف سے ان کو provide کی جانی چاہئیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو 55 فیصد بچے school going age کے جو کہ سکولوں میں داخل نہیں ہو رہے ہیں اس ضمن میں میں نے پہلے بھی ایک دفعہ نشاندھی کرنے کی کوشش کی تھی کہ پرائمری تعلیم لازمی قرار دینا نہایت ضروری ہے تاکہ school going age کے ہمارے تمام کے تمام بچے جو ہیں ان کو ہم کم از کم پہلی جماعت میں سکول میں بٹھا دیں اور پانچویں جماعت تک وہ سکول میں بیٹھے رہیں ۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہو گا ۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ کہ کم از کم وہ اپنا نام لکھنے کے قابل ہو جائیں گے اور دیگر ضروری معلومات جان سکیں گے ۔ اور ان میں تھوڑا بہت شعور پیدا ہو گا ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں تائید کرتا ہوں جو میری ذاتی observation ہے پرائمری تعلیم کے بارے میں بطور

چئیرمین ضلع کونسل کے کہ ہمارے دیہات کے سکولوں میں بالخصوص جو پوزیشن ہے وہ انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ وہاں پر supervision کا زیر دست فقدان ہے ۔ اور جو ہمارے A. E. O. ہیں جن کے ذمہ یہ supervision کا کام ہے ۔ ان کی موجودگی کے باوجود وہاں پر یہ حالات ہیں کہ بیشتر اوقات دیہات کے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور درخواستیں دیتے ہیں کہ ہمارا سکول موجود ہے ، سکول منظور ہے ، بلڈنگ موجود ہے ، دو اساتذہ کی تقرری ہے ، لیکن گذشتہ تین ماہ سے دونوں اساتذہ غیر حاضر ہیں اور بچوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے تو اس سلسلہ میں بیگم صاحبہ کی تائید کروں گا اور چیمہ صاحب کی کہ پرائمری کی حد تک تعلیم کو بلدیاتی اداروں کے سپرد کر دینا چاہیئے ۔ اس کے علاوہ جو نشاندھی ہمارے تعلیمی معیار کے زوال پذیر ہونے کی کی گئی ہے ۔ اس ضمن میں کچھ ہماری سوسائٹی کے over all معاشی اور معاشرتی حالات جو ہیں ، ان کا بھی دخل عمل ہے اور وہ اس طرح ہے کہ better living کی race ہر شعبہ میں موجود ہے اور تفاوت کا یہ عالم ہے کہ پرائمری سکولوں میں کچھ اساتذہ سات ، آٹھ ہزار تنخواہ لیتے ہیں اور کچھ اساتذہ جو پرائمری سکولوں میں ہیں ، ان کی تنخواہیں ایک ہزار کے لگ بھگ ہیں ۔ جس کی مثال میں یہ دے سکتا ہوں کہ پاکستان میں ہی اور لاہور میں ہی امریکن سکولوں کے اساتذہ کی تنخواہیں سات آٹھ ہزار ماہوار سے کم نہیں ہیں ۔ لیکن یہاں یہ ہمارے پڑوس میں جو دیہاتی سکول ہیں وہاں پر پرائمری سکولوں کے اساتذہ کی تنخواہیں ایک ہزار کے لگ بھگ ہیں ۔

جناب والا ۔ یہ جو معاشی اور معاشرتی طور پر فرق ہے اور اسی طرح ہمارے معاشرے میں better living کی جو race لگی ہوئی ہے ۔ یہی ایک وجہ ہے کہ لوگ اس better living کی race کی وجہ سے frustration سے وہ اپنے کام کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے اور ہمارے اساتذہ کاروبار کی طرف لگے رہتے ہیں کھیتی باڑی کی طرف لگے رہتے ہیں اور سکولوں میں پڑھانے کی طرف توجہ نہیں دیتے ۔ اسی طرح ہمارے بچوں کے معیار میں بھی زبردست فرق ہے اور وہ فرق اس انداز سے ہے کہ کچھ پاکستانی بچے پبلک سکولوں میں پڑھتے ہیں اور کچھ پاکستانی بچے ایسے ہیں جو shelterless سکولوں میں بارش اور دھوپ کے نیچے اپنا وقت گزارتے ہیں اور وہ پرائمری تک تعلیم

بمشکل حاصل کرتے ہیں یہ over all ہماری سوسائٹی کا جو تعلیمی معیار پر impact ہے - یہ بھی ایک وجہ ہے - اس کے ساتھ ساتھ میں تعلیم بالغاں کے بارے میں بھی میں چیمہ صاحب کی تائید کروں گا کہ تعلیم بالغاں کے متعلق ہمیں باہر سے امداد ملتی ہے اور میری اطلاع کے مطابق اسے ہم نے ضروری خرچ کرنا ہوتا ہے - اگر ایسا ہے پھر تو اس کا علاج صرف یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے جو ابتدائی اداروں کے سربراہ ہیں اور تعلیم بالغاں کیلئے جو پیسہ ان کے پاس بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر جاتا ہے وہ اس میں دلچسپی لیں اور تعلیم بالغاں کے جو مراکز ہیں وہ اس بات کی ضمانت دیں کہ اس کی دیکھ بھال سے صحیح طرح سے ہو اور پراجیکٹ صحیح طرح پر کام کر رہے ہوں تاکہ تعلیم بالغاں کا پروگرام صحیح طریقہ سے جاری ہو اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر اس پیسے کو کسی اور اچھی جگہ پر لگایا جا سکتا ہے - اس کے ساتھ ہی میں آپ کا وقت دیے جانے کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب چیئرمین — مس شاہین عتیق الرحمن ،

مس شاہین عتیق الرحمن — (اراکین کونسلز ، پرنسپل کارپوریشن لاہور)

: جناب چیئرمین وزیر تعلیم چوہدری عبدالغفور صاحب نے شکر ہے اعتراف تو کیا کہ تعلیمی پالیسی بالکل فیل ہو چکی ہے جیسا کہ UNO کی بہت سی ایسی findings ہیں کہ پاکستان واحد ایک ملک ہے جس کی شرح خواندگی کم ہو رہی ہے اور خاص طور پر عورتوں کی شرح خواندگی بہت زیادہ کم ہو رہی ہے اس کے متعلق میری ایک تجویز ہے کہ ہم جنرل ایجوکیشن سسٹم پر کرتے ہیں مگر ہماری concentration basis پرائمری لیول پر ہونی چاہیے ۔ اس سلسلہ میں پنجاب کو پہلا قدم اٹھانا چاہیے میرے خیال میں محکمہ تعلیم میں دو سیکرٹری ہونے چاہیں جس میں سے ایک صرف پرائمری لیول کی تعلیم کیلئے مخصوص ہو - کیونکہ پرائمری لیول پر concentration کی زیادہ ضرورت ہے بہ نسبت یونیورسٹی لیول کے اور پھر سیکرٹری صاحب کے پاس کام اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ وہ پرائمری لیول پر زیادہ توجہ نہیں دے سکتے جتنا کہ انہیں دینا چاہیے اور جو کہ ضروری چیز ہے ہمارا کوئی base ہے ہی نہیں ہے اور اس کیلئے ہمیں concentrate کرنا پڑے گا کہ ہم کہاں سے شروع ہوں ۔ اسلئے میرے خیال میں اگر

پرائمری لیول پر زیادہ توجہ دی جا سکے تو یہ ایک مثبت قدم ہوگا۔ اس کے بعد جیسا کہ بیگم سیدہ عابدہ حسین جو یہ صاحب اور وٹو صاحب نے کہا ہے کہ ہزاروں لاکھوں سکول تو کھاتے ہیں تعلیم بالغاں کے مراکز بھی کھلتے ہیں مکتب سکول بھی کھلتے ہیں اگر ان کی spot چیکنگ کی جائے تو اساتذہ حاضر ہی نہیں ہوتے اور محکمہ تعلیم کے بڑے بڑے افسران جو یہاں بیٹھے ہوتے ہیں یہ کبھی چیک کریں تو دیکھیں گے کہ اساتذہ موجود ہی نہیں ہوتے - پھر ان کو چیک کرنے والا ان کا ایک بڑا گروہ استاد ہوتا ہے اور جب استاد موجود نہیں ہوتا تو وہ کہتا ہے کہ موجود ہے - اسلئے پرائمری سکول کی supervision ضرور کونسلرز کو دی جائے - تاکہ وہ انہیں چیک کرسکیں کہ وہ موجود ہوتے ہیں یا نہیں - آپ لوگ جو ہمارے ماہرین تعلیم ہیں آپ ضلع لیول پر زیادہ orientred ہیں - مگر ہم کونسلرز کو عوام سے direct in tou h رہنا پڑتا ہے اور parents ہیں اگر تنگ کرتے ہیں - اسلئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے سکول باقاعدہ کی سے چلیں - اور ہماری جو need ہے وہ I afraid کہ آپ لوگوں سے زیادہ ہے -

دوسری بات یہ کہ آپ نے partente کو blame کیا کہ parents کچھ نہیں کرتے - میرے خیال میں یہ بات اتنی درست نہیں ہے والدین مدد کرنا چاہتے ہیں مگران کی سنے گا کون - سیکرٹریٹ کے گیٹ سے انہیں کون اندر داخل ہونے دے گا - پھر ایک گھنٹے میں آپ کتنی شکایتیں سنیں گے اسلئے آپ والدین کو الزام نہ دیں - اگر آپ صرف والدین پر الزام لگاتے ہیں تو آپ ہمت کریں اور ہر سکول میں تمام والدین اور اساتذہ کی میٹنگ کیوں نہیں کروا دیتے - ہر ملک میں ایسا ہوتا ہے - ہمارے ملک میں کیوں نہیں ہو سکتا آپ بھی ہمت کرکے ان کی بات سنیں کہ ان کی کیا شکایتیں ہیں پھر آپ اس کا حل سوچیں -

دوسری بات یہ ہے کہ ہم یہ سوچ رہیں کہ کتابوں کا بہت بوجھ ہے تعلیم کا کوئی واضح مقصد نہیں ہے - آپ یہ بتائیں کہ آپ کے ٹیکسٹ بک بورڈ کیا کر رہے کیا education کیلئے ریفلر منٹ سنٹر تو نہیں بہت یہ کیا کر رہے ہیں ہزاروں لاکھوں روپیہ صرف ہو رہا ہے اور اسکا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا - اسکے بعد ایک اور مسئلہ ایلمنٹری انوائرنمنٹ کا ہے یہ ایلمنٹری انوائرنمنٹ بہت ضروری ہیں خاص طور پر دیہی سکولز اور کالجوں میں تو بہت ضروری ہیں - ہوتا یہ ہے کہ ایک گورنمنٹ سکول ٹیچر شروع ...

کرتی ہے اور اپوائنٹمنٹ کے بعد ایک سال کی لمبی چھٹی لیکر چلی جاتی ہے آپ لوگوں کیلئے تو شاید ٹھیک ہو مگر اس سے بچے بہت متاثر ہوتے ہیں اسلئے سکولوں اور کالجوں کے پرنسپل کو ایڈہاک اپوائنٹمنٹ کی اجازت دی جائے تو بچوں کے سکول کا وقت ضائع نہیں ہوگا -

دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے سال گورنر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ اوقاف اور ev: cuee prop.rty کی جتنی زمینیں ہیں وہ محکمہ تعلیم کو دی جائیں گی تاکہ وہ ان پر سکول اور کالج بنا سکیں - مجھے نہیں معلوم کہ اس پر عمل ہوا ہے یا نہیں اسی ضمن میں میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ اچھرہ میں 22 کنال کی جگہ خالی پڑی ہوئی ہے اس کے متعلق فائلیں کئی دفعہ آپ کے پاس گئی ہیں پھر واپس آئی ہیں - اوقاف کی زمین ہے وہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ یہ زمین لیں اور ایک گرلز کالج کھلے براہ مہربانی آپ اس پر توجہ دیں توبہ کالج کھل جائے گا - اس کے علاوہ ہمارا ایک اور مسئلہ خیر النساء سکول جو مسلم گنج لاہور ہے میں کے متعلق ہے - یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ اگلے اجلاس میں ہم جواب دے دیں گے لیکن پھر یہ چیز غائب ہو جاتی ہے - اسلئے ہماری یہ درخواست ہے کہ ہم جو چیزیں یہاں پیش کریں وہ اگلی دفعہ کی بجائے بروقت کردیا کریں

اس کے بعد پرائیویٹ سکولوں کے متعلق عرض کروں گی - آپ کو معلوم ہے کہ وزارت تعلیم کا سب سے مصروف وقت وہ ہوتا ہے جب داخلے ہوتے ہیں اسوقت تو کوئی آنکھ ہی نہیں ملاتا تو اگر آپ پرائیویٹ سکولوں پر زیادہ سختی کریں گے تو وہ 70 فیصد لوگ جن کو تعلیم کی سہولت نہیں ملتی ان کیلئے پھر آپ کیا کریں گے - ان کو تو آپ طرح curbve کرلیں گے - جب ان کا incentive ختم ہو جائیگا تو آپ بتائیں باقی لوگ کدھر جائیں گے - آپ کے پاس اسوقت جو existing سٹسم ہے - اس کو نہیں چلا سکتے - اس میں کوئی خاطر خواہ رزلٹ نہیں ہے - پھر اگر آپ نے اپنا سارا نزلہ پرائیویٹ سکولوں پر نکالا تو پھر آپ ان extra students کے ساتھ کیا کریں گے جن کو داخلہ نہیں ملتا ہے میں اس بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ آپ کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیس 15 سو روپے مہینہ نہ ہو یا وہ ٹیچرز جو پرائیویٹ سکول میں اگر پڑھاتی ہیں ان کو سو روپے ماہانہ تنخواہ نہ ملے - اس قسم کی چیکنگ تو ٹھیک ہے مگر undue interrference نہیں ہونی چاہیے - پہلے بھی آپ کے ڈی پی - آئی - صاحبہ نہیں

ملتے پہلے ہی بڑے بڑے افسران نہیں ملتے پھر تو ہم بالکل ہی فارغ ہو جائیں گے ۔ کیونکہ وہ تو ہر وقت پرائیویٹ سکولوں کی چیکنگ کرتے رہیں گے ۔ اس کیلئے آپ یہ کریں کہ آپ سٹینڈنگ کمیٹی قائم کریں اور جو آپ کے بڑے بڑے ادارے ہیں ان کو کوئی ماہر تعلیم دیں جسطرح خاقان بابر صاحب نے کہا ہے کہ educationists کم ہوں عوام کے نمائندے زیادہ ہوں ورنہ پھر بحث شروع ہو جائے گی کہ یہ اچھا یہ برا ہے ۔ آپ ان میں study کر کے کچھ feasible چیز نکالیں ۔ کیونکہ آپ حکومت پر جتنا burden ڈالیں گے rigidity اتنی زیادہ پھیلے گی ۔ آپ پرائیویٹ سکولوں کو incentive دیں بلکہ چٹھہ صاحب سے request ہے کہ health والوں کو بھی دیں ۔ کیونکہ اگر آپ کے پاس اتنی facilities نہیں ہیں تو اس کام کو آگے تو بڑھانا ہے ۔ اس کے بعد میں سمن آباد کالج کے متعلق عرض کروں گی کہ یہ کالج 1967ء سے بنا ہوا ہے لیکن اس میں ابھی تک نئی کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا جب سے بنا ہے ویسے کا ویسا ہی ہے۔ کوئی نئی کلاس اب تک شروع نہیں ہوئی مزید یہ کہ اس میں لیبارٹری کا بندوبست بھی نہیں ہے ۔ اپنے ہمارے کالج کا بھی کچھ خیال رکھیں ۔ اس کے بعد گورنر صاحب سے بھی التجا ہے کہ کالجز کے پرنسپل ہیں ان کی posting and tranfers ضرور ہونی چاہیے ۔ یہ آتے ہیں تو پھر جاتے نہیں ہیں اس سے کئی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ کسی کے داخلے کیلئے ہمیں پھر ان کے رشتہ داروں کو ڈھونڈنا ہے ۔ اسلئے ان کی ٹرانسفرز بہت ضروری ہے ۔ they must be transferred from بڑے شہروں سے چھوٹے شہروں میں اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گی کہ ہماری ترجیحات بھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہیں لوگ کہتے ہیں کہ تعلیم کا مناسب بندوبست نہیں ہے ۔ آپ اپنی ترجیحات پر غور کریں ہم زیادہ تو language کی طرف جا رہے ہیں یونیورسٹیز میں دیکھیں کبھی کوئی زبان کبھی کوئی زبان نہ کبھی کوئی فلاسفی ۔ ہیں زیادہ تو سائنس کے مضامین کی طرف توجہ دینی مقصود ہے ہمیں practical subjects کی طرف جانا چاہیئے ۔ فارسی پڑھ کر ہم کہاں تک اور کدھر تک جائیں گے ۔ ہمیں Practical subjects پر توجہ دینی چاہیے ہم صرف اسی میں خوش ہیں کہ ہم بہت بڑی چیز ہیں ۔ یہ غلط تاثر ہے ۔ آخر ہم نے بین الاقوامی منڈی میں competition کرنا ہے اس دنیا میں رہنا ہے ۔ اسلئے ہمیں حوصلہ کر کے اپنی کوتاہیوں کو دور کر کے عملی دنیا میں داخل ہونا چاہیے ۔ صرف عوام

الناس کو خوش کرنے کھائے اپنا معیار خراب نہیں کرنا چاہیے ریفریشر کورسز کے بارے میں بھی بڑا اچھا خیال ہے کیونکہ teacher ایک سال میں ہی سب کچھ بھول جاتا ہے۔ یہ از حد ضروری ہے کہ ہر پانچ سال کے بعد ریفریشر کورس لازمی ہونا چاہیے تاکہ استاد کو بھی یاد رہے کہ اس نے پڑھایا کیا ہے؟

آخر میں میں آپ کو مبارک باد دیتی ہوں کہ آپ نے مس شمرازی کو گریڈ 19 میں ترقی دی ہے تو جناب والا۔ آپ سے امید کی جاتی ہے کہ آپ عورتوں کو تعلیم میں equal emphasis دیں گے عورتوں کو ضرور زیادہ ترقی دیں تاکہ وہ concentrate کریں۔

شکریہ

کیپٹن ڈاکٹر محمد اشرف (میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ)

جناب چیئرمین، یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنے کل بجٹ کا 26 فیصد تعلیم پر خرچ کیا ہے جو کہ گذشتہ بجٹ سے تقریباً ایک ارب روپیہ زیادہ ہے اور سابقہ سالوں کی نسبت کروڑوں روپیہ زیادہ ہے کہیں نئے اسکول کھولنے کے منصوبہ جات ہیں اور کئی نئی تخلیق ہو رہی ہیں لیکن لمحہ فکریہ یہ ہے کہ کیا ہم نے وہ مقصد حاصل کر لیا ہے جس کے لئے ہم یہ تمام منصوبہ بندی کر رہے ہیں؟ ابھی صوبہ پنجاب میں 45 ہزار اسکولوں میں سے دس ہزار اسکول بغیر کسی عمارت کے چل رہے ہیں تقریباً چار ہزار بچوں کے اسکول بغیر بیت الخلاء کے چل رہے ہیں اور ہزاروں اسکول بغیر کسی چار دیواری کے چل رہے ہیں جناب والا۔ میری گزارش ہے کہ بجائے نئے اسکول کھولنے کے پرانے اسکولوں کی چاردیواری بنائی جائے اور بغیر چھت کے سکولوں کی چھتیں ڈلوائی جائیں اس سلسلے میں ہم ایک کام کر سکتے ہیں ایک تجویز حکومت کے زیر غور تھی کہ ہماری پرائمری تعلیم پہلی جماعت تا تیسری جماعت تک کی جائے اس کے بعد مڈل تعلیم چوتھی جماعت تا آٹھویں جماعت اور ماہر تعلیم نویں سے لیکر دسویں تک تو اگر اس basis پر غور ہو اور اسے قابل عمل سمجھا جائے تو پھر اول تا سوئم جماعت مخلوط تعلیم رائج کی جا سکتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف قومی خزانے پر کافی بوجھ کم ہوگا بلکہ نئے اساتذہ کیلئے نئی اسامیوں کی بھی تخلیق نہیں کرنی پڑے گی اور ہمیں جو اساتذہ دستیاب ہیں ہم ان سے ہی کام لے سکتے ہیں۔

دوسری چیز جناب والا - ترقی یافتہ ممالک میں بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ حکومت تعلیم کے شعبے میں تمام اخراجات خود برداشت کرے اور ہم تو ایک ترقی پذیر ملک سے تعلق رکھتے ہیں یہ کیسے ممکن ہو سکے گا کہ حکومت خواہ صوبائی ہو یا مرکزی تمام اخراجات خود برداشت کرے سابقہ حکومت کے دور میں جو ناانصافی ہوئی تھی جو کالا قانون بنا تھا جو نیشنلائزیشن ہوئی تھی میرے فاضل بزرگ دوست نے بہت مدلل انداز میں اس نیشنلائزیشن کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں تھوڑی سی ہمت سے کام لینا ہوگا ہمت ہے کہ راستے میں دشواریاں پیش آئیں گی جس طرح مرکزی حکومت نے جوان مردی و ہمت کے ساتھ اسلامی قوانین نافذ کئے ہیں اس طرح ہمت اور جوان مردی کے ساتھ ہمیں اس بات کا جائزہ لینا چاہیے اسکول اور مستحکم ادارے ہمارے عزم و ہمت کے نشان ہیں جنہوں نے ایسے ایسے لوگ پیدا کئے ہیں جو حصول پاکستان کا سبب بنے اور جن کی خدمات آج بھی ہم فخریہ انداز میں پیش کرتے ہیں اگر ایسے مستحکم اور خدمت کے جذبے سے سرشار اداروں کو تمام اسکول اور کالج واپس کر دیئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قومی خدمت ہوگی اور قومی ترقی کی طرف ایک اہم پیش رفت ہوگی مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ راستے میں دشواریاں ضرور پیش آئیں گی ہمارے اساتذہ کرام اس کی ضرور مخالفت کریں گے اور مخالفت کر رہے ہیں لیکن ہمیں یہ چیز دیکھنی ہے کہ وزن کس میں زیادہ ہے اچھائی کس میں زیادہ ہے بھلائی کس میں زیادہ ہے -

علاوہ ازیں پرائیویٹ سیکٹر میں بھی ادارے تجارتی لیول پر چل رہے ہیں یہ حقیقت ہے کہ ان کی فیسیں زیادہ ہیں ان کے اساتذہ کی تنخواہیں کم ہیں لیکن میری نظر میں وہ حکومت کا بوجھ بانٹ رہے ہیں ہمیں ان پر ایسی پابندیاں عائد نہیں کرنی چاہئیں لیکن ان کی حوصلہ شکنی ہو ان ضرور ایک مربوط نظام میں ترتیب دیں لیکن بے جا پابندیاں لگا کر ہمیں ان کی حوصلہ شکنی نہیں کرنی چاہیئے -

دیگر میں عرض کرنا چاہونگا کہ ہماری منصوبہ بندی کا فقدان ہے - ہمارے ماہرین اس بات کا جائزہ نہیں لیتے کہ ہمیں کس شعبے میں کتنے افراد کی ضرورت ہے کتنے ماہرین کی ضرورت ہے ہم نے دھڑا دھڑ فیکٹریاں لگائی ہیں ہم بابو پیدا کر رہے ہیں ہم انجینئرز پیدا کر رہے ہیں

ہم ڈاکٹرز پیدا کر رہے ہیں اور جب ان پڑھے لکھے لوگوں کو نوکریاں نہیں ملتی تو وہ معاشرے پر بوجھ بنتے ہیں اور پھر وہ frustration کا شکار ہوتے ہیں جب پڑھا لکھا شخص frustration کا شکار ہو تو پھر اس کا ٹھکانہ جیل بن جاتا ہے یا پھر اس کا ٹھکانہ Mental Hospital بن جاتا ہے جو نہ صرف معاشرے پر بوجھ ہے بلکہ اربوں روپیہ جو ان افراد پر یا ان بچوں پر ہم نے خرچ کیا ہے وہ غلط طریقے سے ضائع ہو جاتا ہے ۔

جناب والا ۔ ایک اور بات میں عرض کروں گا نصاب تعلیم کے بارے میں بہت باتیں کی گئی ہیں اپنی اپنی فاضلانہ رائے کا اظہار کیا گیا ہے یہ حقیقت ہے کہ نصاب مرکزی ذمہ داری ہے لیکن اس ایک حل ہو سکتا ہے کہ جس طرح یونیورسٹی گرانٹ کمیشن بنایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو ایک مثبت کام سرانجام دے رہا ہے اگر اسی طور پر بورڈ گرانٹ کمیشن بنایا جائے تو یہ نہ صرف صوبائی سطح پر نصاب تعلیم ۔ معیار تعلیم اور امتحانوں کے نظام کا جائزہ لے سکے گا بلکہ جو خدشات میرے فاضل دوستوں نے بتائے ہیں کہ ہمارے بورڈز ترقی نہیں کر رہے یا اپنا کام سر انجام نہیں دے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان پر یہ ایک چیکنگ ادارہ ہوگا جو ان کی سمت درست کر سکے گا ۔

جناب والا ۔ ایک حقیقت اور بھی ہے کہ ہمارے بچے دو عملی کا شکار ہیں ہم بچوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ سچ بولنا چاہیئے جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہیئے نماز پڑھنی چاہیئے لیکن جب وہ بچہ عملی زندگی میں داخل ہوتا ہے تو نہ صرف ہم خود جھوٹ بولتے ہیں بلکہ اس کو جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتے ہیں اور جب وہ دو عملی کا شکار ہوتا ہے تو وہ بچہ اپنی تمام تعلیمی قوتیں ضائع کر دیتا ہے اس طرح اگر ہم اپنے بچوں کو بہتر تعلیم دینا چاہتے ہیں اور اگر ہم معیار تعلیم اور نصاب تعلیم کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو یہ صرف اور صرف طلبہ کی ذمہ داری نہیں ہے یہ صرف اور صرف اساتذہ کی ذمہ داری نہیں ہے یہ ہماری بھی ذمہ داری ہے ہم بھی اپنے آپ میں وہ خوبیاں پیدا کریں جو ہم اپنے بچوں میں دیکھنا چاہتے ہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا بچہ ایک اچھا شہری بنے ایک اچھا مسلمان بنے اور ایک اچھا طالب علم بنے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں خود بھی ایک اچھا شہری بننا چاہیئے ایک اچھا پاکستانی بننا چاہیئے اور ایک اچھا مسلمان بننا چاہیئے ۔

جناب والا ۔ ایک اور چیز جس کی دقت کا شکار ہم شہری کونسل والے ہو رہے ہیں حکومت کی پالیسی ہے کہ اگر کوئی اسکول اپ ۔ گریڈ کرنا ہے تو وہ ضلع کونسل کی منظوری یا سفارش کے بعد ہی اپ گریڈ کیا جاتا ہے لیکن اگر اربن ایریا میں اسکول کی اپ ۔ گریڈیشن ڈسٹرکٹ کونسل سے لیکر اربن کونسل کو دے دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت زیادہ بہتر ہو سکتے ہیں ۔ اور اس عمل سے بہتری کی صورت پیدا ہو سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں شاید اپنا پوائنٹ واضح نہیں کر سکا میرا پوائنٹ ہے کہ اربن ایریا میں اسکولوں کی سفارشات اربن کونسل سے ہی لی جائے ۔

شکریہ

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی ۔ (لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ)

جناب چیئرمین ۔ جو موضوع اس وقت زیر بحث ہے اس پر اتنی بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ ہوا ہے کہ یہ محکمہ اچھی خاصی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہے جن کے تدارک کے لیے ہم سب لوگ سوچ بچار کر رہے ہیں اس کی پالیسی پر غور کر رہے ہیں کہ ہم ان خرابیوں کا شکار کس طرح ہوئے ۔ ہمارے ملک کا تعلیمی معیار کیوں گرا اور کیونکر اس قدر ہمیں معیار تعلیم میں پستی نظر آئی ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک جو تعلیمی معیار ہے اس کا structure انگریز نے بنایا تھا اس دور میں ہمارے لئے ہر طرف غلامی کی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے جس میں ہماری اقدار کو کچلا گیا تھا اور انہوں نے اپنی چیزوں کو اس تعلیم میں introduce کیا اور ہماری ثقافت اور اقدار کو نہ صرف پامال کیا بلکہ سرے سے ہی غائب کر دیا اب تک ہم اس structure کو لئے بیٹھے ہیں اور اسی کو اپنا تعلیمی معیار سمجھے ہوئے ہیں اور یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم اس روش کو ابھی تک بدل نہیں سکے اگر ہم اسلامی تاریخ کی ورق گردانی کریں تو ہمارے لئے سب سے بڑا نمونہ حیات اور تعلیم کا کلیہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس ہے جو قانون فطرت نے ایک حسین خوبیوں کا گلدستہ بنا کر ہمارے سامنے پیش کیا ان کا اخلاق ان کا کردار ، ان کی تعلیم ۔ ہمارے لئے ایک مکمل درس اور مکمل ضابطہ حیات ہے ان سے ذرا آگے کہا جائے تو قائد اعظم ، علامہ اقبال نے ”تعلیم“ کیلئے ہمیں ایسا درس نہیں دیا جس پر ہم اپنی line کو قائم کر سکیں ۔ جس کا معیار تعلیم بنا سکیں تعلیم کا مقصد صرف کتابوں کی کتابیں پڑھ کر ڈگری حاصل کر لینا ہی نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کا ہر پہلو میں سمجھتی ہوں کہ

تعلیم کا محتاج ہے اٹھتے بیٹھتے ۔ سکھاتے ہیں ۔ تعلیم یافتہ آدمی علیحدہ پہچانا جاتا ہے ہر آدمی کے معیار کو اس وقت ہم کیسے بلند کر سکتے ہیں جب تک ہم اپنی اخلاقی قدروں کو بلند نہ کریں اور ہم اپنے آپ میں جذبہ قربانی ۔ ایثار و محبت کا عنصر پیدا نہ کریں ۔ انگریزوں کی تعلیم کیوں پرکشش اور اچھی نظر آتی ہے ۔ انگریزوں کے سکولز convent کیوں پرکشش نظر آتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے اچھی باتیں اچھی چیزیں سب اسلامی تعلیمات سے حاصل کی ہیں ۔ بلکہ اسی طریقے سے ۔

شریعت کے جو ہم نے احکام توڑے

لے جا کر سب اہل مغرب نے جوڑے

اب آپ دیکھیں کہ convent سکولوں میں moral science پڑھائی جاتی ہے ۔ لیکن ہمارے سکولوں میں ایسا نہیں ہوتا اس کی کیا وجہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے تو ہمیں superior بنایا تھا ۔ اسلام تمام مذاہب سے اعلیٰ و ارفع مذہب ہے ۔ ہم نے اس کی قدر و منزلت کو خود ختم کیا ۔ ہم پیچھے ہٹتے superior پستی کی طرف مائل ہوتے چلے گئے ۔ جہالت تیزی سے بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ ہر محکمہ جس نام سے منسوب ہو میں سمجھتی ہوں جیسا کہ محکمہ تعلیم ۔ محکمہ صحت ۔ محکمہ زراعت تو کم از کم اس میں اپنے نام کی مناسبت سے وہ خوبیاں موجود ہونی چاہئیں مثال کے طور پر ایک روز مجھے گوجرانوالہ کے تعلیمی ڈائریکٹوریٹ میں جانے کا اتفاق ہوا ۔ میں اپنی جتنی بھی applications یا کاغذات لے کر گئی ان میں ہر چیز پوری طرح میں نے دیکھی اور اپنے دل میں میں fullstop, coma یہ سوچا کہ میں ایک تعلیمی ڈائریکٹوریٹ میں جا رہی ہوں کسی قسم کوئی لفظی غلطی اس میں نہیں ہونی چاہیے ۔ میں وہاں گئی تقریباً 20 یا 45 کے قریب کمرے میں نے دیکھے ان پر ناموں کی تختیاں لگی ہوئی تھیں اور ان پر نام لکھے ہوئے تھے ۔ میں ایک سرے سے پڑھنا شروع ہوئی اور پڑھتے پڑھتے آخر تک چلی گئی ۔ پھر وہاں دوسری سمت سے شروع ہوئی اور نام پڑھتی گئی ۔ مجھے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ میرے خیال میں یہ ڈائریکٹوریٹ جہالت کا مرکب ہے ۔ یہ تعلیمی ڈائریکٹوریٹ نہیں ۔ معاف کیجئے ۔ معذرت کے ساتھ میں یہ کہوں گی ۔ میں نے یہ دیکھا کہ رحیم کے اوپر ایک عام آدمی ایک عام افسر کا نام لکھا ہے اور یہ ایسے لکھا ہے لکھا ہے جس طرح ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھتے

ہیں ۔ مثلاً محمد کے نام اوپر جو ؟ لکھا ہے وہ صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ لکھا جانا چاہئے اور لکھا جاتا ہے ۔ ایک عام آدمی کے نام کے ساتھ اگر محمد ہے اس کے اوپر ؟ نہیں لکھے گا ۔ آپ تعلیمی معیار کا اندازہ لگائیں ۔ ایک صاحب کی تختی لگی ہے ارشاد علی [illegible] علی کے اوپر بھی انہوں نے علیہ السلام لکھا ہوا تھا ۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ تعلیمی ڈائریکٹوریٹ ہے ۔ بہاں ناموں کی تختیاں سب کی سب غلط لگی ہوئی ہیں ۔ ڈائریکٹوریٹ میں ایک صاحب کے کمرے میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں کچھ کام تھا ان کی دیوار پر میں نے کچھ ، لکھے ہوئے اور فریم کیے ہوئے دیکھے ۔ کچھ کے اوپر لکھا تھا "صاحب اللہ" تو میں حیران ہو گئی کہ شاید ان صاحب کو یہ نہیں پتہ کہ خدا کی ذات ایک واحد ایسی ذات ہے جس کیلئے صیغہ واحد استعمال ہوتا ہے خدا کے لئے صیغہ جمع استعمال کرنا شرک ہے ۔ خدا کی [illegible] کے ساتھ صیغہ واحد استعمال ہوتا ہے ۔ خدا کہتا ہے ۔ خدا ایک ہے ۔ ہمارا اللہ ایک ہے اسکے ساتھ تو ہمارا کا لفظ آئے گا ۔ میں حیران ہوں کہ ہمارے تعلیمی ادارے [illegible] بہت ہے ۔ جو سکھانے والے ہیں وہ یہ بتائیں گے [illegible] کو "صاحب اللہ" میں نے بڑی جسارت سے ان صاحب سے پوچھا کہ آپ کے چار پانچ جو اللہ [illegible] کہتے ایک ایک ہے ۔ میں نے کہا آپ نے جمع کا صیغہ [illegible] لکھا [illegible] حالی اس قسم کی غلطیاں دیکھ دیکھ کر میرا تو کم از کم یہ اندازہ [illegible] کہ یہ ہمارے لئے ایک انتہائی المیہ اور قابل شرم حقیقت [illegible] فراموش نہیں کیے سکے ۔ جب ہم تعلیمی ڈائریکٹوریٹ میں پہلا کہ اپنا [illegible] درست نہیں لکھ سکتے ہم اوروں کو کیا سکھائیں گے ۔ یہ چراغ تلے اندھیرا [illegible]

جناب والا ۔ اسکے بعد میں یہ گزارش کروں گی کہ 3072 کروڑ روپیہ تعلیم کیلئے مختص کیا گیا ہے اسلئے سکول سکھلائے ہیں ہم آزادی [illegible] تعلیم کرتی ہیں کہ ہم پیپلز پارٹی اداروں نے تعلیم کے لئے شور مچایا اور سکولز کھولنے اور [illegible] بہت زیادہ ہوا لیکن ان سکولوں کا جواب [illegible] کیا گیا [illegible] جن میں اساتذہ نہیں ہیں جہاں مائیں سکول کھولے گئے ہیں ۔ جہاں [illegible] سکول نہیں ہے اب میں آپکو اسکے متعلق ابھی کچھ فگرز دوں گی ۔ مثال کے طور پر ضلع سیالکوٹ میں تقریباً 202 ۔ ۔ پی ۔ ٹی ۔ [illegible] کی [illegible] اور [illegible] ضلع میں ۔ [illegible] کی [illegible] کے بعد 171 آسامیاں خالی ہیں جن کے لئے [illegible] درخواستوں پر ہم سیکرٹری صاحب سے آرڈر کرا [illegible]

پر عمل درآمد نہیں کیا گیا وہ سکولز اسی طریقہ سے یا تو ghost سکولز بن جائیں گے رفتہ رفتہ یا وہ سکولز بغیر اساتذہ کے نہ ہونے کے برابر رہ جائیں گے ۔

جناب والا میں گزارش کرتی ہوں کہ ہمارے پاس اچھے اچھے ذہین تعلیمی ماہرین ہیں ۔ ہم تو معمولی تعلیم کے لوگ ہیں ۔ ہم نے تو اس پر اپنا وقت صرف نہیں کیا ۔ لیکن جنھوں نے اپنی زندگیاں صرف تعلیم کے لئے گزار دینی ہیں سمجھتی ہوں ان ماہرین کو اس مسئلہ پر غور کرنا چاہئیے دیکھنا چاہئیے کہ اتنی پستی تعلیمی معیار میں آنے کی کیا وجوہات ہیں ؟ عمارت کو کیوں تیزی سے گرایا جا رہا ہے اسکے out-let کھول دیئے جائیں تاکہ یہ عمارت بچ جائے ۔۔ آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی کہ ان کیلئے درسگاہوں میں کیسا تعلیمی معیار ہے ہم کیسی کتابیں چھوڑ کر جا رہے ہیں ۔ آج تک ہمارے گھروں میں ہمارے بزرگوں کے پاس ہمارے آباؤ اجداد کی ایسی ایسی کتابیں موجود ہیں جن میں درس درخشاں ہیں اگر ہم ان کتابوں کو پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام کیا ہے اسلامی تعلیمات کیا ہیں ۔ اور اسلام کی سربلندی کیلئے ہمارے آباؤ اجداد نے ہمارے بزرگوں نے کیا قربانیاں دی ہیں ۔ اور کس طریقے سے اسکو نافذ العمل کیا ہے افسوس ہے ہم اپنی نسلوں کیلئے صرف نرسری rhymes اور اسی قسم چھوٹی چھوٹی یا Twinkle Twinkle Little Star کی کتابیں چھوڑ کر مر جائیں گے ۔ خدا کرے ہماری کوشش کامیابی سے ہمکنار ہو اور اگر نہ ہوئی تو یوں ہی مر جائیں گے ۔۔ (قہقہہ)

جناب چیئرمین—خدا نہ کرے ۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی— جب ہم تعلیمی میدان کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں مایوسی ہوتی ہے ۔ ہمیں چار سال تعلیم پر بحث کرتے ہوئے گزر گئے اور اب تقریباً پانچواں سال ختم ہونے کو ہے ۔ میں سمجھتی ہوں دن بدن جہالت زور پکڑ رہی ہے ۔ پڑھے لکھے لوگ عنقا ہوتے جا رہے ہیں ۔ نظر ہی نہیں آتے ۔ کسی سے پوچھو کہ آپکی تعلیم کیا ہے ؟ تو وہ کہتا ہے میں ایم۔اے ہوں۔میں نے کہا کہ مجھے ایک درخواست لکھ دیجئے کہنے لگے ۔ مجھے لکھنی نہیں آتی ۔ وہ درخواست نہیں لکھ سکتے یہ ہمارا تعلیمی معیار ہے ۔ مثال کے طور پر محکمہ تعلیم نے کچھ ہو گئی

کارروائی کی میں نے کوشش کر کے ایک سکول اپ گریڈ کروایا ۔ تین چار کی تو مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی مگر ایک کی اطلاع ان کی مہربانی سے مجھے پہنچ گئی ۔ جو اپ گریڈ کروایا اس میں انہوں نے رپورٹ کی کہ اس پرائمری سکول میں صرف 9 سٹوڈنٹس ہیں یہ اپ گریڈ نہیں ہو سکتا ۔ یہ بالکل غلط مطالبہ ہے ۔ پھر میں نے وہاں کی ہیڈ مسٹریس کو لکھ کر بھیجا کہ آپ صحیح تعداد مجھے لکھ کر بھیجئے ۔ کہاں 9 کہاں 100 کی تعداد انہوں نے مجھے لکھ کر اپنی مہر لگا کر تصدیق کر کے بھیج دی ہے ؟

تو یہ بوگس کارروائیاں تعلیم کو بری طرح متاثر کر رہی ہیں ۔ براہ مہربانی ایسی کارروائیوں سے گریز کیجئے ۔ میرے پاس جناب گورنر کا ایک directive ہے جو میں نے تین سال قبل لیا تھا ۔ اس لیے کہ کہیں شکایت نہ ہو جائے ۔ میں انتظار ہی کرتی رہی اور دوبارہ ذکر نہ کیا ۔ وہ سکول ابھی upgrade نہیں ہوا ۔ اس کے سارے کاغذات میں لے کر آئی ہوں ۔ پیشتر اس کے کہ ہم سارے کے سارے پڑھے لکھے بھی جاہل نظر آنے لگیں ۔ خدا کے لیے اس محکمے کی طرف کچھ توجہ دیجئے اور ہماری حالت کو درست کیجئے ۔ جب ایک صحیح الدماغ آدمی پاگلوں میں بیٹھتا ہے تو وہ بھی پاگل ہو جاتا ہے کیونکہ وہ حرکتیں پاگلوں جیسی کرتے ہیں ۔ حکومت نے اسی لئے پاگل خانے الگ بنائے ۔ اسی طریقے سے جاہلوں میں بیٹھ کر آپ اپنا تعلیمی معیار دن بدن کھولتے جاتے ہیں ۔ مثلاً میں ہوں ۔ سارا دن میں گاؤں میں رہتی ہوں ۔ پنجابی بولتی ہوں ۔ اردو بولنے کا موقع بہت کم ملتا ہے ۔ انگریزی بولنی توکجا ۔ رفتہ رفتہ وہی پریکٹس آتی جاتی ہے ۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اپنی اسلامی تاریخ کی ورق گردانی کریں ۔ اپنے ان بزرگوں کے واقعات زندگی ۔ ان کی درخشاں زندگیاں ۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال زریں ۔ تعلیم کے بارے میں ان کی ہدایات ۔ ہماری اسلامی تعلیم کے بارے میں ۔ ہماری مورل سائنس کے بارے میں اور ہماری اخلاقیات کے بارے میں جو انہوں نے ارشادات فرمائے ہیں ان کا مطالعہ کریں اور اپنی مشعل راہ بنائیں ۔ ہماری اخلاقیات کا یہ عالم ہے کہ شرمندگی ہوتی ہے ۔ میں عموماً نوٹ کرتی ہوں ۔ اب دیکھیں ہمارا مجمع ہوتا ہے ۔ مثلاً کوئی دعوت ہے ۔ کوئی ڈنر ہے ہم لوگ بڑے اچھے سوٹڈ بوٹڈ فرسٹ کلاس کپڑوں میں جاتے ہیں ۔ ہمارے حلیے سے قطعاً کوئی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ہم میں اخلاقیات کی کیا کمزوری ہو گی

- لیکن تھوڑی دیر کے بعد بڑی حیرت ہوتی ہے جس وقت چائے یا کھانے کی میز پر ہم پہنچتے ہیں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے حشرات الارض کو دعوت دے دی گئی ہو - میں تو پریشان ہو جاتی ہوں کہ جیسے ہم نے کبھی کھانا نہیں دیکھا - یہ کوئی مصیبت ہے یا کوئی دوڑ ہے یا یہاں سے ابھی بھاگنا ہے - وہ افراتفری کا عالم کچھ ایسا ہو جاتا ہے - تو یہ بھی تعلیم کا ایک حصہ ہے - کھانا پینا - اٹھنا - بیٹھنا - اساتذہ کو ان تمام چیزوں کا مجسمہ ہونا چاہیے - اساتذہ کو اگر بری طرح کھاتا سٹوڈنٹس دیکھیں گے تو وہ بھی بری طرح کھائیں گے اساتذہ کو بری طرح بولتے دیکھیں گے - اگر ٹیچرز بد تمیزی سے بول رہی ہیں - زبان سے بد اخلاقی کے الفاظ نکل رہی ہیں تو بچے بھی وہی سیکھیں گے - ماؤں کے پاس بچوں کا وقت ہی کم گزرتا ہے - شاید ہی کوئی بد نصیب ماں ہو جو اپنی اولاد کو بد اخلاقی کا درس دیتی ہو - بہر حال خیالات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں -

جناب چیئرمین - میرے خیال میں اب اس کے بعد تین تین منٹ - کیونکہ چار بجے تک ختم تو کرنا ہے - آپ فرمائیے -

میاں محمد بشیر - (سینئر وائس پریذیڈنٹ - آل پاکستان آف ٹریڈ یونین - لاہور) جناب چیئرمین - میں آپ کا بے حد شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی ہے - حالانکہ میں بولنے والوں میں سب سے پہلا امیدوار تھا - مگر میں سمجھتا ہوں کہ میرے ساتھ سکول کے اس بچے کی طرح کا حشر ہوا ہے جو کہ سکول جانے کی خواہش کرتا رہا مگر اسے سکول نصیب نہ ہوا - بہر حال عرض ہے کہ میں نے بڑے غور سے اپنی بہنوں اور بھائیوں کی تقاریر سنی ہیں - وزیر تعلیم صاحب کے جو موضوع ایوان کے سامنے رکھا ہے - اس میں ایک بنیادی چیز میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور "ہو الشافی" کہہ کر میں یہ نسخہ لکھنا چاہتا ہوں - یہ نسخہ پلاسٹک کی ٹیپ پر لکھا جائے یا کسی پتھر پر لکھ دیا جائے اور اس کو ہمیشہ کے لیے ٹیسٹ کیا جائے کہ آیا یہ نسخہ کارآمد ہے یا نہیں - وہ نسخہ یہ ہے کہ اساتذہ کو ٹریڈ یونین سے محروم کیا گیا ہے ، ان کی محرومی دور کی جائے - انشاء اللہ یہ اچھے اساتذہ ثابت ہوں گے - اور اچھی تعلیم دیں گے اور ان کا اخلاق بہتر سے بہترین ہو جائے گا - (قطع کلامیاں) - میں سمجھتا ہوں کہ یہ نودولتیا

نظام اس چیز سے allergic ہوگا ۔ نودولتیا نظام اس کو کبھی ہضم نہیں کرے گا میں نے ابھی عرض کیا ہے ۔ مگر میں نے جو ہوالشافی کا نسخہ لکھا ہے اس کے علاوہ اور کوئی علاج نہیں ہے کہ کسی کو ذمہ دار بنایا جائے ۔ میں تھوڑے دنوں پہلے کا ایک تجربہ آپ کو بتاتا ہوں ریلوے میں go slow movement چلی ۔ ریلوے ڈیپارٹمنٹ اور اتھارٹیز نے اس کا سروے کیا کہ یہ کون سا گروپ ہے جو go slow movement چلا کر ریلوں کو لیٹ کررہا ہے تو پتا چلا کہ وہ کسی ٹریڈ یونین کے ساتھ ملحق نہیں ہے ۔ وہ بیماری کا شکار ایک غیر ذمہ دار گروپ ہے جو کسی ٹریڈ یونین کے ساتھ منسلک نہیں ہے ۔ اس نے یہ go slow کی آواز دے کر ٹریڈ یونینوں کو لیٹ کرنا شروع کردیا ہے ۔ میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں کہ مثالیں تو ہم دیتے ہیں جاپان کی فرانس کی ، انگلینڈ کی اور امریکہ کی اور میری بہن نے تو دو تین ملکوں ملائشیا اور انڈونیشا کا نام لیا ہے مگر یہ بالکل نہیں بتایا کہ وہ اساتذہ صاحبان ایک منظم ٹریڈ یونین کے تحت آرگنائزڈ ہیں اور یہ دنیا کا اصول ہے کہ کسی چیز کو چلانے کے لیے اس گروپ کی لیڈر شپ خود create کی جاتی ہے ۔ اگر آپ ان میں لیڈر شپ create نہیں کریں گے تو وہ طوائف‌الملوکی کا شکار رہیں گے اور اسی طرح غیر ذمہ داری کا کردار ادا کرتے رہیں گے ۔

بیگم ممتاز یو کرامت (رکن پاکستان ہلال احمر) ۔ آپ کی اجازت سے میں انگریزی زبان میں بولوں گی ۔

جناب چیئرمین — انگریزی میں بولیں ۔ کیوں نہیں ۔

بیگم ممتاز یوکرامت — ہم ذرا دور ہٹ گئے ہیں ۔ ہم اب اور اور باتیں کرنے لگ گئے ہیں ۔ مگر میں پھر وہیں لاتی ہوں ۔ جہاں سے ہم نے شروع کیا تھا ۔

When the women population is almost equal to men, then why are there not enough girls schools as they have for boys? Perhaps the Minster will take notise of the fact that we have many less schools than boys schools. Primary school teachers should be better trained and not just Matriculates. They shou'd be carefully choson. Adequate salaries should be paid to then. They ought to receive house rent and conveyance allowance. This will

give them a sort dignity which will be befitting a school teacher. In primary school class the number of students should not be more then 25 to 30 students. A lot has been said that school bages are too heavy to carry back and forth. This is not difficult to adjust. Books could be kept in school and only those books are taken home which will be necessary the following day. It has been mentioned that the quality of teaching has deteriorated greatly. In the old days the teachers were dedicated to their profession. They were honest and hard working. They did not believe in private tuitions, and , if need be, they stayed on after school hours. I am talking as an educationist's wife. They were very well qualified in whatever subjects they tought. Hence they were able to receive respect. They also tried to understand the short-comings of the pupils and tried to help them to better themselves. The Minister for Education is of the opinion that todays parents does not pay enough interest to their children's education. I do not think so. There is a vast difference in our days and today, wherever a mother wishes her child to excel in school so that he can specialise as he grows up. This is the general idea of a mother who wants her child to excel so that he could have higher education. So she does pay a lot of interest to a child who is growing up. The children have to be guided properly by parents and teachers. Out of boredom they get into pranks which later turn into crimies or drugs....

Mr Chairman.. I think she is speaking in English so time is irrelevent.

بیگم بو کرامت صاحبہ — اس لیے آہستہ بول رہی ہوں ورنہ جلدی سے بول جاتی۔

and this I think is due to having too much time on their hands. After school time if they could be absotrbed in games, boys scouting, girls guiding and elocution classes, dramatic classes etc. it would be beneficial. They will not get bored easily.

Ther are up to varions prank or other bad habit now a days. Today those people who can afford wish to send their children abroad to study. Is that not so ? Parents are of the opinion that the education at home alone is not good enough. It is a great shame because we have some verygood institutions and worthy teachers in over Country. Students should be taught to have pr-

ide in their Alma Mater. A few teachers in teacher training institutes could be trained and also school with high standard of reputation like Cadet College Hassan Abdal and Goverment College, Lahore. There should be a high powered Committee who should find out the faults of the present education and how it can be improved in future. Thank you, Mr. Chairman.

شیخ آفتاب احمد — (چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک) جناب چیئرمین خواتین و حضرات ۔ ہمارے وزیر التعلیم نے نہایت اچھے طریقے سے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ آج کل ہمیں کن مشکلات کا سامنا ہے ۔ جناب والا اگر ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں تو محسوس کریں گے کہ ایسی دلدل میں پھنس چکے ہیں جس سے ہمارا نکلنا میری سمجھ میں اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ۔ جناب والا ۔ گذشتہ دنوں اٹک جیل جانے کا اتفاق ہوا ۔ مجھے وہاں دیکھ کر انتہائی دکھ ہوا کہ سو قیدیوں میں 60 قیدی نوجوان اور طلباء شامل ہیں ۔ اور بدقسمتی یہ ہے کہ وہ ہیروئن کا شکار ہو چکے ہیں یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ تعلیمی اداروں میں بچوں کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے ناجائز طور پر استعمال کرتے ہیں ۔ یہ انتہائی دکھ کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا واحد حل یہ ہے کہ ہمیں اپنے اخلاق کو بحال کرنا ہوگا اس ضمن میں کوئی شک نہیں کہ حکومت نے بہت کوشش کی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک منتخب نمائندہ کی حیثیت سے ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم تبلیغ کا کام کریں آپ دیکھیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تو عرب میں کیا حالت تھی ۔ کیا کچھ وہاں نہیں ہو رہا تھا ۔ لیکن انہوں نے اپنی تعلیم سے اپنی تبلیغ سے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا یا لوگوں کو نجات کا راستہ دکھایا آج اس دنیا میں الحمد اللہ لا الہ کے پڑھنے والے نظر آرہے ہیں ۔ میرے بھائیو یہ انتہائی دکھ کی بات ہے مجھے اتفاق ہے کہ آج کل ہمارے نظام تعلیم میں اساتذہ کی غلطیاں شامل ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ تر ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے ۔ میں اپنا ایک چھوٹا سا تجربہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جب کبھی شہر میں کوئی فنکشن ہوتا ہے ہر قسم کے وہاں لوگ موجود ہوتے ہیں ہر قسم کے مکتبہ فکر کے لوگ بلائے جاتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ علماء تعلیم کو نظر انداز کیا جاتا ہے آخر ایسا کیوں ہے میں سمجھتا ہوں

کہ اگر ہم انہیں معاشی طور پر کچھ دے نہیں سکتے تو کم از کم انہیں یہ اعتماد ہونا چاہئے کہ انہیں اس معاشرہ میں کوئی مقام حاصل ہے۔

جناب صالح محمد نیازی - (صدر آل پاکستان ٹریڈ یونین کنفیڈریشن و صدر پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز فیڈریشن - فیصل آباد)

جناب چیئرمین صنعتی اداروں میں مالکان نے انڈسٹریل سکول قائم کئے تھے جب سکول نیشنلائزڈ کئے گئے تو یہ سکول بھی نیشنلائزڈ ہوئے ہیں۔ ہمارے مزدوروں کے بچے جب وہ جاتے ہیں کہ ان بچوں کو داخل کیا جائے تو مالکان جنہوں نے لاکھوں روپے کے خرچ سے عمارت تیار کر کے دے رکھی ہے کہتے ہیں کہ ہم اس کے ذمہ دار نہیں اور انڈسٹریل ورکرز تمام دن کام پر رہتے ہیں ان کے بچے پڑھائی سے محروم ہیں پنجاب میں کافی مالکان ہیں جیسے فیصل آباد میں کریسنٹ ماڈل سکول ہے کریسنٹ جونیئر ماڈل سکول تھے ان کے مالکان سے بات ہوئی ہے وہ کہتے ہیں اگر حکومت ان کو واپس کرے تو ہم ان کے تمام اخراجات برداشت کریں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں نیا بنا دیں۔ وہ کہتے ہیں اگر ہم نیا اور بنائیں گے تو حکومت پھر لے لے گی لیکن ہم نیا بنانے کے لئے تیار نہیں ہیں دوسری چیز میں یہ عرض کروں گا کہ کم از کم صنعتی اداروں کے جو سکول ہیں وہ واپس کر دیں۔ دوسری عرض یہ ہے کہ طلباء سکول میں بھی نہیں پڑھتے چونکہ ماسٹر صاحبان کا یہ ذہن ہوتا ہے کہ بچے ہمارے پاس ٹیوشن پڑھیں اور پیسے وصول کریں بچے تمام دن ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہیں یہ بسوں میں جاتے ہیں اور بسوں میں کافی لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں۔ بسوں کے لاکھوں کی تعداد میں طلبہ کے نام سے جعلی کارڈ جاری ہیں۔ وہ کارڈ بھی نئے جاری کئے جائیں۔ طلبہ کا سکول کا اور گھر کا پتہ لکھا جانا چاہئے اور ان کو سکول کے اوقات میں آنے جانے کی اجازت ہو۔ میرے خیال میں ٹرانسپورٹ مالکان برداشت کریں گے اور ورکرز بھی۔ یہ بچے جو ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ اس سے اپنا تعلیمی ضیاع بھی کرتے ہیں اس کا بچاؤ ہو گا۔ تیسری چیز میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت ہمیں ٹیکنیکل ورکرز کی ہر سال 60/50 ہزار کی ضرورت ہے جب 15/20 ہزار سے زائد تیار نہیں ہو رہے ہیں۔ باقی جب ان کو

ورکرز خیال ۔ اس کے لئے کسی دیہات کسی تحصیل کسی ضلع کمیونٹی میں اگر کوئی ٹیکنیکل سکول کے لئے یا کسی دوسرے تعلیمی ادارے کے لئے کوئی بلڈنگ کے لئے زمین فراہم کرتا ہے تو اس کو ترجیح دینی چاہئیے کیونکہ ٹیکنیکل تعلیم اس ضمن میں اور دوسری تعلیم کی گھر گھر ضرورت ہے اور اس کے لئے کوئی بھی دیہات تیار ہوتا ہے تو اس کو ترجیح دینی چاہئیے (جو زمین بھی دے عمارت بھی دے) اس کے لئے تحصیل وائز ضلع وائز کوٹے کی پابندی ختم کی جائے ۔

جناب چیئرمین — کوئی ایسے صاحب یا نئے صاحبان جو اس ایوان میں نہیں بولے ہیں۔

سید محمد صادق شاہ — (چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور) جناب چیئرمین میں ایک پوائنٹ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ یہاں ایک تجویز پیش ہوئی ہے کہ پرائمری سکول Local Bodies کے حوالے کئے جائیں۔ جہاں تک میرا تجربہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس ذرائع آمدنی اتنے زیادہ نہیں ہیں کہ ہم ان سکولوں کے اساتذہ کی تنخواہوں کی ادائیگی میں خود کفیل ہوں ۔ یہ میرا تجربہ ہے کہ ہم تو ان سکولوں کی مرمت کی نیڈ پوری طرح پوری نہیں کر سکتے ہم حکومت سے استدعا کرتے رہتے ہیں کہ ہمیں اس سلسلے میں grants دی جائیں ۔ میں یہی عرض کروں گا کہ حکومت پرائمری سکولوں کو اپنی ہی تحویل میں رکھے تو زیادہ اچھا ہوگا۔

چوہدری عبدالحمید — (میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا) جناب چیئرمین آج تعلیم پر بحث ہو رہی ہے اور آج مجھے بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ میں اس اجلاس میں پہلی بار شریک ہو رہا ہوں۔ تہنیت پیش کرتا ہوں جناب والا اس دفعہ ہم نے 37 واں جشن آزادی منایا ہے۔ آزادی سے پہلے تعلیم کے میدان میں ہندو مسلم کے پیچھے دوڑ لگی ہوئی تھی کیونکہ ہم لوگ تعلیم کے میدان میں پسماندہ تھے جن لوگوں نے تعلیم حاصل کی ہے ان میں بہت جذبہ کارفرما تھا کہ ہندو تعلیم میں ہم سے آگے جا چکا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم جہاں تک ہو سکے ان سے آگے نکل جائیں ۔ اور ابھی پہنچے ہیں آزادی لائی اور آج ہم یہاں آزادی کے بعد ... معززا ممبر صاحبان آپ بطور گورنر موجود ہیں۔ جناب والا

اور اپنی بے بسی کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے بڑی فراخدلی کا ثبوت دیا ہوں وزیر تعلیم کا اظہار کر دیا جسکو 37 سال سے ہم لوگ محسوس کر رہے تھے کہ تعلیم میں کچھ کمزوریاں کچھ غلطیاں ہیں جنہیں دور ہونا چاہئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ موجودہ حکومت نے اعتراف کیا ہے کہ واقعی کچھ غلطیاں ایسی ہیں جنکی وجہ سے ہمارا تعلیمی معیار پست ہوا ہے جو پہلے نہ تھا - میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اصل وجہ ہمارے اور ہندوؤں کے درمیان competition تھا اور وہ competition آہستہ آہستہ ختم ہو گیا جو کہ نہیں ہونا چاہئے تھا - (قہقہہ)

جناب چیئرمین۔۔ آپ بولتے جائیں - گھبرانا نہیں -

چوہدری عبدالحمید۔۔ جناب والا - جیسا کہ مجھ سے پہلے بھی کچھ دوستوں نے تجاویز دی ہیں اور میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ جو سکول نیشنلائز کئے گئے ہیں - وہ واپس دے دئے جائیں کیونکہ وہ ایک مقابلہ بازی تھی جو کہ جاری رہنی چاہئے تھی اور اس سے تعلیم میں خاطر خواہ فائدہ ہوتا دوست بلا وجہ ہنس پڑے ہیں میرا پوائنٹ سن لیتے اس کے بعد شروع میرا مذاق اڑاتے شائد میں نے غلط ہی کہا ہو۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں اس وقت ایجوکیشن میں spirit قائم کرنی چاہئے - یہ ہر حال میں میں نے بھی نتیجہ اخذ کیا ہے مجھے پتا نہیں کہ شاید اور بھی مگر سرگودھا میں گورنمنٹ نے کچھ bodies قائم کی ہیں جن کے زیر اہتمام کچھ سکول چل رہے ہیں - اور ان کا معیار ہم سے بدرجہا بہتر ہے اس کی کیا وجہ ہے ؟ جناب والا - آج ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ نالائق طلباء کیسے پاس ہو جاتے ہیں ٹیچروں کے پیچھے طلباء کیوں بھاگتے ہیں - بورڈوں کا چکر کیوں لگاتے ہیں۔ اساتذہ کا زیادہ تر زور ٹیوشن پر کیوں ہے۔ سٹاف نالائق ہے بہرحال میرے لئے اساتذہ بڑے قابل احترام ہیں اور میں ہمیشہ ان کا احترام کرتا ہوں چونکہ ان میں کچھ پسند اور ناپسند کی بات ہوتی ہے اور اگر ان کو ان کی مرضی کا سکول نہ دیا جائے تو وہ تقریباً آفس کے چکر ہی لگاتے رہتے ہیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا کہ آج وہ اپنی ڈیوٹی پر گئے ہیں یا نہیں گئے - اس کی مثال میرے پاس موجود ہے - ہمارے ہاں پھلر والا میں ایک پرائمری سکول ہے سکول کے سٹور میں لیڈی ٹیچر کی رہائش تھی - وہاں تین لیڈی ٹیچرز تھیں - ایک خوشاب سے اور ایک بھلوال سے - وہ وہاں سٹور میں رہا کرتی تھیں جس سے وہاں تکی

ہیڈمسٹریس آئی ہیں انہوں نے اس کو نکال دیا ہے کہ آپ یہاں سے فارغ ہیں وہ دو چار دفعہ آفس گئیں۔ میں خود بھی اس سلسلے ڈائریکٹر صاحب کے پاس گیا کہ مہربانی فرمائیں اور ان استانیوں کو وہاں رہنے کی دوبارہ اجازت دے دیں۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ ہوا یہ کہ اس نے مجبوراً تنگ آ کر ایک ماہ کی چھٹی لے لی اور وہ گھر بیٹھ گئیں۔ اس چیز کا کون ذمہ دار ہے۔ ایک ماہ ان بچوں کو کون پڑھائیے گا سٹاف کی حالت یہ ہے کہ ماہ کی چھٹی لے لی اور گھر بیٹھ گئی۔ ہر استاد کو بخار چڑھا رہا ہے۔ وہ اپنی بھی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ دوسری طرف یہ ہے کہ ایک ایک کلاس میں ایک سو بیس یا ایک سو چالیس بچے ہیں۔ آدمی تو 120 بھیڑیں کنٹرول نہیں کر سکتا ایک سو بیس بچوں پر کنٹرول کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ تو میری تجویز ہے کہ یہ ضروری ہو گا کہ بچوں کی تعداد کے حساب سے ٹیچر مہیا کئے جائیں۔ ہمارے عوام میں جذبہ موجود ہے۔ اگر ہم ملکر جیسا کہ اپنے کھالوں کی صفائی کا پروگرام بنایا اور انشاء اللہ ہم نے اس میں کامیابی حاصل کی۔ ہم ہر کام میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ جب سے بلدیات کے الیکشن ہوئے ہیں بلدیات میں لوگوں نے بالخصوص کہا ہے کہ ہم نے پندرہ سال کا خلا پر کر دیا ہے۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ جناب پندرہ سال میں تو یہ کام نہیں ہوا اب کہاں سے پیسے آ گئے ہیں۔ ہم نے یہ کہاں چھپا رکھے تھے۔ لیکن ہمارے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ کچھ محلہ وائز گورنمنٹ نے سٹاف دیا ہے کہ اگر ہر محلے میں کوئی آدمی بلڈنگ دینا چاہتا ہو تو سٹاف ہم مہیا کر دیں گے میرے محلے میں ایک سکول ایسا چلتا ہے کہ میں جب بھی اساتذہ غیر حاضر ہوتے ہیں تو فوراً اہل محلہ پوچھتے ہیں کہ وہ ٹیچر کیوں نہیں آئی تو میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کا معیار بڑھانے کے لئے اگر ہم آج عہد کر لیں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ اس میں ہم خاطر خواہ ترقی نہ کر سکیں جناب والا تعلیم بالغان کے سلسلے میں تقریباً سب دوستوں نے کہا ہے یہ رقم کا زیاں ہے تعلیم بالغاں پروگرام اگر ہم جیل میں شروع کرا دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ صرف جیل کی حد تک اس کو رکھا جائے باقی ختم کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین ۔ بشارت صاحب اب آپ نے ۔ صرف تین منٹ ۔

راجہ محمد بشارت (چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) - جناب والا سب سے پہلے میں معذرت خواہ ہوں منسٹر صاحب سے کہ جب فلسفے کی بات ہو رہی تھی جب تجاویز کی بات ہو رہی تھی تو اس وقت بولنے کا موقع نہ دیا گیا - جب تلخ باتوں کا اور تنقید کا وقت آیا ہوا ہے اس وقت میں تقریر کر رہا ہوں -

جناب چیئرمین آپ تلخ باتیں کیوں کرنا چاہتے ہیں ؟

راجہ محمد بشارت - جناب والا - اس لئے کہ پھر پوائنٹ کی بات ہو گی اور ان کے ڈیپارٹمنٹ کی کرتاہیاں بتانا مقصود ہیں

جناب چیئرمین ٹھیک ہے وہ آپ بتائیں نہ بڑے مزے سے - بڑے پیار سے وہ تلخ باتیں بتائیں -

راجہ محمد بشارت جناب والا - سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے محکمے میں انسپکشن کا فقدان ہے - ہمارے پاس اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ 1947ء سے لے کر اب تک ایسے سکول موجود ہیں جہاں پر ابھی تک کوئی اسسٹینٹ ایجوکیشن افسر نہیں گیا - جس محکمے میں انسپکشن کا یہ عالم ہو وہاں کیا گلہ کر سکتے ہیں وہاں کوئی سٹاف کی کمی ہے یا وہاں کا معیار تعلیم کیا ہو گا - اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں - اس کے بعد جناب والا - دوسری بات یہ ہے کہ ابھی ہمارے بزرگ نے فرمایا تھا کہ ٹریڈ یونین کی اجازت دی جائے تو ٹریڈ یونین کا مجھے علم نہیں ہے - لیکن اتنا مجھے علم ہے کہ محکمہ تعلیم کے جو اساتذہ ہیں ان میں کچھ unions موجود ہیں اور ان یونین کی وجہ سے ہم بعض نکات اور کرتاہیاں جو محکمے کے نوٹس میں لاتے ہیں اس کے باوجود بھی ان پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا - اس کی مثال بھی جناب کی خدمت میں عرض کروں گا - ہمارے ضلع میں دو سکول ہیں جن کا رزلٹ صفر رہا -

میاں محمد منیر - پوائنٹ آف آرڈر -

راجہ محمد بشارت - جناب والا - میں تو یونین کی بات کر رہا ہوں کہ اساتذہ کی یونین ہیں - اس سلسلے میں پنجاب کی situation آپ کے سامنے ہے -

جناب چیئرمین ۔ میاں صاحب وہ تو بولے نہیں۔ جب آپ بول رہے تھے ۔ تشریف رکھیں ۔

راجہ محمد بشارت ۔ جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ جن سکولوں کا رزلٹ صفر رہا ان کے خلاف اصولی طور پر کارروائی ہونی چاہیے تھی لیکن ہمارے جو مقامی حکام ہیں انہوں نے اس پر اسلئے کارروائی نہیں کی کہ وہ ٹیچرز کے under pressure ہو گئے ۔ نتیجتاً آپ کی گورنر انسپکشن ٹیم گئی ۔ انہوں نے اس بات کا نوٹس لیا کہ وہاں سے اساتذہ کو ٹرانسفر کیا جائے تو اس قسم کی اساتذہ کی یونین جو ہے اس پر مکمل پابندی ہونی چاہیے تا کہ وہ کسی کے کنٹرول میں رہیں (نعرہ ہائے تحسین) اس کے بعد پرائمری سکولوں کے taking over کی بات کی گئی کہ ان کو لوکل کونسلز take over کریں ۔ میں مکمل طور پر اس بات کی تائید کروں گا کہ جب تک ان پر کنٹرول کرنے والے نہیں ہونگے یا وہ لوگ نہیں ہونگے جو کہ گاؤں گاؤں جا کر صحیح صورت حال دیکھ سکتے ہیں اور انہیں صحیح صورت حال کا علم ہوتا ہے اس وقت تک ان لوگوں کو کنٹرول کرنا نا ممکن ہے اس لئے مجھ سے پہلے جو حضرات اظہار خیال کر چکے ہیں میں ان کی مکمل تائید کرتا ہوں ۔ اس کے علاوہ ایجوکیشن کے متعلق ہم ان کو سمجھاتے کچھ ہیں اور یہ سمجھتے کچھ ہیں میرے ضلع میں سترہ سکول ایسے ہیں جن کی میں نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے لسٹ مانگی جو کہ انہوں نے unsuccessful سکول declare کئے ہیں ۔ جہاں کسی سکول میں بھی دس سے زیادہ بچوں کی تعداد نہیں ہے ۔ ہم نے ضلع کونسل کا resolution پاس کیا کہ یہ سکول ٹرانسفر کر دیئے جائیں فلاں جگہوں پر تا کہ وہاں یہ کامیابی سے چل سکیں لیکن جناب آپ یقین کریں کہ تین سال کا عرصہ گذر جانے کے باوجود اس وقت تک ہمیں ان سکولوں کو ٹرانسفر کرنے کی اجازت نہیں ملی ہے ۔ وہ اسی جگہ پر چل رہے ہیں جہاں محکمے نے ضلع کونسل نے unsuccessful قرار دئیے ہوئے ہیں یہ سترہ سکول ہیں ۔ جب محکمے سے ہمارے مقامی لوگوں نے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا کہ اس قسم کا نہ آپ کے پاس کوئی اختیار ہے نہ ہمارے پاس اختیار ہے ۔ یہ پنجاب گورنمنٹ کے پاس اختیار ہے وہ کریں ۔ اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ ناکام سکول جن کی نشاندہی ہو چکی ہے ان کو اگر ٹرانسفر کر دیا جائے یا شفٹ کر دیا جائے تو بہتر ہے ۔ اگر ناکام ان کو رکھنا ہے تو وہ الگ بات ہے ۔

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ سکولوں کی کنسٹرکشن کے بارے میں آپ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کو روپیہ دے دیتے ہیں - 40 ہزار روپے ان کو boundary walls کے لئے دیتے ہیں اور 59 ہزار روپے آپ ان کو پرائمری سکولوں کی construction کے لئے دیتے ہیں - ہمارے کمشنر صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں - ان کے نوٹس میں بھی یہ بات ہے - کہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے گذشتہ سال ہمارے ضلع میں Bounndary walls کا تقریباً ڈیڑھ سال تک کام اسلئے شروع نہیں کیا کہ 40 ہزار میں Boundary wall نہیں بن سکتی - جب کل جناب ہمارے یونین کونسلوں کے چیئرمین کے Delegation سے ملیں گے تو وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم نے 40 ہزار میں دو Boundary walls بنائیں ہیں جبکہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ایک نہیں بنا رہا ہے- 59 ہزار روپے میں ہم نے دو سکول بنائے ہیں - اس کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے - ہم نے خود انسپکشن کی ہے - بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ایک سکول نہیں بناتا ہے - اس لئے میری گزارش ہے کہ چھوٹی رقوم جو کہ پرائمری سکولوں کی حد تک ہیں وہ کلی طور پر ڈسٹرکٹ کونسلوں کو دے دی جائیں - پراجیکٹ کمیٹیوں سے ان کے کام کروائے جائیں تاکہ لوگوں کے لئے جو رقم آپ مختص کریں وہ اس سے استفادہ حاصل کر سکیں - شکریہ۔

جناب چیئرمین - بس ہو گیا - مگر میں تعریف کروں گا ان کی کیوں اسلم صاحب دیکھیئے انہوں نے اتنے احسن طریقہ سے کتنی sweetly سب کچھ کہہ دیا ہے - اب آپ آئیے میئر فیصل آباد صاحب -

چوھدری شیر علی - (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب چیئرمین ، ہمارے وزیر تعلیم نے بڑے خوبصورت انداز میں صیح محکمہ تعلیم کی ناکامیوں کوتاھیوں اور خرابیوں کا ذکر کیا - بہتر ہوتا کہ وہ واضح طور پر فرسودہ تعلیمی نظام کا اقرار کر لیتے یہ صورت حال ہمارے ملک کے لئے تشویش ناک ہے کہ ہم کروڑوں اربوں روپے تعلیم پر خرچ کرنے کے باوجود نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں جو کہ ترقی یافتہ ممالک تعلیم کی وجہ سے حاصل کر رہے ہیں - یہاں پر سوچنا پڑتا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک جو کہ اتنی ترقی کر گئے انہوں نے اس سمت میں کیا کیا - بنیادی طور پر انہوں نے سب سے پہلے تعلیم میں ترقی کی باقی ملکوں میں ترقی کے لئے تعلیم ان کی سیڑھی تھی - اس کی ایک وجہ ہے کہ چاننہ

فرانس، امریکہ، انگلینڈ والے جب اپنے بچوں کو تعلیم دیتے ہیں تو وہ اپنی قومی زبان میں نہ صرف تعلیم دیتے ہیں بلکہ تعلیم کے بعد وہ اپنی قومی زبان میں اس کو مزید جاری رکھتے ہیں ہمارے ہاں پتہ نہیں کس نے یہ رواج رکھا کہ ہم اس فرسودہ نظام کی ناکامی کے بعد اگر کوئی مزید نظام اپنائیں گے تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں آپ دیکھیں کہ جاپان میں امریکہ میں وہ لوگ تعلیم کے بعد اس تعلیم سے کماتے ہیں اگر وہ thesis تیار کرتے ہیں یا کوئی اور ایسی چیز تیار کرتے ہیں یا کوئی دوسری چیز تیار کرتے ہیں تو امریکہ کا thesis جب جاپان میں جاتا ہے تو جاپان اپنی زبان میں اسے ڈھال کر اپنے عوام کو اس سے پڑھاتے یا اس سے سکھاتے ہیں۔ وہ انگریزی زبان میں نہیں پڑھاتے۔ تو جناب والا میری صاحب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ ہم اپنی تمام تعلیم کو اپنی قومی زبان اردو میں ڈھالیں اور اردو میں ڈھالنے میں بہت سے مضامین جو ہیں وہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ جب ترقی یافتہ ممالک بڑی خوشی سے اور بڑے فخر سے اپنی اپنی زبان میں ایسا کرتے ہیں تو ہمیں کون سا امر مانع ہے گزشتہ 36 سال میں ہمیں یہ خوشخبری سنا دی گئی ہے کہ آئندہ پانچ سالوں میں یا دس سالوں میں ہمارا جو نظام تعلیم ہے اس کا ذریعہ تعلیم اردو میں ہو گا۔ لیکن 37/36 سال گزر چکے ہیں ایسا نہیں ہو سکا ہے۔ پتہ نہیں کہ کیا وجہ ہے یہ آپ بہتر جان سکتے ہیں اس میں کیا رکاوٹ ہے کیونکہ حکومت آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے دوسری جو بات ہے یہ میں نے پہلے عرض کرنا تھی۔ یہ بار بار کہا جا رہا ہے کہ ہمارا تعلیمی معیار گر رہا ہے میں جناب وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارا تعلیمی معیار بلند کب تھا۔ اگر ہمارا تعلیمی معیار بلند ہوتا تو ہم اس کے ذریعے بہت آگے چلے گئے ہوتے شروع سے ہی ہمارا تعلیمی نظام صحیح بنیاد پر رکھا ہی نہیں گیا بدقسمتی سے جب شروع میں جن لوگوں نے پاکستان بننے کے بعد یہ نظام بنایا انہوں نے اس کی بنیاد وہ رکھی ہی نہیں وہ اساس ہی نہیں رکھی جس کے لئے ہم نے یہ ملک حاصل کیا ہم نے یہ ملک لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر حاصل کیا گیا پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس کی تمام اساس اسلام پر ہونی چاہئے تھی لیکن انگریز تو چلے گئے اور آزادی ہمیں دے گئے لیکن اپنا نظام تعلیم اسی طرح سے چھوڑ گئے۔ ہم نے اس کی نقل کی ہے نہ ہم اصل [illegible]

اور نہ ہم نقل میں رہے ۔ ہم درمیان میں لٹک کر رہ گئے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ گورنمنٹ نے جہاں اور بہت سی جرات کی ہے اگر کسی طرح سے پتہ نہیں کہ یہ لوگ گھبراتے کیوں ہیں ڈرتے کیوں ہیں یہ تھوڑی سی جرات کر جائیں کہ نظام تعلیم کو اس کی اساس کو جس اساس کی بنیاد پر یہ پاکستان قائم ہوا تھا اس میں ڈھال دیں تو 9 و 10 کروڑ عوام آپ کے مشکور ہوں گے ۔ ایک میری گزارش یہ ہے کہ آپ دوسرے ترقی یافتہ ملکوں میں دیکھیں کہ سکولز کالجز یونیورسٹیاں یہ جاپان میں اتنی بنتی ہیں کیسے بنتی ہیں وہ لوگ جب اپنے بچوں کو تعلیم دیتے ہیں تو بچے پھر اس ملک کو اس تعلیم سے کمائی دیتے ہیں ۔ اس کی لئے ایسی چیزیں بناتے ہیں ایسی تھیوریاں بناتے ہیں جو کہ باہر کے ملکوں میں رائج کی جا سکیں ۔ جیسا کہ جاپان میں دیکھیں کہ کاریں بنتی ہیں ۔ ٹیلیفون ریڈیو گھڑیاں اور بے شمار چیزیں بنتی ہیں ۔ ہمارے ملک کی جو اساس ہے وہ زراعت ہے ہمارا ملک بنیادی طور پر زرعی ملک ہے ۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم یہاں زراعت پر زور دیں ہمارے پاس اور تو کوئی چیز ہے نہیں جو کہ ہم باہر کے ملکوں میں بھیجیں ہمارا حال یہ ہے کہ ہم گندم اور دیگر کھانے پینے کی اشیاء تیل نکالنے کے بیج بھی باہر سے درآمد کرتے ہیں جبکہ ہمارا ملک بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے ۔ اگر ہمارا محکمہ تعلیم زراعت پر زیادہ توجہ دے تو ہم کئی گناہ زیادہ پیداوار بڑھا سکتے ہیں اگر امریکہ میں ایک ایکڑ سے 10 70 اور 100 من فصل حاصل کی جا سکتی ہے تو ہماری زمینوں میں کونسی خرابی ہے کہ یہاں پر ہم اپنی زمینوں سے اتنی پیداوار نہیں حاصل کر سکتے ہیں ۔ اگر ہم زراعت کی تعلیم پر مزید زور دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ زرعی تعلیم کے ذریعہ ہم اس ملک سے سونا نکال سکتے ہیں ۔ اور زیادہ پیداوار حاصل کرکے اپنے ملک میں تعلیم کے ذریعہ سے کمائی بڑھا سکتے ہیں آخر میں پھمل آباد کا ایک لوکل مسئلہ عرض کرتا چلوں ۔

جناب چیئرمین ۔ نا وہ لوکل تو پھر لوکل ہی کریں گے ۔

چوہدری شیر علی — جناب والا وہ بھی متعلقہ ہے ۔ اب جبکہ ایک نیا قانون بنا ہے کہ محکمہ تعلیم نے جو سکول کرایہ پر لیے ہوئے ہوں سنئے قانون کے تحت عدالتوں سے ڈگریاں ہو رہی ہیں سابقہ نیشنلائزڈ سکول کے خلاف ان سے بلڈنگز خالی کرائی جارہی ہیں ہمارے ضلع کے چھ

سات سکول خالی ہو گئے - نوجوان بچیاں باغوں میں بیٹھی ہیں ان کے بیٹھنے کا کوئی انتظام نہیں ہے - خدارا یا تو یہ قانون واپس لے لیں کہ کراچی کے جو سکول ہیں وہ بلڈنگیں خالی نہ ہوں

جناب چیئرمین یہ کیسے ہو رہا ہے بغیر اس کے without finding alternate accommodation how are you doing it ? I am very surprised to hear this

اور خصوصاً جہاں پر بچوں کا سکول ہے جب تک ان کو alternate accommodation نہیں ملتی ہے وہاں why are you annoying them بعد میں آپ اس کو اپنی تقریر میں cover up کیجیئے گا -

بیگم زبیدہ جعفری (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن ملتان) - جناب چیئرمین آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے مجھے تقریر کے لئے وقت دیا آج سے ساڑھے چار برس قبل بھی میں نے یہی تجویز پیش کی تھی کہ ہمیں نصاب تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئیے جس کے باعث پانچ کلو کا بچہ 25 کلو کا وزن اٹھا کر سکول جاتا ہے - مجھے آج از حد خوشی ہوئی کہ وہ دیر آید درست آید کے مصداق میری وہ تجویز آج اس ایوان میں انتہائی احسن اور خوش اسلوبی سے پیش ہوئی ہے - اس موضوع پر کافی سیر حاصل تقاریر ہوئی ہیں - وزیر موصوف کا بھی مقصد ہے کہ اصلاح تعلیم اصلاح نظام تعلیم اصلاح نصاب کے لئے تجاویز پیش کی جائیں - حضور والا ہمیں سب سے پہلے خصوصی توجہ پرائمری مدارس کی طرف دینی چاہیئے - اس کا نصاب نہایت آسان اور سہل ہونا چاہئیے جو پرائمری سکولوں میں خصوصاً دیہاتوں میں پڑھنے والے بچوں کے ماحول سے مطابقت کرے - انہیں اردو حساب دینیات اور زراعت کی تعلیم دینی چاہیئے جس میں وہ دلچسپی بھی لیں گے اور وہ ان کے لئے مفید بھی ثابت ہوگی - چونکہ میرے پاس وقت کم ہے اس لئے میں یہ باتیں جلدی جلدی بتاؤں گی - وہاں کی بچیوں کو اس علاقے کے raw material کی چیزیں بنانی بھی سکھائی جانی چاہئیں - ان کے لئے یہ چیز ایک تو آمدنی کا ذریعہ ہوگی دوسرا وہ raw material جیسے ملتان میں کھجور کے پتے گھیوں کی بالیاں ہیں ان سے چیزیں بنائی جائیں کی جن کے decoration pieces نہایت خوبصورت بنتے ہیں اور بڑی اچھی قیمت پر فروخت بھی ہوتے ہیں -

اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گی کہ میٹرک میں ٹیکنیکل ٹریننگ زیادہ دینی چاہئیے کیونکہ اس وقت ہمیں technical hands کی اشد ضرورت ہے اگر بچے میٹرک کرکے سڑکوں پر گھومتے پھرتے ہیں ان کے علاوہ کالجز میں سیکنڈ ڈویژن اور تھرڈ ڈویژن والوں کو داخلہ نہیں ملتا ۔ اگر یہ بچے کوئی ٹیکنیکل ٹریننگ حاصل کرلیں تو ان کی آئندہ زندگی کے لئے بہت سود مند ثابت ہوگی اس کے بعد جس طرح پہلے بھی کہا گیا ہے کہ ہمارے معاشرے میں شان و شوکت کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے اس کے سدباب کے لئے ہمیں ایک ایسی تحریک چلانی پڑے گی جو کچھ تو چل گئی ہے اور کچھ مزید چلانی چاہیے کہ والدین اور اساتذہ کرام سادہ زندگی کو اپنائیں اور اپنے آپ کو تمام اسلامی اقدار کا صحیح نمونہ بنائیں ۔ پھر مضمون والا ۔ ایک اور گذارش ہے کہ ہم نے سپورٹس گراونڈ کی طرف سے نظریں ہٹا لی ہیں کسی بھی شہر میں اگر کوئی چھوٹا موٹا ٹکڑا کسی کو خالی پڑا دکھائی دیتا ہے خواہ وہ اوقاف کا ہو یا ریونیو کا ہو یا کسی بھی محکمہ کا ہو اس پر پہلے تو ناجائز قبضہ جمالیا جاتا ہے پھر کسی محکمہ کو پتہ چلے گا تو وہ اپنے دفاتر بنا دے گا ۔ ایل ۔ ڈی ۔ اے ۔ ایم ۔ ڈی اے ۔ یا ایف ۔ ڈی ۔ اے کو پتہ چلے گا تو وہ فوراً اپنے شاپنگ سنٹر بنا دے گا ۔ کیا یہ اچھا نہیں ہوگا کہ ہم وہاں پر اپنے سپورٹس گراونڈ بنائیں تاکہ بچے فراغت میں بجائے تخریب کار بننے کے تعمیری کام سیکھیں ۔ سپورٹس ایک ایسا ادارہ ہے جہاں پر بچے کو نظم و ضبط کی حکم ماننے کی صحت مند تربیت دی جاتی ہے ۔ چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں جلدی جلدی ختم کر رہی ہوں ۔ اس کے بعد میں عرض کروں گی کہ پروفیشنل کالجز کے ضوابط ہیں کہ اگر کوئی بچہ ایک مضمون میں فیل ہو جائے یعنی کمپارٹمنٹ آ جائے تو اسکو موقع دیئے جاتے ہیں ۔ لیکن نیشنل کالج آف آرٹس میں یہ بات نہیں ہے ۔ اگر بچہ ایک مضمون میں فیل ہو جائے تو ایک ہفتہ بعد اس سے امتحان لیا جاتا ہے اور اگر اس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوتا تو اسے کالج سے نکال دیا جاتا ہے ۔ مہربانی فرما کر اس پر بھی توجہ دیں result کی بھی بات ہوئی ۔ میں یہ تسلیم کرتی ہوں کہ result نہایت افسوسناک ہوتے ہیں ۔ اکثر leg pulling بھی ہوتی ہے کیونکہ جب یہ پتہ چل جاتا

ہے کہ فلاں بچے نے ٹاپ کرنا ہے تو اس کی لے leg pulling اٹھا ہوتی ہے ۔ ایک ایسا واقعہ میرے ساتھ ذاتی طور پر میرے بیٹے کے ساتھ پیش آیا ہے اس لئے میں اسے یہاں نہیں دھراوں گی ۔ بہرحال اب تو بورڈ کے قوانین میں کچھ ترمیم ہو گئی ہوں کہ ایف ۔ ایس سی اور بی ۔ اے کے پیپر بورڈ کے اندر ہی دیکھے جاتے ہیں لیکن وہاں پر بھی سنا ہے کہ کچھ تھوڑی بہت بد عنوانیاں ہو جاتی ہیں ۔ حضور والا۔ اس کا بھی تدارک کیا جائے یہ نہ ہو کہ قابل اور مستحق بچوں کی بجائے کسی اور کے کھاتے میں چلا جائے ہوں آپ کو پتا نہیں سکتی کہ وہ کیا کرتے ہیں میرے بیٹے کا بھی جب رزلٹ آیا تھا اس نے میری جائے نماز اٹھا کر پھینک دی تھی کہ آپ نماز نہ پڑھیں آپ کا خدا میرے ساتھ یہ کر رہا ہے پھر میں نے اسے سمجھایا ۔ اس لئے میں گذارش کروں گی کہ اس طرف توجہ دی جائے کیونکہ بچوں کی نفسیات پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ٹیوشن کا بھی ذکر آیا یہ بالکل درست ہے ٹیوشن بہت پڑھائی جاتی ہیں ۔ خصوصاً سکولوں میں تو سکولوں کے وقت کے بعد وہیں پر کلاسیں لگا لی جاتی ہیں اور جو بچے ٹیوشن نہیں پڑھتے انہیں کلاسوں میں فیل کر دیا جاتا ہے ۔ میں نے ملتان کے پرائمری مدارس میں ایک تجربہ کیا ہے جو میں آپ کے گوش گذار کرنا چاہتی ہوں ۔ اس وقت ہمارے پاس کارپوریشن کے ۵۷ پرائمری سکول ہیں چار مڈل سکول ہیں پرائمری سکول کی بچیاں خصوصاً جب دوسرے سکولوں میں داخلہ لینے جاتی تھیں تو انہیں reject کر دیا جاتا تھا کہ یہ up to the mark نہیں ہیں ۔ لوگ میرے پاس آتے ہیں میں ہائی سکول اور مڈل سکول کی ہیڈ مسٹریس کے پاس جاتی تو وہ پوچھتیں کہ یہ کیا ہے یہ کسی کام کی نہیں ہیں میں نے ایک ایجوکیشن آفیسر کی پوسٹ create کروائی پھر انہوں نے وہی مسئلہ اٹھایا جس طرح پبلک سروس کمیشن میں ہوتا ہے ۔ میں نے ان سے درخواست کی ملتان کی مقامی لڑکی کو اس پوسٹ پر آپ مجھے تعینات کر کے دیں ۔ کیونکہ مقامی لڑکی وہاں پر رہ سکے گی لاہور کی لڑکی وہاں پر نہیں رہے گی ۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک ڈبل ایم ۔ اے لڑکی جو upto the mark تھی مل گئی ۔ اب اس سے یہ فائدہ ہوا ہے کہ ہم ہر مہینہ تقریباً ہر سکول visit کرتے ہیں ۔ پرائمری سکولوں کو روزانہ چیک کرتے ہیں ۔

ٹیچرز کو یہ ڈر رہتا ہے کہ یہ لوگ آئیں گے اور دیکھیں گے - پھر میں نے ایک بات اور بھی کی کہ سکولوں کے آپس میں مقابلے کے امتحان کروائے اب مقابلے کے امتحان ہوتے ہیں - اس طرح ان کا سالانہ امتحان بھی مقابلے کی بنیاد پر ہوتا ہے - جس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ہمارے سکولوں کی بچیاں خدا کے فضل سے بہت اچھے نمبر لے رہی ہیں - استانیاں بعد میں بھی بیٹھ کر پڑھاتی ہیں کیونکہ انہیں ڈر رہتا ہے میں نے ان سے کہا تھا کہ جس ٹیچر کے سکول کا رزلٹ خراب ہوا اس ٹیچر کو ہم دو مہینے کی تنخواہ نہیں دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس کو ہیڈ مسٹریس نہ رکھیں - جناب والا یہی بات میں نے تعلیم کی سبجیکٹ کمیٹی میں بھی کہی ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈز میں اگر یہ ایجوکیشن آفیسر کی پوسٹ قائم کردیں - آپ ان کی تحویل میں دیں یا نہ دیں صرف ان کی ایجوکیشن آفیسر ہی پورا مہینہ سکولوں کا راونڈ کرے تو اس سے کافی مسائل حل ہو جائیں گے - بار بار گھنٹی بج رہی ہے - شکریہ -

بیگم عارفہ طوسی -(لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن لاہور) -

جناب چیئرمین کہ آج ممبران نے جن خیالات کا اظہار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا تعلیمی معیار گر رہا ہے اور ہم اس گرتے ہوئے تعلیمی معیار کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ہر ذی شعور انسان اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ ہم لوگ معیار تعلیم کو بلند کرنے میں کیا کیا کردار ادا کر سکتے ہیں - آج یہاں بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی اور ہر ایک پہلو پر بڑے اچھے طریقہ سے اظہار خیال کیا گیا - یہاں یہ بات بھی کہی گئی کہ ہمارا سلیبس بہت طویل اور مشکل ہے - واقعی یہ بات صحیح ہے کہ طالبعلم تو ایک طرف خود اساتذہ بھی اس سلیبس کو سمجھ نہیں پاتے کہ وہ کلاس میں کیا پڑھائیں گے جب وہ خود کسی بات کو نہیں سمجھتے تو - سلیبس کو سمجھنے کیلیے ان کو خلاصوں کا سہارا لینا پڑتا ہے اور کلاس میں ان کا پیریڈ تیس منٹ کا ہوتا ہے جب وہ خود ہی نہیں سمجھ پاتے تو وہ ٹیوشن کا سہارا لیتے ہیں - کیونکہ بعد میں خود تیاری کرکے ٹیوشن پڑھاتے ہیں - اس کے بعد میں گزارش کروں گی کہ نویں اور دسویں جماعت کا سلیبس ایک ہی نوعیت کا ہے اور تعلیم کا معیار گرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے سکول کے ہیڈ کی discretion ہوتی ہے کہ وہ نویں اور دسویں کے اساتذہ کو علیحدہ علیحدہ مقرر کریں - چاہے تو یہ تھا کہ وہی استاد دسویں جماعت

ہی بھی پڑھائے لیکن ایسا نہیں ہوتا اور جب بچے نویں کلاس سے دسویں جماعت میں جاتے ہیں وہ دسویں کلاس کا استاد یہ کہتا ہے کہ دسویں جماعت کا نتیجہ اسلئے خراب آیا ہے کہ نویں جماعت والا استاد نہایت نالائق تھا اس نے تو بچوں کو کچھ پڑھایا نہیں تھا اور سارا نزلہ مجھ پر آ گرا ہے تو میں آپ سے یہ استدعا کروں گی کہ آپ نویں اور دسویں جماعت کا استاد ایک ہی مقرر کریں تاکہ وہ استاد وزارت کی ذمہ داری قبول کرسکے۔ جیساکہ آپ کو معلوم ہے کہ ہر محکمہ میں کوئی نہ کوئی incentive ہوتا ہے اسلئے تمام والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا بچہ ڈاکٹر اور انجینئر بنے اگر کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اسکا بچہ اچھا استاد بھی بنے اور ٹیچنگ کی طرف آئے۔ کیونکہ اس پیشہ میں کوئی charm نہیں ہے کہ وہ استاد بنے۔ اگر خود بخود کوئی استاد پیدا ہو جاتے ہیں تو پھر ان کیلئے کوئی ایسا charm نہیں ہوتا کہ وہ صحیح طریقہ سے کلاسسز کو لے سکیں۔ جو بچے لائق اور قابل ہوتے ہیں اور سی۔ ایس۔ ایس۔ کے امتحان میں پہنچتے ہیں ان میں سے جو پاس ہو کر باہر نکلتے ہیں تو وہ مختلف محکموں میں چلے جاتے ہیں وہ کوششوں سے انکم ٹیکس میں چلے جاتے ہیں یا جہاں ان کو کچھ فائدے ہوتے ہیں ان محکموں میں چلے جاتے ہیں۔ لیکن ٹیچنگ لائن میں کوئی نہیں آتا۔ تو میں آپ سے یہ عرض کروں گی کہ پیچھے جو پھوک رہ جاتا ہے اسے education میں بھیج دیا جاتا ہے۔ اچھے لوگوں کو محکمہ تعلیم میں بھیجیں تاکہ تعلیم کا معیار بلند ہو سکے۔

جناب چیئرمین ۔ اب تو اذان بھی ہو گئی ہے اور نماز کا وقت بھی ہو گیا ہے اسلئے 20 منٹ کیلئے وقفہ نماز ہوتا ہے۔ اجلاس کی کارروائی 4-20 پر دوبارہ شروع ہوگی۔

(20 منٹ کیلئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)۔

(وقفہ برائے نماز)

وزیر تعلیم کے اختتامی کلمات

وزیر تعلیم (چوھدری عبدالغفور) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب گورنر اور معزز اراکین ۔ آج بحث کی ابتدا جس خیال سے کی گئی تھی ، میں آپ سب حضرات کا شکر گزار ہوں کہ بڑی حد تک وہ مقصد حاصل ہوا ۔ اس مسئلے پر جو Debate ہوئی ، اس میں مختلف اراکین نے

حصہ لیا ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بحث معیار کے لحاظ سے بہت اچھی تھی ۔
من سے ہمیں اپنی آئندہ تعلیمی پالیسی بنانے میں ، اور اس کی خامیوں کو
دور کرنے میں مدد ملے گی ۔ جہاں تک ان تجاویز کی تفاصیل کا تعلق ہے ،
یہ موقع بھی نہیں کہ ایک ایک تجویز کو یہاں ڈیبیٹ کا موضوع بنایا
جائے اس کے لیے ہم محکمانہ طور پر علیحدہ بیٹھیں گے اور اس پر سوچ بچار
کریں گے آپ حضرات کی آراء سے جو باتیں سامنے آئیں اس سے قبل کہ میں
ان نکات کی طرف ، ان تجاویز کی طرف ، اس concensus کی طرف یا مختلف
خیالات کی طرف توجہ دلاؤں ، میں یہ بات عرض کروں گا کہ ایوان کی
اکثریت نے اس بات کو سراہا ہے میرے نکتہ نظر سے یہ بات ضروری سمجھی
گئی کہ کسی بات کو چھپانے سے یا کسی بات سے آنکھیں بند کر لینے سے
کسی تکلیف کا یا کسی خطرہ کا مقابلہ صحیح طور پر نہیں کیا جا سکتا ۔
بلکہ اگر ان مشکلات اور ان خطرات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ
دیکھا جائے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری نہ کی جائے تو ان تمام مشکلات
پر قابو پانا ممکن نہیں میرے ان تمام سوالات اور میری ان تمام باتوں کا
جو میں نے آپ کے سامنے کہی ہیں اور محکمانہ طور پر محکمہ تعلیم میں
کمزوریاں موجود ہیں جس کی وجہ سے ہم پورے نتائج حاصل نہیں کر پا رہے
ان کی ذمہ داری 5 ، 6 ، 7 سالوں پر عائد نہیں ہوتی میں ابتداء میں نے
عرض کیا تھا کہ بہت عرصے قبل سے یہ کمزوریاں چلی آ رہی ہیں ۔ یہاں
جو کچھ کہا گیا نہ تو وہ بے بسی ، نہ کوئی مایوسی کا اظہار تھا میرا
منشا یہ تھا کہ enormity of problem کو صحیح شدت سے آپ کے
سامنے لایا جائے کہ ہم ان کو کس طرح محسوس کرتے ہیں گورنمنٹ کس طرح
محسوس کرتی ہے اور آپ کے تعاون کی کس طرح ضرورت ہے تو یہ تمام
ایک ذہنی مشق تھی جو آپ حضرات کے توسط سے ایک ذہنی مشق کرائی
گئی میں اس بات کے لیے مبارکباد پیش کروں گا اور شکریہ بھی ادا کروں
گا کہ آپ نے اس کو بہت اچھے طریقے سے discuss کیا اور آپ نے بہترین
تجاویز سے نوازا ہمارے چند اراکین نے اس کو فرار کا راستہ قرار دیا یہ
ضروری نہیں ہے کہ فرار اس شکل میں ہے کہ ہم اس سے چشم پوشی کرتے
یا کترانے ہیں اور ہمارے پاس ایک لمبی کامیابیوں کی فہرست موجود ہے
جو بارہ صفحات پر مشتمل رپورٹ میرے پاس موجود ہے ۔ موجودہ دور میں
حکومت نے کیا کچھ کیا ، کہاں تک پہنچے ، کیا سفر طے کیا ، کیا

مشکلات تھیں جن پر ہم نے قابو پایا اور آپ کی تجاویز وقتاً فوقتاً آتی رہیں جن پر ہم نے عمل درآمد کیا - جناب گورنر صاحب کے خیال میں بھی یہ بات تھی کہ نہیں یہ بات ہر طرح کی جا سکتی ہے یہ ایک روایتی بات ہے کہ ہم اپنے گن گائیں اور ایک لمبی چوڑی فہرست پیش کریں ضرورت اس امر کی سمجھی گئی اور آپ حضرات بھی اس میں شامل ہیں اور اس میں قدریں مشترک ہیں کہ ہم سب مل کر ایک منزل کی طرف گامزن ہوں ہم سب ایک طرح سوچتے ہیں - غلطی کو غلطی کہتے ہیں سچ کو سچ جانتے ہیں جھوٹ کو جھوٹ کہتے ہیں اس میں کوئی ایسی مایوس یا فرار کی بات نہیں ہے محترمہ چیئرمین صاحبہ موجود نہیں ورنہ میں یہ بھی کہونگا کہ ہم انشااللہ گھبرانے والے نہیں فرار ہونے والے نہیں بلکہ اسکی کمزوریوں کا مقابلہ کرنے کی ضروت ہے انشااللہ کریں گے - اب وہ گئی بات کہ تعلیمی پالیسی قومی امنگوں کی آئینہ دار ہوتی ہے جس میں آپ اپنا رخ دیکھ سکتے ہیں آپ اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں آپ اپنی منزل دیکھ سکتے ہیں - اگر وہ رخ صحیح ہے وہ قومی امنگیں وکر دار جنکی بنیاد پر ہم جس طرف جانا چاہتے ہیں وہ صحیح ہے تو انشااللہ وہ منزل ہم ضرور حاصل کریں گے جسکا تعین ہمارے لئے قائد اعظم نے کیا جسکے لئے پاکستان معرض وجود میں آیا اور جسکے لئے اب اس طریقہ تعلیم کی ضرورت ہے پاکستان تو بن گیا لیکن ضرورت اس امر کی ہے - کہ پاکستانی کسطرح بنا جائے پاکستانی بنانا تعلیم کا کام ہے اور یہ وہ غرض و غایت تھی اور یہ وہ مقصد تھا جس کی ذھنی مشق کے لئے یہ سوالات آپکے سامنے رکھے گئے جنکا آپ نے خاطر خواہ اور بہترین طریقے سے جواب بھی دیا اور اس میں آپ نے ہماری مدد کی ' اسائے میں سمجھتا ہوں کہ ہر معاشرہ کی اور آزاد قوم کی ایک تعلیمی پالیسی ہوتی ہے - جسکی نشاندھی پر اس قوم کے معاشرہ اور معیشت کا انحصار ہوتا ہے - ہماری پالیسی بھی ہمارے قومی مقاصد اور اسلامی اور تاریخی اقدار کی آئینہ دار ہے اور ایسا ہونا چاہئے - ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں راسخ العقیدہ مسلمان سچا شہری اور با کر دار پاکستانی ہونا چاہیئے اسی طرح کردار سازی character formation تعلیم کے ذمے ہے یہ سب باتیں -

راہنما پالیسی کے طور پر اپنائیں گے اس میں ہماری approach صحیح ہو گی اور اس میں جذباتی طور پر ساری قوم شامل ہوگی اور یہ ٹھوس حقائق کی بنیاد پر جسکو ہم re alistic approach کہتے ہیں مشتمل ہوگی ۔ اگر یہ سب چیزیں ہم نے اپنالیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک اور قوم کی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوگی ۔ ان مراحل سے گذرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپکو پہچانیں کیا ہم نے کوئی قومی تشخص national entity اپنایا ہے ۔ ہم نے اپنی اقدار کو اپنی values کو اپنی تاریخ کو جو کہ غیر مسلموں نے مسخ کر کے لکھیں ۔ کیا ہم نے یہ کام کیا کہ وہ درست کر کے لکھیں ۔ کیا ہم نے اپنے ہیروز کو پہچانا جبکہ ہمارے اپنے ہیرو مختلف فیلڈ میں موجود ہیں جیسے خاقان بابر صاحب نے صحیح طور پر نشاندھی کی ہے کہ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ کسی اور کے نام کو بدل کر ان کہانیوں کو یہاں لائیں ہماری اپنی تاریخ ہمارے پاس موجود ہے ہماری جنگ میں ۔ ہماری سائینس میں ۔ جنگ و امن میں ۔ آرٹ میں اپنے کردار موجود ہیں جنکی عزت کی جائے اور جنکی عزت کرنا ہمارا فرض ہے ۔ اور سب سے بڑا لیڈر اور سب سے عظیم انسان مکمل انسان ہمارے پاس ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ہمارے پاس آیا جو first law giver ہے جنکے متعلق حضرت قائد اعظم نے فرمایا ہے کہ وہ جب لندن برطانیہ میں بیرسٹری کا داخلہ لینے گئے ۔ تو انہوں نے دیکھا کہ دروازے پر first law giver کے لکھے گئے ان ناموں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی تھا ۔ جب انکو اغیار تسلیم کرتے ہیں جب ہمارے پاس اپنے ہیرو موجود ہیں جنکی ہم نے پیروی کرنی ہے تو کیوں نہ ہم انکے نقش قدم پر چلیں ۔ ہمارے اپنے اقدار ہیں ہماری اپنی values ہیں اور ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ یہ تشخص مجروح نہ ہو یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم بحیثیت قوم کے اغیار کے مقابلہ میں اپنی قوم میں اور پاکستان کے اندر اپنا قومی تشخص نہیں اپنائیں گے میں یہ سب باتیں اس لئے عرض کر رہا ہوں تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ تعلیمی پالیسی جس کی نشاندھی آج آپ کے سامنے کی گئی ہے ہم کیوں اپنے مطلوبہ نتائج نہیں پا رہے ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کم از کم اپنے ذہنوں کو کریدیں اور ایک عزم کو سامنے رکھیں آپ حضرات مختلف علاقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں اگر آپ میں یہ جذبہ اور روح موجود ہو گا اور

یہ ولولہ اور یہ شوق موجود ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ مطلوبہ نتائج ہمیں ضرور حاصل ہوں گے اور یہ اس شکل میں ہی ممکن ہے کہ جب آپ یہاں سے جائیں تو ایک ذوق شوق اور ایک ولولہ اور ایک مشن لے کر جائیں جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے اس میں تنقید بھی ہوئی بے شک اس میں نقائص ہیں ہم کب کہتے ہیں کہ نقائص نہیں ہیں میں نے تو یہ سب آپ کے سامنے رکھا اور ان کو چھپانے کی ضرورت محسوس نہیں کی لیکن ضرورت اس امر کی ہے آپ حضرات جن میں لیڈر شپ موجود ہے جن کی زندہ مثال آپ یہاں موجود ہیں ۔ ان کو آگے آنا چاہیے آپ کو یاد ہو گا کہ گورنر صاحب نے کئی دفعہ کہا کہ پڑھو اور پڑھاؤ ۔ آپ کو ایک پیغام دیا وہ آپ لے کر گئے لیکن اس کے پیش نظر یہاں پر تنقید ہوئی یہ بات سامنے آئی کہ آپ کے اداروں نے کون سے دیہات کو adopt کیا کتنے کتنے villages کو آپ نے adopt کیا جس کے لئے بارہا گورنر صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے آپ کے لئے فرمایا کہ آپ جائیں کم از کم ہر ادارہ ہر ڈسٹرکٹ کونسل ہر لوکل کونسل ایک ایک دیہات کو ابتدائی تعلیم کے میدان میں جب تک ہم خود خاص نیت کے ساتھ اور ایک مقصد کو لے کر اپنی قوم کو تعلیمی پسماندگی سے نکالنے کی کوشش نہیں کریں گے ہمارا ملک ترقی یافتہ قوموں کے شانہ بشانہ نہیں چل سکتا یہ اس لئے بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ابتدائی تعلیم کی تمام تر ذمہ داری بے شک حکومت پر عائد ہوتی ہے لیکن ایک اکیلی حکومت اس تمام بوجھ کو پورے طور پر کما حقہ اٹھانے کے قابل نہیں ۔ اس لئے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے ۔ نہ تو کوئی پرائیویٹ ادارہ اکیلے طور پر اس کام کو کر سکتا ہے اور نہ ہی اکیلی حکومت یہ سب کچھ کر سکتی ہے جب تک تمام معاشرہ تمام سٹوڈینٹس تمام والدین شریک ہو کر اس ذمہ داری کو نہ نبھائیں اور اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر نہ اٹھائیں مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے آپ کو بے شک تنقید کرنی چاہیے بہت اچھی تنقید ہوئی ۔ اس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے محکمے میں جو کمزوریاں موجود ہیں اور خاص طور پر بورڈ پر کی گئی نکتہ چینی بہت حد تک درست ہے ۔ ہمیں لوگوں کا confidence بحال کرنا ہو گا کہ ہمارے نتائج کس طریقے سے بہتر ہو سکتے ہیں ۔ اس میں کئی ایک اقدامات گورنر صاحب کی ہدایت کے تحت کئے گئے ہیں لیکن اب بھی بے پناہ

فیلڈز موجود ہیں جن میں improvement کی جا سکتی ہے - جن میں ہم خامیاں دور کر سکتے ہیں اس کے لئے لوکل باڈیز کے اداروں کا تعلق ہے تو ان کے اپنے قانون میں ان کا اپنا کردار موجود ہے جس کی طرف آپ نے نشاندھی کی - اس کی طرف ہم بڑھ رہے ہیں - دیکھ رہے ہیں کہ اس کے متعلق مزید بہتری کی طرف ہم قدم کس طرح اٹھائیں لیکن اس کے ساتھ جو کردار آپ کو دیا گیا ہے جس کے لئے آپ ذمہ دار ہیں وہ ذمہ داریاں آپ کو خود ہی پوری کرنی چاہیں - یہ بات تقریباً گورنر صاحب نے خود یہاں اس فورم پر فرمائی تھی کہ آپ حضرات میں بھی یہ consensus موجود ہے محکمہ بھی اس کو تسلیم کرتا ہے کہ سب سے بڑی خرابی جو ہم اپنے محکمہ تعلیم میں پاتے ہیں وہ انسپکشن کا فقدان ہے - وہ سپرویژن کی کمی ہے - ایک وقت وہ تھا کہ ہمارے انسپکٹرز گاؤں سکولوں میں جاتے تھے اور ان کا سکولوں کو بھی ڈر ہوتا تھا - جو کچھ انسپکشن ہوتی تھی اس پر عمل بھی ہوتا تھا لیکن آج جیسے بعض ارکان نے کہا کہ 1947ء سے کچھ ایسے ادارے بھی موجود ہیں جو اب تک inspect نہیں ہو سکے - یہ صحیح ہے کہ اس کے لئے جناب گورنر صاحب کے آرڈر موجود ہیں اور انشاء اللہ اس پر عملدرآمد کریں گے کہ انسپکشن زیادہ ہونی چاہیے - ہمیں باہر نکلنا چاہیے - آپ کو بھی اس کی انسپکشن کرنی چاہیے - ہمارے محکمے کے جو افسران ہیں ان کو باہر نکلنا چاہیے اور سکولوں کو دیکھنا چاہیے بجائے اس کے کہ وہ آفس میں بیٹھ کر دن رات کام کرتے رہیں ان کو چاہیے کہ وہ ان سکولوں کی حالت کو موقع پر جا کر دیکھیں اور آپ لوگوں کے تعاون سے اقدامات کریں لیکن ایک بات جس کی طرف ضرورت محسوس ہوئی جس کی بیشتر ارکان نے نشاندھی بھی کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ کوئی سب اچھا نہیں ہے تو سب خراب بھی نہیں ہے - کئی فیلڈز ہیں ہمارے ادارے بہت اچھے ہیں - کئی ایک ادارے انہیں وسائل کے اندر رہتے ہوئے جو حکومت نہیں مہیا کرتی ہے بہترین نتائج دکھاتے ہیں - سکول کی انتظامیہ کے سلسلے میں میرے اپنے نوٹس میں میری اپنی انسپکشن میں یہ چیز آئی ہے کہ نہ صرف نتائج کے لحاظ سے بلکہ اپنی مدد آپ کے تحت عمارتیں لوگوں نے خود بنائی ہیں - لاہور میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ تین تین منزلہ چار چار منزلہ بیس بیس ، پچیس پچیس کمروں کی پکی عمارتیں locality کے لوگوں نے خود اپنی مدد آپ کے تحت تیار کی

ھیں اور ان کا رزلٹ بہترین ہے ۔ اسی طرح اساتذہ کی بات ہے ۔ اساتذہ کے متعلق تنقید کوئی نئی بات بھی نہیں ہے کیونکہ یہ کسی برے ارادے سے نہیں کی گئی اور یہ بھی بات درست ہے کہ ہمارے سارے استاد برے نہیں ۔ بہت اچھے بھی ان لوگوں میں موجود ھیں ۔ ان کے نتائج بھی اچھے ھیں ۔ یہ بھی بات صحیح ہے کہ اس بات کے لئے ان کی ہم نے exercise اپنے تمام بورڈ کو کرائی ہے ۔ گورنر صاحب کی ہدایت کے تحت ان کے رزلٹ کو دیکھ کر ان کی ترقیاں یا ان کی اپنی appreciation یا ان کے ایوارڈ ان کو دیں گے لیکن جن لوگوں کے نتائج خراب ھیں ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا ۔ یہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ ہم اچھے کام کرنے والوں کو سراہیں ۔ ان کو encourage کریں اور جن کا کام خراب ہے پھر اس کے متعلق فیصلہ کرنا ہے آپ کو بھی locality کو بھی کہ ان کے خلاف کیا کارروائی کی جائے ان لوگوں کو صرف بدلنا یا تبدیل کرنا تو کوئی سزا نہیں ہے ۔ وہ پھر جس جگہ جائیں گے وھی کام کریں گے اگر کسی کالج یا سکول کا نتیجہ صفر آرہا ہے اور ان کو تمام یہ آسائشیں اور ضروریات مہیا کی گئی ھیں تو پھر اس ادارے کے جاری رہنے کا کیا جواز ہے ۔ ان ملازمین کا ملازمت میں رہنے کا کیا جواز ہے ۔ پھر کیوں نہ ان اداروں کو بند کر دیا جائے ۔ کہا یہ جائے گا کہ ان اداروں کی ناکامی کے باعث اس locality کو کیوں اس بارے میں convict کیا جائے کیوں اس ادارے کی ان کو سزا دی جائے ۔ تو بات یہ ہے کہ کیا اس locality کے لوگوں نے اپنی ذمہ داری نبھائی ہے اور انہوں نے اس ادارے کے چلانے میں دلچسپی لی ہے ۔ اگر باقی لوگ دلچسپی لیکر اپنے ادارے کو کامیاب کر سکتے ھیں تو اس ادارے کی locality کے لوگوں کو بھی آگے آنا چاہیے ۔ اور اس پر گورنمنٹ کا قوم کا خرچہ اور صرفہ ہو رہا ہے اس کو اس طرح برداشت نہیں کیا جا سکتا ۔ تو ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کو پہلے آنا چاہیے ۔ ہماری Parent teachers association موجود ہے ۔ بورڈ آف گورنر کے کئی انسٹی ٹیوشن کام کر رہے ھیں اور ان کے نتائج بہترین ہیں ھیں ان کا کام کوئی dictate کرنا نہیں ۔ ان کا کام کوئی ایڈ منسٹریشن چلانا نہیں بلکہ وہ ایک ایڈوائزری باڈی ہے students parents and teachers association کئی ایک اداروں میں بہترین کام کر رہی ہیں تو آپ حضرات سے بھی ہم توقع رکھتے ھیں اپنے اپنے

علاقوں میں تعاون سے ٹیچرز ۔ سے ہیڈ ماسٹرز سے سٹوڈینٹس سے والدین سے کہ ان کو آگے آنا چاہیے اور ان کو آگے آکر اپنی اپنی locality کے سکولوں کی حالت بہتر بنانی چاہیے ۔ parents کی یہاں بات ہوئی اور بہت defend کیا گیا ۔ تو میں اس سلسلے میں اپنی ایک مثال دونگا ۔ تنقید کرنا میرا منشاء نہیں ہے بات صرف یہ ہے کہ ہماری ایگریکلچر یونیورسٹی سے جو ہمیں ایک task دیا گیا ۔ سب کو کہا کہ parents سے رابطہ قائم کیا جائے ۔ وی سی انجینئرنگ یونیورسٹی نے سات سو parents کو ذاتی طور پر خط لکھا کہ یہ یہ پرابلم ہے ۔ آپ کے لڑکوں کے ساتھ یہ یہ بات ہے ۔ اس کے لئے آپ ہمیں جواب دیں اور آکر ہمیں ملیں ۔ آپ یقین کریں کہ سات سو جو لیٹر لکھے ان میں سے صرف سات کا جواب آیا ۔ جو سات کا جواب آیا ان کو بلایا گیا کہ آپ میرے ساتھ آکر معاملے کو ڈسکس کریں یہ ریکارڈ کی بات ہے ۔ ان سات میں سے صرف ایک کے والد آئے ۔ اب جبکہ حالت یہ ہو یا دلچسپی کی یہ حالت ہو تو پھر یہ کہنا کہ وہاں تعلیم کی حالت خراب ہوگئی ہے ۔ ہمارے تعلیمی نتائج اچھے نہیں ہورہے اور عوام اپنے بچوں میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں لہذا مناسب نہیں یہ کونسی دلچسپی ہے جو ہم اپنے بچوں میں لے رہے ہیں ۔ ٹھیک ہے کہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سب والدین دلچسپی نہیں لے رہے لیکن عام طور پر ہورہا ہے اور ہمارا اس بارے میں جو نکتہ نظر ہے وہ آپکے سامنے ہے ۔ اساتذہ کی عزت و احترام ہمیں ملحوظ ہے ۔ ہمیں تعلق ہے اس تاریخی اور روایتی کردار کا اور یہ روایتیں ہماری انشاء اللہ جاری ہیں اور ہم وہ اعتماد پائیں گے بشرطیکہ آپ بھی ہماری مدد کریں ۔ جہاں تک ان کے مشاہرے کا تعلق ہے آپنے فرمایا تھا کہ نہیں ہیں نہ پانچ ہزار والی بات ہے نہ دس ہزار والی بات ہے بلکہ نہ اس ملک میں الاؤنس نیز موجود ہے ۔ لیکن یہ میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کی تنخواہیں کبھی بھی ملازم سے کم نہیں تھیں ۔ اب اللہ کے فضل سے ان کی اچھی خاصی تنخواہیں بھی ہیں ۔ اب ان کو کم از کم یہ شکوہ نہیں ہونا چاہیے ان کی apporach بدلنی چاہیے ۔ اب اس بارے میں دوسری بات جو عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بچوں کے پڑھنے کی بات ہورہی تھی یہ بات کسی حد تک عام طور پر محسوس کی جاتی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ گو یہ فیڈرل گورنمنٹ کا

ادارہ ہے جو نصاب کو تمام صوبوں میں ترتیب دیتا ہے پہلی بچوں کی
ذہنی سطح کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے مطابق ان کو گائیڈ لائن دیتا
ہے - اس پر کچھ authors اور ماہر تعلیم جو کورس لکھتے ہیں تاکہ ہائی
سطح کے بچے اپنی ذہنی سطح پر اپنے اپنے صوبائی ماحول میں پرورش پا
کر اس ذہنی سطح کو حاصل کر سکیں - یہ بات اپنی جگہ درست ہے
اور جو آپ کی طرف سے تجاویز آئی ہیں ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہم
انشاء اللہ کوشش کریں گے ہم دوسرے طریقے سے دیگر ممالک نے کیا تو پھر
پہلی جماعت یا دوسری جماعت کے بچوں کے لئے دینیات اور اردو کی
کتابیں ایک جگہ مدغم کیوں نہیں ہو سکتیں کئی ایک چیزیں جیسے
ملوکیں ہے اس کو کیوں نہیں اکٹھا کریں - اردو کی کتاب میں کیوں
نہیں شامل کر سکتے - کیوں نہیں اسلامیات کی کتاب کو اس میں شامل
کرتے - یا کیا یہ ضروری ہے کہ پہلی جماعت کے بچوں کو ہوم ورک
دیا جائے انکو تو یہ ساری چیزیں سکول میں ہی مکمل کر یا زبانی پڑھ
کر آجانا چاہیے - یہ ساری باتیں زیر غور ہیں - یہ فیڈرل گورنمنٹ کی
ایجنسی ہے اس سلسلے میں کوشش کریں گے - اور آپ حضرات کو مطلع
کرتے رہیں گے کہ اس بارے میں کیا پیش رفت ہو رہی ہے - یہ بات
بھی ہمیں تسلیم ہے کہ ہمارے بورڈ میں خرابی ہے اس بارے میں عرض
کروں کہ بورڈوں کی مارکنگ کے سلسلے میں کہ پرچوں کی پرچوں جانچ
پر مارکنگ ہوتی ہے - اس میں اختلاف پایا جاتا ہے - پرچوں میں
اختلاف ہے پرچوں کے سٹینڈرڈ میں اختلاف ہے - میں آپ کو یقین دلاتا
ہوں کہ کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ جو ملتان بورڈ کے پرچے مارکنگ
وہ یہاں سے سیٹ کرائے جاتے ہیں - اسی طرح دوسرے بورڈوں کے پرچے
سیٹ کرائے جاتے ہیں - سب سے بڑی چیز جو ہم نے کی ہے وہ
centralized and marking کا طریقہ ہے اس میں شکایت تھی اس لئے مارکنگ
یا ایف ایس سی کے پرچے ہوتے ہیں اس کے بعد چونکہ پیشہ ورانہ کالجوں
میں داخلہ ملتا ہے - اس لئے centralized مارکنگ کا طریقہ اختیار
کیا گیا ہے اور جو پیپر سیٹ کئے جاتے ہیں میں آپ کو یہ بتانا چاہتا
ہوں کہ چار مختلف وقت کے پیپر ایگزامینر سیٹ کرتا ہے - اور یہ اس پیپر
بنانے والے کو پتہ نہیں ہوتا کہ ان میں کونسے پیپر آئیں گے اور یہ
چار پیپرز کو ہم عین وقت پر deliver کرتے ہیں کہ کونسا پیپر ہم

نے سٹوڈینٹس کو دینا ہے کہ وہ حل کریں - اس کے بعد جو مارک شدہ کاپیاں ہیں ان کو اسی وقت بانٹا جاتا ہے - اسی وقت ہماری گاڑیاں وہاں سے لیکر واپس آجاتی ہیں تا کہ ان کو محفوظ رکھ دیا جائے - اور اس میں کسی قسم مداخلت کا احتمال نہ رہے -

جہاں تک مارکنگ کا سوال تھا کہ کچھ لوگوں کو زیادہ ملتی ہے ، کچھ کو ایسی ملتی ہے اس کے لئے بورڈ کے دفتر میں بیٹھ کر ایگزامینرز کو وہاں بٹھا کر , ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ ان کے سپرد کون کون سے طلباء کی کاپیاں کی جاتی ہیں ان کی موجودگی میں بورڈ کے احکامات کے مطابق ان کو کاپیاں دی جاتی ہیں اور مارکنگ وہاں بیٹھ کر کی جاتی ہے اور اس کی اوسط بنا کر اور ساری سٹیٹمنٹس بنا کر ان سے اسی وقت لے لی جاتی ہیں - اسی طرح سے دوسرے دن ہوتا ہے - تو اس میں کوئی بڑا احتمال اور امکان موجود ہو سکتا ہے کہ اس میں بھی کچھ خرابی موجود ہو لیکن کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ اپنے طور پر جو humanity possible ہے - انسانی طور پر جو ممکن ہے ہم کوشش کریں کہ اس کی تمام خرابیاں دور ہوں - تو میں یہ آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس جو جو مثالیں موجود تھیں - ہم نے ان کو punish کیا ہے اور جو جو بات نظر آ رہی ہے - اس کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے - لیکن میں یہ بھی کہوں گا کہ چند ایک ایسی انجمنیں ہیں جو کہ ٹیسٹ پیپرز اور گیس پیپرز تیار کرتی ہیں جوکہ مختلف قسم کی افواہیں اڑاتی ہیں کہ یہ پرچہ آؤٹ ہو گیا - تو اس کو ہم چیک کریں کہ کیا یہ سوال تو اس میں نہیں ہے پھر ہم اس کی تردید کریں اور پھر وہ اور افواہ اڑائیں کہ اب یہ پھر آوٹ ہو گیا - میں نے اس دفعہ دو تین مرتبہ خود بذاتی طور پر چیک کئے ؛ ایسا بالکل غلط ہے اور بلکہ اس دفعہ لوگوں نے بورڈ میں یہ شکایات کی ہیں کہ جناب ہمارے گیس تو صحیح آ ہی نہیں سکتے یہ شکایت نہیں ہے کہ پرچے آوٹ ہو گئے ہیں بلکہ شکایت یہ کی ہے کہ گیس اس مرتبہ صحیح طور پر نہیں آ سکے علاوہ ازیں اعلی تعلیم کی درسی کتب کی بات ہوئی ٹیکسٹ بک بورڈ کی بات ہوئی - ٹیکسٹ بک بورڈ کے ادارے میں خرابی موجود تھی - میں اس سے قبل کہہ چکا ہوں کہ 53 لاکھ لڑکیوں کے لئے مختلف مضامین کی کتب بر وقت شائع کرکے اور سستی کتب شائع کرکے ان کے حوالے کرنا ایک بہت بڑا کام ہے - تاہم اس

میں خرابیاں موجود ہیں۔ ان کو دور کرنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں اور یہ بات صحیح ہے کہ ان 53 لاکھ طلبا کے لئے تمام مضامین کی کتبیں بر وقت شائع کرکے ان کو دے دی گئی ہیں اور اب تک اس بارے میں طلبا کی طرف سے کوئی شکایت نہیں ہے ۔ البتہ آج ایک instance ہمارے سامنے نیشنل بک فاؤنڈیشن کے بارے میں آئی ہے جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے ۔یہ پنجاب گورنمنٹ کا ادارہ نہیں ہے لیکن اس ذمہ داری سے ہم ہٹ نہیں رہے ہم اس بارے میں انشاءاللہ بہت جلد ان تمام کتابوں کو سٹڈی کرکے ان سے یہ معاملہ معلوم کریں گے کہ کس طرح سے یہ کتب چھپائی جا رہی ہیں اور یہ کس نوعیت کی کتب ہمارے سامنے آ رہی ہیں اس بارے میں ضروری سطح پر action لیا جائے گا ۔ اعلیٰ تعلیم کے استحقاق کی بات ہوئی ہے۔ حکومت اسےاپنی اخلاقی ذمہ داری بھی سمجھتی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ہونہار طالب علم وسائل کی کمی کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم سے محروم رہے اور اس بارے میں جس طرح شیخ غلام حسین نے بتایا اور ہمارے ذاکر قریشی صاحب وزیر اوقاف بھی تشریف فرما ہیں ۔ صوبہ پنجاب میں کوئی ایک درخواست وظیفہ کے لئے ذکواتہ فنڈ سے یا ان کے پاس ایسی پینڈنگ نہ ہے جس کو وظیفہ نہ دیا گیا ہو اس لئے میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ بنک جو loans advance کرتے ہیں گورنر صاحب نے کافی sanction دی ہوئی ہے ذکواتہ کے محکمے میں اور دوسرے محکموں میں اس مقصد کیلئے بےشمار پیسہ رکھا گیا ہے کہ ہونہار طلبا جو غریب ہوں ان کو تعلیم حاصل کرنے میں غربت آڑے نہ آئے کہ وہ talented ہوں اور higher education حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن ذرائع ان کے پاس نہ ہوں میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ اس بارے میں ہمیں غور کرنا ہو گا ۔ اس بارے میں بھی ہمیں پالیسی وضع کرنی ہو گی کہ آیا ہر ایک آدمی کو یہ چھٹی ہونی چاہیے کہ وہ اگر تھرڈ ڈویژن ہو تو بھی ایم ۔ اے کلاسز اور اس کی اوپر کی کلاسز میں داخلہ لیتا رہے یا اس میں selected قسم کے لوگ ہوں اور یہ دیکھنا ہو گا کہ کون کون سے لوگ ہیں جو کہ اس کے مستحق ہیں ۔ دوسری بات جو کہی گئی ہے اس کے لئے میں عرض کروں گا وہ جسمانی اور ذہنی طور پر معذور بچوں کی تعلیم کی بات ہے ۔ اس بارے میں حکومت نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ حضرات کی نظر کی سامنے ہے ۔ لیکن اب اس چیز کی ضرورت ہے کہ معاشرہ اپنی ذمہ داریاں سنبھالے ۔ ان لوگوں کو بھی کارآمد شہری بنانے

کے لئے اور اپنے شایانِ شان زندگی بسر کرنے کا موقع دے۔ اور ان کو اس قابل بنائیں کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اپنے طور پر عزت اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ اس کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے مختلف محکموں میں ان کے لئے نشستیں مخصوص کر رکھی ہیں۔ اس کے علاوہ کالجوں میں داخلے کی بات تھی۔ جناب گورنر نے ہمارے پروفیشنل کالجز میں میڈیکل کالجز میں، انجینئرنگ کالجز میں ان کو داخلہ دیا ہے۔ اور اسی طرح سے ان کی باقاعدہ حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ تو یہ تمام باتیں ہیں، ان میں معاشرہ کو بھی اپنا کردار نبھانا ہے۔ دوسری بات عورتوں کی تعلیم کے بارے کہی ہے۔ اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک سکول ایجوکیشن کا تعلق ہے۔ لوئر لیول کے ایجوکیشن کا تعلق ہے اس کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ ہر locality ہر محلے میں اور گاؤں میں بچیوں کے لئے علیحدہ سکول قائم ہوں جہاں بچوں کے لیے مساجد سکول، مکتب سکول کھولے جا رہے ہیں بچیوں کے لیے آپ نے جناب چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ میں دیکھا ہوگا۔ کہ ان بچیوں کے لیے باقاعدہ پرائمری سکولوں کا اجرا ہو رہا ہے اور وہ آپ حضرات کے تعاون سے ہو رہا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ کن ایریاز میں ضرورت ہے۔ وہاں پر وہ سکول کھولے جا رہے ہیں اور ویمن ایجوکیشن بلکہ گرلز ایجوکیشن پر حکومت پوری توجہ دے رہی ہے اور ہمیں مزید یہ دیکھنا ہوگا کہ ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لیے کن باتوں کی ضرورت ہے۔ لوکل باڈیز کے رول کے متعلق میں نے بات کر دی ہے اس کے ساتھ ہی جو لوکل ایڈمنسٹریشن کا رول ہے۔ وہ بھی آپ کی نظر میں ہے۔ ہمارے جو مقامی افسران ہیں وہ بھی اور جب میں خود بھی دورے پر جاتا ہوں تو وقتاً فوقتاً میٹنگ کرتا ہوں، انسپکشن کرتا ہوں۔ ان کی دیکھ بھال، ان کی خرابیاں، ان کی کمزوریاں جن کی وہ نشاندہی کرتے ہیں، ان پر ہم ایکشن لیتے ہیں، تو یہ ابھی جاری رہنا چاہیے، یہ ان کی ذمہ داری ہے بلکہ یہ ساری قوم کی ذمہ داری ہے ہر محکمہ کی ذمہ داری ہے ہم سب مل کر اس چیز کا خیال رکھیں کہ مختلف سکولوں میں لوگ کام کر رہے ہیں۔ وہاں پر اساتذہ حاضر ہیں اگر نہیں ہیں تو انکا نوٹس لیا جائے اور ان کو چیک کیا جائے۔ انسپکشن کو مضبوط بنانے کے لئے محکموں کے افسروں کو اور ہمیں خود بھی بلکہ آپ کو بھی باہر نکل کر مزید یہ کام کرنا چاہیئے۔ ایک بہت بڑی دقت محسوس ہو رہی ہے

جس کے لئے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے جس کے لئے جناب گورنر نے پالیسی وضع کی ہے ۔ ظاہر ہے کہ 7/8 سو کروڑ روپے بلڈنگ پر خرچ نہیں کر سکتے وہ ہے پرائمری سکولز بلڈنگ ۔ پرائمری ایجوکیشن سیکٹر اتنا وسیع ہے اتنا عمیق ہے کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ یہ 45.44 ہزار سکول اور ان کے اساتذہ اور ان سکولوں کی بلڈنگ اور ان کی مرمت ان کی دیکھ بھال شٹل سکول ۔ ان سب میں آپ حضرات کے تعاون کی درخواست کی گئی کہ لوکل کمیونٹی اس وقت تک نہ کوئی سکول تجویز کرے نہ وہ سکول کھلے اور نہ وہاں پر عملہ جائے جب تک کہ لوگ خود گورنمنٹ کے لوکل اداروں کے تعاون سے وہاں پر چھوٹی سی دو کمروں اور ایک برآمدے کی بلڈنگ وہاں پر نہ بن جائے ۔ اور اس کی تصدیق نہ ہو جائے ۔ اس وقت تک وہاں پر سکول نہ کھولا جائے اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ پرائمری سکول کی سطح تک جو بلڈنگ کی تعمیر ہے اس کی repair کا بوجھ بھی اگر حکومت کے ذمہ ڈال دیا جائے تو پھر ہم اپنی تعلیم کی ضروریات کو پورا کرنے میں بہت حد تک مشکل محسوس کریں گے ۔ اس لئے آپ حضرات کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا ۔ میں خود بھی اس کے لئے ہر ڈویژنل اور ضلعی سطح پر جاتا ہوں اور میٹنگ کرتا ہوں اور اب انشاءاللہ جب آؤں گا تو میں اس وقت چیئرمین حضرات سے بھی میٹنگ کروں گا اور ہم ان کی موجودگی میں یہ دیکھیں گے کہ ہم جتنے سکول sanction کر رہے ہیں جتنا ADP اس کے لئے ہم رکھ رہے ہیں ۔ آیا ہم اس میں کامیاب ہو رہے ہیں ۔ کیا وہ بلڈنگیں تیار کر رہے ہیں اور وہ تمام repairs ہو رہی ہیں ۔ کیا یہ تو نہیں ہو رہا ہے کہ ghost schools کھولے جا رہے ہیں اور نئے نئے ghost schools کی تعداد مزید اضافے پر اضافہ ہو رہا ہے آپ تمام حضرات کی موجودگی میں بھی اگر ghost schools آپ کے علاقوں میں چلتے رہیں اور پھر اس کے بعد یہ شکایت کی جائے کہ جناب ghost schools ہیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم کس طرح ان پر قابو پائیں گے ۔ ٹھیک ہے ہماری محکمانہ کمزوریاں ہیں کہ اس میں ہماری کوئی انسپکشن نہیں ہے ۔ لیکن آپ لوگ بھی موجود ہیں ۔ آپ نشاندہی کریں کہ کون سا سکول ہے جو کہ آپ نے sanction کر رکھا ہے ۔ اس کا کھولنا بھی sanction ہوا ہے لیکن اس کی وہاں پر عمارت نہیں ہے تو وہ

کہاں گیا ۔ اس لئے میں یہ ضروری طور پر عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ کے ذمہ ایک کام ایک مشن لگایا گیا تھا کہ آپ ان سکولوں کی عمارات اور ان کی repair کی ذمہ داری لیں اور اس کو بنائیں تا کہ اس ایجوکیشن کو اور آگے بڑھائیں ۔

باقی یہاں پر ملائشیا اور انڈونیشیا کی باتیں بھی ہوئیں ۔ کیا وہاں بلڈنگیں بنیں ۔ کیا وہاں عمارتیں بنیں ، جناب والا انہوں نے تو درختوں کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کی ہے ۔ آپ دیکھیں ہم نے کس طرح تعلیم حاصل کی ہے ، کس جگہ پڑھ کر ہم یہاں پہنچے ہیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم دس دس میل پیدل چل کر سکول جاتے رہے ہیں ۔ اپنے سکول میں ہم اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیکر اپنے ٹاٹ کو جھاڑ کر ، اپنے طور پر وہاں جھاڑو کر کے بیٹھے رہے ہیں ۔ اسی طرح خود اپنے سکول کو صاف کر کے خود اس میں کام کرتے رہے ہیں ۔ ہم نے کسی قسم کی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی اور نہ ہی یہ چیزیں ہمارے آڑے آئیں ۔ یہاں بلڈنگ موجود نہیں ہے ۔ یہاں پر جھونپڑ نزدیک ہیں یا دیوار کے سایہ تلے تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ لہٰذا ان ترجیحات کا ہمیں پہلے فیصلہ کرنا ہو گا کہ یا تو ہم پہلے بڑی بڑی بلڈنگیں بنا کر رکھ لیں یا پہلے اپنے بچوں کو تعلیم دیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ بلڈنگ کا نہ ہونا تعلیم کے آڑے آ سکتا ہے ۔ صرف determination ارادے ، سوچ اور جذبے کی ضرورت ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کو تعلیم دینی ہے ملائیشیا اور انڈونیشیا کی بات کرنی ہے تو ہمیں یہ بھی سوچنا ہو گا کہ آیا انہوں نے وہاں پہلے بڑی بڑی بلڈنگیں بنائیں یا کوئی بڑا عملہ ان کو رکھ کر دیا گیا ۔ بڑی بڑی تنخواہیں دیں ۔ انہوں تو صرف package deal کے طور پر ایک پروگرام بنایا اور دس دس لوگوں کا ایک گروپ بنا ایک ان کا لیڈر بنا گیا اور انہوں نے اپنے اپنے لوگوں کو تعلیم دی ۔ کیا ہم لوگ یہ کام نہیں کر سکتے ۔ ہمارے لوکل باڈیز کے ادارے تو ماشاءاللہ اس سے زیادہ جذبہ اور حوصلہ رکھتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں آپ حضرات سے تعاون کی اپیل کی جاتی ہے کہ آپ حضرات بھی اس سلسلہ میں اپنا رول ادا کریں ۔ اس کے علاوہ یہاں

پر زبان کی بات بھی ہوئی کہ میڈیم کون سا ہونا چاہیے ۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب ہر فنکشن میں اردو استعمال کی جاتی ہے ، اردو میں تقاریر کی جاتی ہیں ۔ جس طرح ابھی یہ پوائنٹ آؤٹ ہوا کہ اتنے عرصہ کے بعد آج انگریزی کی ایک تقریر سننے کو ملی ہے ۔ جناب والا اردو زبان کو اپنانے کیلئے اس کے تمام لٹریچر کو منتقل کرنے کیلئے ، ڈکشنری بنانے کیلئے ٹائپ رائٹر بنانے کی ضرورت ہے ۔ یہ سارا کام اسوقت ہو رہا ہے اور ایک وقت میں آپ دیکھیں گے کہ انشاءاللہ یہ ساراکام قومی زبان میں ہوگا ۔ ہم مکمل طور پر قومی زبان میں تعلیم حاصل کریں گے ۔

اس کے علاوہ کچھ انفرادی باتیں بھی یہاں پر ہوئی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔ خواتین یونیورسٹی کے بارے میں جواب نہیں ملا ۔

وزیر تعلیم ۔ اس کے بارے میں عرض کروں کہ یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے اس پر بھی کسی وقت آپ سے بات کریں گے ۔ یہ ساری باتیں اسی فورم پر زیر بحث نہیں لائی جا سکتیں ۔ لیکن اس معاملے میں جو کام ہو رہا ہے انشاء اللہ آپ کو مطلع کریں گے ۔ اس وقت یہ موقع تو نہیں ہے ایک باقاعدہ critique کے ذریعہ ہم اس کو دیکھیں گے اور آپ کی آراء سے کوئی فیصلہ کریں گے اور اس پر عمل درآمد بھی کریں گے ۔ لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ کی طرف سے realistic approach ہونی چاہیے ۔ آج کی sitting کا یہ مطلب نہیں کہ آج یہ معاملہ ختم ہو گیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آج جوکچھ ہم کر رہے ہیں اس پر عمل نہیں کر رہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے ذہنی مشق کے طور پر جو target آپ کو ملا ہے اور ہماری طرف سے جو پیش قدمی ہوئی ہے یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے ۔ آپ اپنے علاقہ میں اسے مشن کے طور پر ایک zeal کے تحت جاری رکھیں ۔ اس کے علاوہ باقی باتیں اور آپ کے انفرادی مسائل جو میں نے نوٹ کیئے

ہیں ، ان کو باقاعدہ ایک میٹنگ میں طے کریں گے ۔ اس کے ساتھ ہی آپ حضرات کے تعاون ، آپ کی کوشش اور محنت کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنی قیمتی آراء سے ہمیں نوازا ۔ جناب گورنر صاحب کا بھی میں بے حد مشکور ہوں کہ انھوں نے خصوصی طور پر محکمہ تعلیم کو اہمیت دیتے ہوئے اور آپ حضرات کا تعاون حاصل کرنے کے لیے ، آپ کے سامنے پورے کارڈ رکھتے ہوئے یہاں ایک تنقیدی جائزہ لیا ۔ کیونکہ اس سے پوری قوم کی بھلائی ہے ، آپ اسے گورنمنٹ کی کوئی کمزوری نہیں کہہ سکتے ۔ آپ سب لوگ اگر حکومت کے ساتھ شامل ہوں تو ہم ان کمزوریوں اور مسائل پر قابو پا لیں گے اور کسی قسم کی مایوسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ بہت بہت مہربانی اور شکریہ ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

اناؤنسر آپ کی تشریف آوری کا شکریہ (اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے) ۔